Title — ~~Diwan~~ MEHTAB-E-DAAGH.

Author — DAAGH DEHELVI

Publisher — Matba Aziz (Hyderabad)

Date — 1310 H

Pages — 355 + 92.

Subjects — Urdu Shayari — Dawaween.

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

الحمد للہ کہ کلامِ معجز نظام یعنی دیوانِ فصاحت عنوان

المسمّٰی

مہتابِ داغ

از تصنیف

بلبلِ ہندوستان مقربِ الخاقان زمن استاد السلطانِ دکن جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی خلف نواب شمس الدین احمد خان بہادر نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام کارپردازان مطبع عزیز دکن طبع شد

۱۰۰۰ جلد قیمت فی جلد عمہ حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب بلا اجازت طبع نہ فرمائیں بحالی نفع نقصان کے اٹھائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں کلمہ گو ہوں خاص خدا و رسول کا
آتا ہے پیام عرش سے مژدہ قبول کا

وہ پاک بے نیاز تجسم سے ہے بری
محتاج فوق و تحت نہ وہ عرض و طول کا

انسان سے بیان ہوں کیونکر صفاتِ ذات
ایسا کہاں ہے ذہن ظلوم و جہول کا

دونوں جہاں میں بوئے محمدؐ ہے عطر بیز
کونین میں ہے رنگ فقط ایک پھول کا

صلِّ علیٰ ہے نام محمدؐ میں کیا اثر
درمان دلِ علیل و حزین و ملول کا

طاعت خدا کی اور اطاعت رسول کی
یہ ہے طریق دولتِ دیں کے حصول کا

یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع
یہ داغ جاں نثار ہے آلِ رسول کا

یارب ہے بخشنا بندے کو کام تیرا
محروم رہ نہ جائے یہ غلام تیرا

جبتک ہر دل عالمین ہر دم ہو یاد تیری — جبتک زبان ہر منھہ مین جاری ہو نام تیرا
ایمان کی کہین گے ایمان ہر ہمارا — احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا
شمس الضحی محمد بدر الدجی محمد — ہر نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا
اُس شاہِ انبیا کے در کا ہون مین سلامی — آیا سلام جسکو پہنچا پیام تیرا
ہر تو ہی دینے والا پستی سے دے بلندی — اسفل مقام میرا اعلی مقام تیرا
بیچون و بیچگون ہر بے شبہہ ذات تیری — واحد احد صمد ہر اللہ نام تیرا
محروم کیون ہون مین جی بھر کے کیون نہ لون مین — دیتا ہر رزق سبکو ہر فیض عام تیرا

یہہ **داغ** بھی نہو گا تیرے سوا کسیکا
کونین مین ہر جو کچھہ وہ ہر تمام تیرا

اچھی رت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا — یاد آتا ہر ہمین ہائے زمانا دل کا
تم بھی منھہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے — مین سناؤن جو کبھی دل سے فسانا دل کا
نگہہ یار نے کی خانہ خرابی ایسی — نہ ٹھکانا ہر جگر کا نہ ٹھکانا دل کا
پوری مہندی بھی لگانی نہین آتی ابتک — کیونکر آیا تجھے غیرون سے لگانا دل کا
غنچۂ گل کو وہ مٹھی مین لئے آتے تھے — مین نے پوچھا تو کیا مجھہ سے بہانا دل کا
ان حسینونکا لڑکپن ہی سہی یا اللہ — ہوش آتا ہر تو آتا ہر ستانا دل کا
دے خدا اور جگہہ سینہ و پہلو کے سوا — کہ بُرے وقت مین ہو جائے ٹھکانا دل کا
میری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے — انکا جانا تھا الٰہی کہ یہہ جانا دل کا

نگہِ شرم کو بیتاب کیا کام کیا | رنگ لایا تری آنکھون مین سمانا دِل کا
انگلیان تارِ گریبان مین اُلجھ جاتی ہین | سخت دشوار ہی ہاتون سے دبانا دِل کا
حور کی شکل ہو تم نور کے پتلے ہُو تم | اور اِسپر تمہین آتا ہی جلانا دِل کا
چھوڑکر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤن | اِک جنازے کا اُٹھانا ہی اُٹھانا دِل کا
بیدلی کا جو کہا حال تو فرماتے ہین | کر لیا تونے کہین اور ٹھکانا دِل کا

بعد مدّت کے یہہ اے داغ سمجھ مین آیا
وُہی دانا ہی کہا جس نے نہ مانا دِل کا

سبب کھلا یہہ ہمین اُنکے مُنھ چھپانے کا | اُڑا نہ لے کوئی انداز مُسکرانے کا
طریق خوب ہی یہہ عمر کے بڑھانے کا | کہ منتظر رہون تا حشر اُسکے آنے کا
چڑھاؤ پھول مری قبر پر جو آئے ہو | کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا
وہ عذرِ جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے | کوئی محل نہ رہا اب قسم بھی کھانے کا
بہ تنگ آکے جو کی مین نے ترک رسم وفا | ہر اک سے کہتے ہین یہہ حال ہی زمانے کا
جفائین کرتے ہین تھم تھم کے اِس خیال سے وہ | گیا تو پھر یہہ نہین میرے ہات آنے کا
نہ سوچے ہم کہ تہِ تیغ ہو گی خلق اللہ | گھٹا نہ حوصلہ قاتل کے دِل بڑھانے کا
اثر ہی آب کی سے تُند مین وہ ای زاہد | کہ نقشہ تک بھی نہ اُترے شراب خانے کا
سمائین اپنی نگاہون مین ایسے ویسے کیا | رقیب ہی نہیں ہو آدمی ٹھکانے کا
لگی ہی چاٹ مجھے تلخیِ محبّت کی | علاج زہر سے مشکل ہی زہر کھانے کا

تمہین رقیب نے بہیجا کہلا ہوا پرچہ
نہ تہا نصیب لفافہ بہی آدہا آنے کا

لگی ٹہکانے سے بلبل کی خانہ بربادی
چراغ گل مین بہی تنکا ہی آشیانے کا

خطا معاف تم اہی داغ اور خواہش وصل
قصور ہی یہہ فقط اُنکے مُنھہ لگانے کا

دل مجھہ سے ترا ہاسے ستمگر نہین ملتا
مرجاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا

دو دن بہی کسی سے وہ برابر نہین ملتا
یہ اور قیامت ہی کہ ملکر نہین ملتا

یا ترک ملاقات کی خو ہوگئی اونکو
یا یہہ ہی کہ مجھہ سے کوئی بہتر نہین ملتا

ایکاش ہم اب ٹہوکرین کہاکر ہی سنبہلتے
سر ملتے ہین اُس کوچہ مین پتہر نہین ملتا

زاہد نے اوڑائے لو صفات ملکوتی
حضرت کا فرشتون سے ابہی پر نہین ملتا

انکار سے اُمید ہی اقرار سے ہی یاس
جب وعدہ کیا پہر وہ مقرر نہین ملتا

کیا پوچہتے ہو بزم مین کیا ڈہونڈ رہے ہو
اوصاف بتادون دل مضطر نہین ملتا

تصویر تو پیدا ہی مصور نہین پیدا
آئینہ تو ملتا ہی سکندر نہین ملتا

ہر آبلہ مین خار ہی ہر زخم مین پیکان
ملتے سے مریجان کوئی کیونکر نہین ملتا

کیونکر نہ مرین موت پہ بیمار محبت
ایسا یہ مزا ہی کہ مکرر نہین ملتا

کیا عید کے دن بہی رمضان ہی کہ جو ساقی
مجہکو نہین ملتا کوئی ساغر نہین ملتا

محفل مین تری عید کے دن سب گلے ملے
وہ کونسا فتنہ ہی جو اُٹہکر نہین ملتا

پروانہ کا بہی وقت ہی بلبل کا بہی موسم
مرتا ہون جو معشوق گہڑی بہی نہین ملتا

یارب مرے اشکون سے نہ تاثیر جدا ہو	اس قافلہ سے کوئی بچھڑ کر نہیں ملتا
اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی	عکس آپکا آئینہ سے باہر نہیں ملتا

ہر وقت پڑھے جاتے ہین کیون داغ کے اشعار
کیا تمکو کوئی اور سخنور نہیں ملتا؟

حسینون کی وفا کیسی جفا کیا	جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا
برا کہنے سے کہیئے مدعا کیا	یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا
ڈرین کیون پرسشِ روزِ جزا سے	جو پوچھے ہمکو اسکا پوچھنا کیا
نگاہِ ناز سے دیکھین وہ پھر کیون	مکرر جو ادا ہو وہ ادا کیا
بگڑ بیٹھے عبث ذکرِ عدو پر	سنا کیا آپ نے مین نے کہا کیا
وہ دل کو چھیر کر سو بار دیکھین	نکلتا ہے ہمارا مدعا کیا
ادا چاکِ گریبان کی اڑائی	کھلے رہتے تھے یون بندِ قبا کیا
یہ سنوایا فغانِ بے اثر نے	کریگا اور تو اس سے سوا کیا
مری صحبت سے کیون بچتے ہین اچھا	ابھی جیتے جی مین مر گیا کیا
ذرا دم لو کہین گے حال دل بھی	ہمارے لب پہ رکھا ہے گلا کیا
عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہون	ترے دل مین بھی ہین ارمان کیا کیا
کبھی تڑپا کے دل پر ہات رکھنا	کبھی کہنا اسے یہہ ہو گیا کیا
نگاہِ رحم جرمِ عشق پر کیون	یہہ کی ہے جستجو اسنے کو خطا کیا

کہا ظالم نے سنکر **داغ** کا حال
بہت اچھے ہین اُنکا پوچھنا کیا

برا ہے شاد کو ناشاد کرنا
سمجھکر سوچکر بیداد کرنا

نہین آتا ہمین برباد کرنا
یہہ پھر کہنا یہہ پھر ارشاد کرنا

عدو کے غم مین یون فریاد ہر وقت
بھلادونگا تجھے مین یاد کرنا

مرے صیاد کو اک کھیل ٹھیرا
پھنسا کر دام مین آزاد کرنا

جو آنکھون مین ہے دل مین ہو وہی نور
الٰہی دونون گھر آباد کرنا

رہے بعد فنا بھی جس کی لذت
قسم ہے تمکو وہ بیداد کرنا

ہمین شوق جفا ہے یہہ تو کہدو
نکرنا یا ستم ایجاد کرنا

غم دنیا و دین مین مبتلا ہون
مرے مولا مری امداد کرنا

چھپانا راز وصل احباب سے **داغ**
پھر ارمان مبارکباد کرنا

مین راز دل بیان کرون انجمن مین کیا
تکیہ کلام آپکا ہے ہر سخن مین کیا

تعریف پر مری یہہ اُلجھنا سخن مین کیا
پھرتا ہے نام غیر کا تیرے دہن مین کیا

ہے ساتھہ ساتھہ شام غریبی کے کچھہ وہان
یارون نے گھر کو آگ لگادی وطن مین کیا

فتنہ فساد رشک تغافل غرور ناز
اسکے سوا ہے اور تری انجمن مین کیا

مین خُلد مین ہون اور نکیرین قبر مین
خالی کفن پڑا ہے دھرا ہے کفن مین کیا

قاصد کے فیصلہ سے مرے ہوش اُڑ گئے
کیا جانے کہہ دیا اُسے دیوانہ پن میں کیا

غربت میں پوچھہ لیتے ہیں باد صبا سے ہم
رہتا ہے ذکر خیر ہمارا وطن میں کیا

کیوں سخت گفتگو نہیں کرتے رقیب سے
کچھہ چوٹ لگتی ہے لب پیمان شکن میں کیا

مٹھی میں دل تھا جو اُٹھے ہات جھاڑ کے
اُلجھا ہوا ہے زلف شکن در شکن میں کیا

عرض وصال پر یہہ دو حرفی جواب ہے
ہر اک سخن میں کیوں کہی ہر اک سخن میں کیا

زیر زمین بھی مجھہ پہ قیامت بپا رہی
فتنہ کا عطر اُسنے ملا تھا کفن میں کیا

اُس بیوفا کے شکوہ سے بے چین ہو گیا
پیغامبر کے آگ لگی تن بدن میں کیا

تجھکو بھی ہے خبر ترے ملنے کے ڈھنگ ہیں
خلوت میں کیا خیال ہیں کیا انجمن میں کیا

تسخیر جذب عشق کی تاثیر الاماں
جادو ہے آپ کی نگہہ سحر فن میں کیا

سُن سُن کے میری شوخی تقریر یوں کہا
توبہ ہے یہہ زبان رہیگی دہن میں کیا

اے داغ قدر دان سخن اب دہن تو ہیں
تعریف اس غزل کی نہ ہو گی دکن میں کیا

توبہ توبہ سر تسلیم جھکایا جاتا
ہم جو سمجھے تھے اگر تجھہ میں نہ پایا جاتا

میں کسی دن جو عنایت سے بُلایا جاتا
پیشتر مجھہ سے مجھے چھوڑ کے سایا جاتا

اے نزاکت ترے قربان کہ وقت رخصت
وہ کہیں ہمسے تو گھر تک نہیں جایا جاتا

میں گنہگار نہوتا جو الٰہی مجھکو
ہر برس نامۂ اعمال دکھایا جاتا

باغ ہستی سے عدم میں ہے سو کیفیت
عمر رفتہ سے پلٹ کر نہیں آیا جاتا

شوق ایسا کہ تری راہ مین مرکر بھی چلون
ضعف ایسا کہ نہین جان سے جایا جاتا

بدگمانی مجھے گھبرا کے نہ دیتی اپنا
منہ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا

وہ خریدار ہی دل کے نہوے کیا کیجے
ہم بھی کچھ دبتے کچھ انکو بھی دبایا جاتا

فتنہ سازی کے مزے لگتی بھی قیامت ہوتی
گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا

انکی محفل مین رقیبون نے کسے آوازے
بولتا مین تو گلا میرا دبایا جاتا

حسن کی شان مین ہر رنگ نظر آئی ہے
تو اگر آنکھ چراتا تو دکھایا جاتا

اُٹھ کے کعبے سے نجاتا جو صنم خانے کو
اور پھر داغ کہان بار خدایا جاتا

کاش تو گور غریبان پہ نہ مضطر پھرتا
صبر سے ناز سے تمکین سے ٹھہر کر پھرتا

میرے ہی ہات سے مشکل مری آسان ہوگی
مجھکو دیکھے جو نہین آپ سے خنجر پھرتا

بیڑیان ڈال کے گردفن نکرتے احباب
اے جنون لاشہ مرا قبر کے اندر پھرتا

خاک مین ملنے کی جب داد ہماری ملتی
آسمان بنکے بگولہ سر محشر پھرتا

دم تزئین جو ذرا آنکھ تمہاری پھرتی
مضطرب آینہ مین حلقۂ جوہر پھرتا

کچھ گرہ مین بھی ہی جو دل کے خریدار بنے
یہ سمجھ لو کہ یہ سودا نہین لیکر پھرتا

مین نہوتا تو مزا بادہ کشی کا بھی نہ تھا
ڈھونڈھتا مجھکو تری بزم مین ساغر پھرتا

جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی
ہات میرا جو ترے سینہ پہ اکثر پھرتا

رہنما بنکے جو تقدیر مجھے لیجاتی
بیٹھتا رات بھر اُس کوچہ مین دن بھر پھرتا

چرخ کو آگ لگا دی اگر آہِ سوزان
صورتِ شعلہ جوالہ یہ چکر پھرتا

لطف تھا میں بھی شبِ وصل کہیں چھپ جاتا
آدمی اُنکا مری ٹوہ میں گھر گھر پھرتا

یہ نہ کہیے کہ نہیں اہلِ وفا میں کوئی
نام اک شخص کا ہے میری زبان پر پھرتا

تم نہ آتے تو یہ انداز کہاں سے ہوتے
بیٹھتا بزم میں بنکر کوئی بنکر پھرتا

کیا مرے ہات میں کل تھی جو پھراتا اُسکو
پند گو دل کسی محبوب سے کیونکر پھرتا

داغ چھٹتی درِ لیلیٰ کی گدائی نہ کبھی
چترِ شاہی بھی اگر قیس کے سر پر پھرتا

غیر کا میں بھی اگر چاہنے والا ہوتا
ڈھنگ اس چاہ کا دنیا سے نرالا ہوتا

پارسا کوئی اگر تاکنے والا ہوتا
دخترِ رز نے بڑا نام اچھالا ہوتا

قیس کو آبلۂ پا سے ہوا کیا حاصل
پانو میں ناقۂ لیلیٰ کے بھی چھالا ہوتا

جان ایکاش محبت میں سنبھلکر جاتی
موت کی موت سنبھالے کا سنبھالا ہوتا

تیشۂ فرہاد نے بیکار سنبھالا اے عشق
کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھالا ہوتا

کشتۂ عشاق کے بیچ پھر بھی نکرتا نرمی
آسمان گر ہمہ تن روئی کا گالا ہوتا

ہمسے یوسف کا بیان ہی کیا واعظ نے
ورنہ ہر بات میں تیرا ہی حوالا ہوتا

کچھ قیامت تو نتھی ہجر کی شب اے تقدیر
اس بلا کو کسی تدبیر سے ٹالا ہوتا

سنکے اللہ کی تعریف کہا اُس بت نے
تو نے ہم میں تو کوئی عیب نکالا ہوتا

ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا
دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

ملکے اکبار اگر پھر اُسے ملتی نہ شراب
لب مے ہات مین زاہد کے پیالا ہوتا

تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے کر
دھوپ مین رنگ نہ کس طرح سے کالا ہوتا

نامہ بر دیکھ کے تیور اُنھین خط دینا تھا
باتون باتون مین فقط کام نکالا ہوتا

خیر گذری کہ رہی حلق مین گھٹ کر فریاد
دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا

درد فرقت کی کھٹک وصل مین کیا مٹ جاتی
آہ تھمتی اگر اے **داغ** تو نالا ہوتا

دل کو تاکا تو مرے جان جگر چھوڑ دیا
اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا

چھوڑتا مجھکو نہ بسمل وہ مگر چھوڑ دیا
سر پہ احسان ہے اسلئے پھر چھوڑ دیا

یہ تلون مرے صیاد کا دیکھے کوئی
کہ ادھر دلکو پھنسایا تو ادھر چھوڑ دیا

ٹکڑے ٹکڑے کیا ناصح کا گریبان لیکن
شکر ہے اُسنے مرا دامن تر چھوڑ دیا

کیا نزاکت کی شکایت ہے غنیمت جانو
ہمنے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا

کام سب چلتا نہ خرابی کے ہوئے ہین تجھسے
رحم کھا کر تجھے اے دیدۂ تر چھوڑ دیا

پھر کہان تھا نہ بتایا تھا وہان تھا وہ شوخ
دامن اُسکا جو سر راہ گذر چھوڑ دیا

لیگئی کھینچ کے تیرے دیوانہ کو گھر سے وحشت
نہین معلوم کہ جنگل مین کدھر چھوڑ دیا

غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا
اُسنے وہ ذکر جو تھا آٹھ پہر چھوڑ دیا

نامہ بر زندہ نہ چھوٹا کبھی اس سے لیکن
پڑھ کے خط سوچ کے کچھ حسن کے خبر چھوڑ دیا

آپ پھنس جائینگے ہم آپ نہ تکلیف کرین
یہ تو فرمائیے دو دن مین اگر چھوڑ دیا

غزل

داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے
خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا

جب اُنسے حال دلِ مبتلا کہا تو کہا — بچائے تجھ سے خدا
کچھ اور اِسکے سوا مدعا کہا تو کہا — ہماری جانے بلا
کہا جو اُنسے کہ ہو سر سے پاؤں تک عیب — تو بولے وہ لاریب
دغا شعار و ستم آشنا کہا تو کہا — ملیگی تجھکو سزا
غم فراق سنایا تو سنکے فرمایا — ہمیں نہ رحم آیا
رقیب کا جو ذرا ماجرا کہا تو کہا — یونہیں سہی تجھے کیا
نہ دل وہی ہے نہ عاشق کی جان نوازی ہے — یہ بے نیازی ہے
عذاب پرسش و زجرا کہا تو کہا — ہمیں نہیں پروا
خدا کے بندوں پر ایسا ستم روا نہ کرو — ذرا خدا سے ڈرو
کسی غریب نے با التجا کہا تو کہا — کسیکو کیوں چاہا
شکایت طپش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا — اثر ہو جب اُٹھا
تمہاری باتوں سے دل جلگیا کہا تو کہا — جلانے میں ہے مزا
عدو کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہیں — وہ صاف ٹالتے ہیں
یہ کیا طریق ہے اے بے وفا کہا تو کہا — تجھے تو ہے سودا
سنے کی اُسنے جو کوئی کہے قیامت ہے — کہ اُس سے نفرت ہے

حسین کہا تو سنا خود نما کہا تو کہا — بہت بگڑ گئے بیجا
شریر و شوخ ہیں وہ داغ یہہ تو ہیں ظاہر — عبث ہوئے برہم
کسی نے چھیڑ سے تمکو بُرا کہا تو کہا — کہ چھیڑ کا ہے مزا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دلربا جاتا رہا — دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا
جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی — جو بھروسا تھا نہیں وہ آسرا جاتا رہا
میں نے دیکھا اُنکی زلفوں کو تو فرمانے لگے — آپکا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا
اب کئی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے — ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا
دل چُرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں چین سے — ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا
مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہے مجھکو ملال — دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا
ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے — ذہن میں آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا
اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک — لڑ گئیں آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا
اسقدر اُنکو فراق غیر کا افسوس ہے — ہات ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا
کاش ساتوں آسمانوں پر گرے یہہ برق آہ — حیف ہے اُسکا ہمارا سامنا جاتا رہا
دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے رہو تیر نگاہ — صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا
حرص انگیز دنیا مال دنیا بے ثبات — جسقدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا

داغ کچھ درہم تھا جسکا نہیں ہوتا ملال
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا | ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا
اپنے دلکو بھی بتاؤن نہ ٹھکانا تیرا | سب نے جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا
تو جو اے زلف پریشان رہا کرتی ہے | کسکے اُجڑے ہوے دلمین ہے ٹھکانا تیرا
آرزو ہی نرہی صبح وطن کی مجھکو | شام غربت ہے عجب وقت سہانا تیرا
یہ سمجھکر تجھے اے موت لگا رکھا ہے | کام آتا ہے بُرے وقت مین آنا تیرا
اے دل شیفتہ مین آگ لگانے والے | رنگ لایا ہے یہ لاکھے کا جمانا تیرا
تو خدا تو نہین اے ناصح نادان میرا | کیا خطا کی جو کہا مینے نہ مانا تیرا
رنج کیا وصل عدو کا جو تعلق ہی نہین | مجھکو واللہ ہنساتا ہے رلانا تیرا
کعبہ و دیر مین یا چشم و دل عاشق مین | انہین دو چار گھرون مین ہے ٹھکانا تیرا
ترک عادت سے مجھے نیند نہین آنے کی | کہین نیچا نہوا اے گور سرہانا تیرا
مین جو کہتا ہون اُٹھائے ہین بہت رنج فراق | وہ یہ کہتے ہین بڑا دل ہے توانا تیرا
بزم دشمن سے تجھے کون اُٹھا سکتا ہے | اک قیامت کا اُٹھانا ہے اُٹھانا تیرا
اپنی آنکھون مین ابھی کوند گئی بجلی سی | ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہے کہ جانا تیرا
یون تو کیا آئیگا تو فرط نزاکت سے یہان | سخت دشوار ہے دھوکے مین بھی آنا تیرا

داغ کو یون وہ مٹاتے ہین یہ فرماتے ہین
تو بدل ڈال ہوا نام پُرانا تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا | ہو انا الحق کی جگہ لب پہ ترانہ تیرا

داغ ہر ایک بات پہ ہو فسانہ تیرا — وہ دن آتے ہیں وہ آتا ہے زمانہ تیرا

ہدف دل سے نکلتی ہیں ہزاروں آہیں — تیر پر تیر لگاتا ہے نشانہ تیرا

بوالہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور — یا الٰہی کوئی لٹتا ہے خزانہ تیرا

موت سے وہ ہی دم نزع بہانہ کروں — یاد آ جائے مجھے کاش بہانہ تیرا

تو نے مارا نہیں عاشق کو مگر یہ تو بتا — نام لیتا ہے مری جان زمانہ تیرا

غیر کی نعش اٹھائی تو نہ ہو خواب میں آج — بارِ کاکل سے نہ دُکھا کبھی شانہ تیرا

صفت حسن کرے کوئی کسی پردے میں — بول اُٹھتا ہے مری جان فسانہ تیرا

تیرے ہر عضو میں تصویر کا عالم دیکھا — ہے تنِ صاف عجب آئینہ خانہ تیرا

بنگیا آہن پیکاں بھی مگر مقناطیس — تیر سے اُڑ کے لپٹتا ہے نشانہ تیرا

اس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی نہ سنی — تو زمانے کا عدو دوست زمانہ تیرا

قتل عشاق کیا کھیل سمجھ کر تو نے — ابھی باقی ہے لڑکپن کا زمانہ تیرا

مدعی دیکھ ہمیں چشم حقارت سے دیکھ — کل ہمارا تھا جو ہے آج زمانہ تیرا

وعدہ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا — عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا

میرزا **داغ** ہو پاشاہ دکن ہور لطف
اور دن رات رہے جشن شہانہ تیرا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا — مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا

خدا ہی کچھ سنبھالے تو سنبھلے — مزاج اب ہو گیا برہم ہمارا

لڑا رکھی ہی جان ایسی جفا پر
کوئی دیکھے ذرا دم خم ہمارا

خوشی نے بزم مین کیا رنگ بدلا
کہ تم سے بڑھ کے ہی عالم ہمارا

دبے جا اِی فلک پورا ہی آزا
نہو قسمت سے حصہ کم ہمارا

کہین اُلجھا ہوا ہی دل تمھارا
کہین اٹکا ہوا ہی دم ہمارا

کسی کے آشنا ہوتے نہین تم
ہوا کیونکر تمھارا غم ہمارا

ترے عالم کو جب سے ہمنے دیکھا
تماشائی ہی اک عالم ہمارا

پھر اتنا بھی نہین اِی داغ کوئی
غنیمت ہی جہان مین دم ہمارا

قسمت اُسکی ہی کہ جسنے اُسے پایا تنہا
خواب مین بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا

حسن بے پردہ ہوا انجمن آرا ہوکر
اُسنے ہمکو نہ کبھی جلوہ دکھایا تنہا

بھیج اُس شوخ کی تصویر کسی کے ہات
قبر مین مجھکو نرکھہ بار خدایا تنہا

میرے ہمراہ مرے دوست بھی غم کھاتے ہین
خاک کھایا جو کسی شخص نے کھایا تنہا

مین اُسی وادی پرخار مین ہون تیز قدم
رہگیا مجھکو جہان چھوڑ کے سایا تنہا

عود و مجمر کی طرح جل گئی پروانہ و شمع
ایک تو ہی کہ مجھے تو نے جلایا تنہا

کون بیکس کی زمانہ مین خبر لیتا ہی
دل نے سینہ مین بہت شور مچایا تنہا

قتل عالم کا رہا شوق مرے قاتل کو
جان سے اُسکو نہ مارا جسے پایا تنہا

اِی فلک زیر زمین تجھکو سلائے اللہ
تو نے برسون مجھے راتونکو سلایا تنہا

ساتھ لا کر وہ رقیبوں کو یہ فرماتے ہیں
کیا سبب تھا جو مجھے تو نے بلایا تنہا

ایک میں جاؤنگا ہستی سے تو راغم لیکر
واقعی جائے گا تنہا ہی جو آیا تنہا

خلوتِ ناز کے تمنے بھی اڑائے ہیں مزے
ہمنے بھی لطف تصور کا اٹھایا تنہا

راز داروں کو رقیبوں کو خبر کرنی تھی
داغ تمنے تو وہاں رنگ جمایا تنہا

بلا سے جو دشمن ہوا ہی کسیکا
وہ کافر صنم کیا خدا ہی کسیکا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
کہ پورا ہو جو مدعا ہی کسیکا

ادھر آ کلیجہ سے تجھکو لگا لوں
تجھی پر تو دل آگیا ہی کسیکا

کسیکی تپش میں خوشی ہی کسیکی
کسیکی خلش میں مزا ہی کسیکا

ذرا ڈالدو اپنی زلفوں کا سایہ
مقدر بہت نارسا ہی کسیکا

ہمیشہ اسے ہمنے مٹتے ہی دیکھا
مگر دل بھی رنگ وفا ہی کسیکا

تمھیں اس سے کیا بحث کیوں پوچھتے ہو
کوئی تذکرہ ہو رہا ہی کسیکا

عدم میں بھی یاروں کو ہمنے تو ڈھونڈا
نشان ہی نہ کوسوں پتا ہی کسیکا

مری بزم میں آکے وہ پوچھتے ہیں
برا حال ہمنے سنا ہی کسیکا

تمہیں فکر کیوں رنج کیوں لاگ کیوں ہی
کسی سے اگر واسطہ ہی کسیکا

اسی نے بنایا ہی اپنا کسیکو
جو دل سے کوئی ہو رہا ہی کسیکا

بچے جان کس طرح تیری ادا سے
قضا پر کہیں بس چلا ہی کسیکا

مری التجا پر بگڑ کر وہ کہنا
نہیں مانتے اسمیں کیا ہو سکیگا

وہ کرنے لگے ہیں قیامت کی باتیں
یہہ سچ ہے تو بس فیصلا ہو سکیگا

سنا کرتے ہیں چھیڑ کر گالیاں ہم
وگرنہ کوئی سرپھرا ہو سکیگا

وہ کبتک رہیگا زمانے کا دشمن
ہمیشہ زمانہ رہا ہو سکیگا

تجاہل تغافل سے دزدیدہ نظریں
یہہ کیا دیکھنا دیکھنا ہو سکیگا

بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے
تجھے **داغ** دل جانتا ہو سکیگا

نہ کیا وعدہ رات کا پورا
تو نہیں اپنی بات کا پورا

قدر ہوتی ہے دین و دنیا میں
آدمی ہو صفات کا پورا

نیمجان رہ نہ جاؤں اے قاتل
وار کر اپنے ہات کا پورا

ہیں چلا کس خوشی سے مقتل کو
کر کے سامان برات کا پورا

بارے اپنے ہجوم حسرت سے
پڑ گیا کائنات کا پورا

ہے یہی دلدہی کی ساری بات
وعدہ کر التفات کا پورا

داغ تو اس شفیع امت سے
کر بھروسا نجات کا پورا

قبضہ کرتا ہے ہر اک حور شمایل اپنا
آج ہم وقف کیے دیتے ہیں لو دل اپنا

حلق پہ پھیر اگر اس سے ہوا دل اپنا
منہہ تو بنوائے ذرا خنجر قاتل اپنا

عیش و عشرت مین اُدہر ہی تو مصیبت مین اِدہر
ایک ہو کر کبھی اُنکا ہی کبھی دل اپنا

چیر کر دل کو مرے دیکھہ لیا نورچال
آپ نے آپ نکالا ہی مقابل اپنا

دین و دنیا سے گئی تمسے گئی جی سے گئی
آج یون کوچ ہوا ہی کئی منزل اپنا

قبۂ روضۂ اطہر پہ جبین فرسا ہو
اسطرح داغ مٹائے مہِ کامل اپنا

چین ملجاسے جو ناکامی جاوید ملے
آدمی دیکھہ لے ہر کام مین حاصل اپنا

باغ مین فصل خزان اور نشیمن ویران
دام سے چھوٹتے ہی چھوٹ گیا دل اپنا

تنگ و غیرت کا سبب ہو نہ نزاکت دم ذبح
آپ ہی خون نہ کرلے کہین قاتل اپنا

یہہ تڑپنے کا سبب اور بہی ہو جاتا ہی
سونپتے ہی نہین وہ موت کو بسمل اپنا

ناتوانی سے رسا قیس ہو کیا لیلی تک
دب رہے سایہ اگر ڈالدے محمل اپنا

خاک مین اسکو ملائین گے نہ دینگے ہرگز
آپکا اس مین اجارہ تو نہین دل اپنا

قطعہ

یاد آتے ہین وہ اشخاص مصاحب منزل
دو گھڑی جلسۂ احباب کے شامل اپنا

نہین اکثر کا نشان اور جو کچہہ باقی ہین
اُنسے ملنے کو تڑپتا ہی بہت دل اپنا

حیدرآباد مین کی قدر ہماری ہی داغ
شاد و آباد رہے خسروِ عادل اپنا

پردۂ عرفان نہین ہی چاک کیا
چشم بینا کے لئے ادراک کیا

نور سے خالی نہین یہہ خاکدان
کوئی بے ذرہ ہی اپنی خاک کیا

ساقی میخانہ وہی ایک ہے — ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا
صیدِ دل کے واسطے ہے دامِ عشق — جب نہ ہو نخچیر تو فتراک کیا
صیقلِ آئینۂ عرفان بنا — کون جانے ہے یہ مشتِ خاک کیا
موت سے غافل نہ ہونا چاہیئے — دیکھو اس صیاد کی ہے تاک کیا
شوق ہو تو منزلِ مقصود دیر — دونون تھکتے ہین سست کیا چالاک کیا
ہے عجب درد محبت مین مزا — خاطرِ آزردہ و غمناک کیا
پائے استقلال ثابت چاہیئے — کرسکے گی گردشِ افلاک کیا
رہنما دشوار رستے سے چلا — بچ رہیگا دشتِ وحشتناک کیا
موج طوفان خیز و صرصر تند و تیز — کرسکے اس جوش مین تیراک کیا
نیک ہون اعمال تو پھر دیکھیئے — بندھ گئی اسلام کی پھر دھاک کیا

غور سے اے **داغ** دیکھین منکرین
ہے جنابِ صاحبِ لولاک کیا

جذبِ دل آزما کے دیکھ لیا — اُسنے کچھ مسکرا کے دیکھ لیا
غیر کو مُنھ لگا کے دیکھ لیا — جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا
اُنکے گھر **داغ** جا کے دیکھ لیا — دل کے کہنے مین آکے دیکھ لیا
کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا — اُسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا
کبھی غش مین رہا شبِ وعدہ — کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے
حالِ دل بھی سُنا کے دیکھ لیا

جاؤ بھی کیا کروگے مہر و وفا
بار ہا آزما کے دیکھ لیا

زخمِ دل میں نہیں ہے قطرۂ خون
خوب ہمنے دبا کے دیکھ لیا

کیجیئے بزم سے ہمیں رخصت
جو سنا تھا وہ آکے دیکھ لیا

حسن کمیاب نعمہ ہے نایاب
شہر در شہر جا کے دیکھ لیا

جنسِ دل ہے یہہ وہ نہیں سودا
ہر جگہہ سے منگا کے دیکھ لیا

عمرِ عاشق سے ہے دراز وہ زلف
خوب ہمنے گھٹا کے دیکھ لیا

وہ اثر جسکو دِل ترستا تھا
آگے آگے دعا کے دیکھ لیا

ادہر آئینہ ہے اُدہر دل ہے
جسکو چاہا اُٹھا کے دیکھ لیا

نہ لیا اُسنے خط شرارت سے
نامہ بر کو بلا کے دیکھ لیا

اب خریدار ہی نہیں کوئی
مول اپنا بڑہا کے دیکھ لیا

قابلِ آشیان کوئے نہ ملا
تنکا تنکا اُٹھا کے دیکھ لیا

اُسنے صبح شبِ وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آکے دیکھ لیا

انکو خلوت سرا میں بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھ لیا

تمکو ہے وصلِ غیر سے انکار
اور جو ہمنے آ کے دیکھ لیا

غیر کو ساتھہ لیکے ہم ڈوبے
آپ نے ضد دِلا کے دیکھ لیا

یہہ نئی سیر ہے کہ گلشن میں
گل کو بلبل بنا کے دیکھ لیا

رشک ہر نامہ بر نے اُسکا جمال
میری آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

اوپری دل سے بپا گریہ و زاری رکھنا
آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا

چشم عاشق میں پھرو یا دل شیدا میں پھرو
کیا ضرورت ہے کبھی تم نہ سواری رکھنا

جاؤ ہاں جاؤ ہوئی صبح شب وصل نمود
سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا

بزم سے میں نہ سبک ہو کے کہیں اُٹھ جاؤں
بوجھ احسان کا سر پر مرے بھاری رکھنا

چمن کوچۂ جانان سے مری تربت پہ
لا کے دو پھول ہی اے باد بہاری رکھنا

زیب دیتی ہیں یہ مستانہ ادائیں کیا کیا
بے پیے بھی مجھے آنکھوں کو خماری رکھنا

دست گستاخ سے سینہ میں نہو کی تکلیف
تم تصور میں مری سینہ فگاری رکھنا

بوالہوس غیر ہیں یا ہم ہیں تم ہی منصف ہو
کچھ لگی لپٹی نہ اُٹھی نہ ہماری رکھنا

آئیں تھم تھم کے مرے دل کو جراحت کرنے
تیغ بے آب ذرا کند کٹاری رکھنا

کبھی رکھنا نہ رقیبوں کو تم اپنے گھر میں
اور رکھنا تو بصد ذلت و خواری رکھنا

چشم خونخوار کہیں جا نہ پڑے بے موقع
اپنے قبضہ میں یہ شہباز شکاری رکھنا

درہم داغ دیا داغ کو جیسا تمنے
اپنے عشاق میں سکہ یہی جاری رکھنا

اس التفات پر یہ تغافل ستم ہوا
جتنا بڑھا تھا حوصلہ اُتنا ہی کم ہوا

جاتا رہا ملاپ تو دونون کو غم ہوا — اتنا ہوا کہ مجھکو سوا اُسکو کم ہوا
جب یہہ سُنا کہ داغ کا آزار کم ہوا — زانو پہ ہات مارکے بولے ستم ہوا
دم ٹوٹتا رہا شبِ وعدہ تمام رات — کیا رشتۂ حیات بہی تیری قسم ہوا
بتخانہ کا نظارہ بہی گردن کا بوجہہ ہی — جب سامنے پڑا سرِ تسلیم خم ہوا
تیری گلی کا ایک یہ آدمی نشان ہے — پیدا اسی سے جادۂ راہِ عدم ہوا
یہہ بہی بڑا کرم ہی کہ میزان عدل مین — میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا
مقبول ہو نہ مجہہ سے مسلمان کی دُعا — یارب درِ قبول بہی بیت الصنم ہوا
تیرے بغیر رونقِ بیداد ہی نہ تہی — مجبور آسمان شریکِ ستم ہوا
ہی سرفراز خاک بہی تیرے خرام سے — اُبہرا رہا زمین پہ جو نقش قدم ہوا
افسوس ہی رقیب نے کی آپ سے دغا — مجہکو بہی رنج آپ کے سر کی قسم ہوا
ای واعظ اسکا ڈر ہی کہ آئے نہ آئے اس — گر بادۂ طہور مرے حق مین سم ہوا
مجبور میرے دل کو بہی نفرت سی ہو گئی — نقش وفا جہان سے اب کالعدم ہوا
مسجد مین اذن عام ہی میکدہ مین روک — دنیا کا کام دین سے بڑہکر اہم ہوا
کب شکوۂ عتاب سے ہے لطفیان مطمئن — شرمندگی بڑہی جو وہان غصہ کم ہوا
کتنا دل دہڑک رہا ہی نویدِ وصال سے — جسکو خوشی ہوئی اُسے آخر کو غم ہوا
مشتاق ذبح کب ہین پہر وسے پہ ہات کے — سب کچہہ ہوا اگر تری خنجر مین دم ہوا

ای داغ شکر کر رہی اُنسے رسم وراہ

تجھپر خدا کا فضل خدا کا کرم ہوا

میری وحشت سے جو اسکا دل حیران الٹا — بخیہ گر سینے لگا چاک گریبان الٹا

خاک کیا کیا نہ اڑائی ترے دیوانون نے — دشت پر دشت بیابان پہ بیابان الٹا

روتے روتے وہ تبسم جو کبھی یاد آیا — پھر گیا اشک بھی اگر سر مژگان الٹا

تو شب وعدہ نکر ای دل مضطر فریاد — پھر نہ جائے کہین دروازے سے مہمان الٹا

بخت برگشتہ کی تاثیر کہان جاتی ہے — فال کہولون تو کہلے ہات مین قرآن الٹا

خیر سے قتل بھی کرنا نہین آتا اتبک — حلق پر پھیرتے ہو خنجر بران الٹا

ہونٹ چاٹا ہی کیا ہر دہن زخم جگر — آج جھنجلا کے جو قاتل نے نمکدان الٹا

مجھکو ظالم نے در یار سے الٹا پھیرا — دار پر لٹکے الٰہی سر دربان الٹا

ناز یہہ ہے نہ کیا قطع تعلق ہمنے — وہ جتاتے ہین جفا کرکے بھی احسان الٹا

لے چلا بار گنہ مین تو عدم کو مجبور — اختیار اسکو ہو گر پھیر دے سامان الٹا

دیکھکر راہ شب وصل ہمین کیون نہ گئی — گر نہ بیٹھین وہ کہین شکوۂ ہجران الٹا

پڑ گئے لینے کے دینے سر محشر ہمکو — ہو گیا نفع کی امید مین نقصان الٹا

خط نہ آیا جو وہان سے تو نہ آئے ای **داغ**
نامہ بر زندہ پھر آئے کسی عنوان الٹا

روئے انور نہین دیکھا جاتا — دیکھین کیونکر نہین دیکھا جاتا

کیا رہین ہم کہ ترا چال چلن — پاس رہکر نہین دیکھا جاتا

رشکِ دشمن بھی گوارا لیکن — مجھکو مضطر نہین دیکھا جاتا

دیکھکر گردنِ عاشق کسدن — تیزِ خنجر نہین دیکھا جاتا

اے پریشان نظری کیون ہے تلاش — دل کے اندر نہین دیکھا جاتا

کس کو یہ تاب کہ دیکھے غلطی — خط کو لکھکر نہین دیکھا جاتا

دل مین کیا خاک اُسے دیکھ سکین — جسکو باہر نہین دیکھا جاتا

توبہ کے بعد بھی حسنا ی خالی — کوئی ساعت نہین دیکھا جاتا

کیا شبِ وعدہ ہوا ہون بیخود — جانبِ در نہین دیکھا جاتا

بارہا دیکھ لیا ہے اُسکو — اور اکثر نہین دیکھا جاتا

ہم جہان ہین وہین دیکھین گے تجھے — ہمسے گھر گھر نہین دیکھا جاتا

او میری نعش اُٹھانے والے — آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھا جاتا

اب یہ نوبت ہے کہ میرا صدمہ — اُنسے دم بھر نہین دیکھا جاتا

خط مرا پھینک دیا یہ لکھکر — ہمسے دفتر نہین دیکھا جاتا

مختصر یہ ہے کہ اب **داغ** کا حال
بندہ پرور نہین دیکھا جاتا

کچھ ہمین بھی خیال ہو ہی گیا — آخر اُن سے ملال ہو ہی گیا

مشکل اُنسے وصال ہو ہی گیا — تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا

دل مین جب تک رہا رہا شکوہ — لب پر آکر سوال ہو ہی گیا

نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اُو — آپ کو انفعال ہو ہی گیا
یاس انجام کار ہو ہی گئی — شوق خواب و خیال ہو ہی گیا
رنگ لایا ہے عشق آخر کار — ایک دونون کا حال ہو ہی گیا
دل لگی کا بھی ہے بُرا انجام — کہ ہنسی مین ملال ہو ہی گیا
ایسے وعدے کئے کوئی جانے — آج پورا سوال ہو ہی گیا
شرط ہے جور مین بھی مشتاقی — ہمکو حاصل کمال ہو ہی گیا
دولت حسن ہو کہ دولت زر — آخر آخر زوال ہو ہی گیا
رفتہ رفتہ تمہاری چالون سے — دل مرا پائمال ہو ہی گیا
اُڑ ہی کھ کے آگ بھڑکا دی — برق نور جمال ہو ہی گیا
مرض عشق سے شفا نہ ہوئی — جیتے جی کا وبال ہو ہی گیا
گو کیا ضبط ذکر دشمن پر — رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا
لیکے دل یہ سمجھ لیا تمنے — اب ہمارا یہ مال ہو ہی گیا
گو برائی سے ہو مگر آخر — اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا
نہ بچی جان اُن اداؤن سے — وصل مین بھی وصال ہو ہی گیا

کمریار کے مضامین سے
داغ نازک خیال ہو ہی گیا

اب دل ہے مقام بیکسی کا — یون گھر نہ تباہ ہوگیکا

رونا ہے اب اُس ہنسی خوشی کا — ماتم ہے بہار زندگی کا
کس کس کو مزہ ہے عاشقی کا — تم نام تو لو بھلا کسی کا
پھر دیکھئے عیش آدمی کا — ہنستا ہے فلک مری خوشی کا
گلشن مین ترے لبون نے گویا — رس چوس لیا کلی کلی کا
تیرا بھی تو حسن ہے دغا باز — ہوتا ہی نہین کوئی کسی کا
لیتے نہین بزم مین مرا نام — کہتے ہین خیال ہے کسی کا
جیتے ہین کسی کی آس پر ہم — احسان ہے ایسی زندگی کا
گھیرا ہے ہجوم غم نے اتنا — ارمان ہے مجھکو بیکسی کا
بنتی ہے بری کبھی جو دلپر — کہتا ہون برا ہو عاشقی کا
ماتم سے مرے وہ دلمین خوش ہین — منھ پر نہین نام بھی ہنسی کا
اتنی ہی تو بس کسر ہے تم مین — کہنا نہین مانتے کسی کا
ہم بزم مین اُنکی چپکے بیٹھے — منھ دیکھتے ہین ہر آدمی کا
تم کوچۂ غیر مین نہ جانا — اُس راہ مین ہے گذر کسی کا
جب ایسی وفا پہ یہ جفا ہو — جی چھوٹ نہ جائے آدمی کا
کس کس نے لئے ہین تیرے بوسے — ہے لعل نمک فشان جو پھیکا
جو دم ہے وہ ہے بسا غنیمت — سارا سودا ہے جیتے جی کا
آغاز کو کون پوچھتا ہے — انجام اچھا ہو آدمی کا

بالین پہ مرے رہا شب غم
اک معرکہ مرگ و زندگی کا

روکین اُنھین کیا کہ ہے غنیمت
آنا جانا کبھی کبھی کا

کہتے ہین اُسے زبان اُردو
جس مین نہ ہو رنگ فارسی کا

ایسے سے جو داغ نے نباہی
سچ ہے کہ یہ کام تھا اُسی کا

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
تمنے اِس کام سے حذر نہ کیا

تھی شب ہجر کیا گران جانی
زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا

نشہ کیسا وہ سحر کھو بیٹھے
اِس لئے اُن کو بیخبر نہ کیا

شام غربت کو آپ کیا جانین
کوس دو کوس بھی سفر نہ کیا

مر چلے ہم تو رحم کرنے لگے
اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا

زاہد خشک کے لیے ہے وہ تر
جس نے دامن کبھی کا تر نہ کیا

دل کے ہاتون ہے سخت مجبوری
اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا

عشق نے قید کر لیا مجھکو
قبضہ اُنکے مزاج پر نہ کیا

ہو گئی چوک ہمسے اے ناصح
تجھکو اپنا پیامبر نہ کیا

کوئی دن اور صبر کرنا تھا
دل بیتاب نے مگر نہ کیا

ہمکو ہم باوفا تو کہدینگے
داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

جہان تیرے جلوے سے معمور نکلا — پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا

جگر ساتھ اشکون کے مجبور نکلا — یہ ہمسایہ دل کا بہت دور نکلا

تجلی کسی کی وہ جلوہ کہیں کا — کہین نار نکلی کہین نور نکلا

یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکا ہے لیکن — دبا کر جو دیکھا تو ناسور نکلا

دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤن — جہنم کا شعلہ بھی کافور نکلا

نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا — مگر ایک نکلا تو منصور نکلا

پلا دی مجھے ذکر واعظ نے ایسی — کہ مین بزم سے نشہ مین چور نکلا

سر نقش پا لغزش پا ہے شاہد — کہ گھر سے ترے کوئی مخمور نکلا

وہ مے کش ہون رس چوس لیتا ہون اسکا — جہان شاخ مین کوئی انگور نکلا

وجود و عدم دونون گھر پاس نکلے — نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا

کہان رہکے توبہ نباہون الہی — کہ جنت مین بھی مجمع حور نکلا

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدون کا — یہ تیرے زمانے مین دستور نکلا

شب وصل ذکر عدو پر وہ بولے — خدا کے لئے کیون یہ مذکور نکلا

بہت دم دیئے پاس پھٹکا نہ ہرگز — وہ عیار پرفن بہت دور نکلا

سمجھتے تھے ہم داغ گمنام ہوگا
مگر وہ تو عالم مین مشہور نکلا

زمین سے قدم عرش پر لیگیا — فرشتون سے بازی بشر لیگیا

مرا دل وہ تیر نظر لے گیا | جگر لینے والا جگر لے گیا
کہوں کیا کدھر سے کدھر لے گیا | جدھر لے گیا راہبر لے گیا
وہ پھر مجھ سے دل حیلہ گر لے گیا | ادھر دیکھیا تھا ادھر لے گیا
دیا دوست کو بزم دشمن میں خط | غضب نوک کی نامہ بر لے گیا
تصور میں بھی اب تو آتی نہیں | کوئی کیا تمہاری کمر لے گیا
چھپایا بہت ہمنے پہلو میں دل | کوئی لینے والا مگر لے گیا
رقیبوں کے ہاتوں سے محشر کے دن | تمہیں چھین کر میں اگر لے گیا
شکایت سنی آج کیا کیا بری | کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا
لگائی تھی خاک در یار آج | چرا کر مرا چارہ گر لے گیا
کھلائیگا کیا آپ کھائیگا کیا | عدم کو جو زاد سفر لے گیا
کلیجہ جواب منھ کو آتا نہیں | ترا تیر شاید جگر لے گیا
دھرا کیا ہے اب لینے آئے ہو کیا | کوئی تمسے دل پیشتر لے گیا
برے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو | مجھے بھی مرا نامہ بر لے گیا
وہاں تک جو پہنچا شب غم کا حال | کوئی راہ چلتا خبر لے گیا
بچا لے گیا جان گر تجھ سے غیر | وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا
نہ تھا دور مجھ سے وہ ناوک فگن | بہا کر نہ خون جگر لے گیا
شب ہجر نالہ مرا عرش پر | فرشتوں سے پہلے خبر لے گیا

ترے ہاتھ دل بچا کیوں رقیب
وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی **داغ** کو
اُٹھا کر کہاں گھر کا گھر لے گیا

شکلِ اصلی سے کبھی رنگ تبدل نہ ہوا
غنچۂ گل ہو کے کھلا گل کبھی بلبل نہ ہوا

وعدہ کرتے ہیں تو ہر بار گذارے برسوں
قتل کرنے میں کبھی تمکو تأمل نہ ہوا

آنکھوں آنکھوں میں کیا اُسنے مرا کام تمام
شکر ہے کشتۂ اندازِ تغافل نہ ہوا

وعدۂ دل میں کوئی اندازِ نکل ہی آتا
مگر افسوس برنگِ خمِ کاکل نہ ہوا

اہلِ فریاد سے ہے وہ ہجوم تری محفل کی
انجمن شہرِ خموشاں ہے اگر غُل نہ ہوا

باز آیا نہ ستمگر ستمِ پیہم سے
ختم یہ سلسلۂ دورِ تسلسل نہ ہوا

ہجر میں شربتِ دیدار کی خواہش ہی رہی
خونِ دل ہمکو ملا جب بھی توکّل نہ ہوا

کب گدائے درِ میخانہ کو عار آتی ہے
اوک سے پی جو میسّر قدحِ مُل نہ ہوا

گل سے گلزار ہو دریافت گہر سے معدن
کیا ہوا جزو سے معلوم اگر کُل نہ ہوا

نہ کہا تھا کہ نکرنا کبھی اُنسے شکوہ
تجھ سے اے دل نہ ہوا صبر و تحمّل نہ ہوا

داغ مرتا ہے ادا پر رُخ و گیسو کیسا
یہ کبھی شیفتۂ لالہ و سنبل نہ ہوا

جواب اِس طرف سے بھی فی الفور ہوگا
دبے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا

تغافل سے بڑھکر بھی کیا جور ہوگا
ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا

نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق سرکش
الٰہی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا

لئے جاؤن جنت مین دنیا کی چیزین
پرانا وہ سامان بے غور ہوگا

دعائین قیامت کی ہم کیون نہ مانگین
نہ یہ ظلم ہوگا نہ یہ جور ہوگا

جب آئی بلا ہجر مین دل یہ بولا
ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا

خدا جانے کس دن وہ دیکھین گے ہمکو
مرا حال کب قابل غور ہوگا

یونہین گر حسینون کی آمد رہیگی
دکن رشک کشمیر و لاہور ہوگا

کسی کا نہ ہوگا قیامت مین کوئی
زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا

عبث فکر دنیا عبث فکر عقبیٰ
کہ قسمت کا ہونا بہر طور ہوگا

عیادت کو وہ **داغ** کی خوش خوش آئے
یہ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا

عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا
آگے بڑھتے تو کچھ پتا ملتا

اس جفا کا جبھی مزا ملتا
کوئی تجھکو اگر برا ملتا

زر ملا گھر ملا غلام ملا
مین نہ ملتا تو تمکو کیا ملتا

مدعی بن کے دل بغل مین رہا
کاش یہ دشمنون مین جا ملتا

غیر سے مل کے کیا لیا تمنے
ہم سے ملتے تو کچھ مزا ملتا

تیرے کوچہ مین چھوڑ آئے تھے
زندہ رہتا جو دل تو آملتا

عاشقی سے ملے گا اے زاہد
بندگی سے خدا نہین ملتا

نامہ بر ڈر کے بھاگ آیا ہے ۔۔۔ یا نہ ملتا جواب یا ملتا
اک نہ اک ہم لگا رکھتے ہیں ۔۔۔ تم نہ ملتے تو دوسرا ملتا
دوستوں سے تو کچھ نہ نکلا کام ۔۔۔ کوئی دشمن ہی کام کا ملتا
روز اک دل لگی نئی ہوتی ۔۔۔ روز اک دل مجھے نیا ملتا

ہمکو یہہ مل گیا ہے قسمت سے
داغ سا اور نہ دوسرا ملتا

غم اسپر آشکار کیا ہمنے کیا کیا ۔۔۔ غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا
وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا ۔۔۔ جھوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
ہاں ہاں تڑپ تڑپ کے گذاری تمہیں نے رات ۔۔۔ تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کب کیا
اترا رہا ہے نقد محبت پہ دل بہت ۔۔۔ اوچھے کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا
کیا فرض تھا کہ صبر ہی کرتے فراق میں ۔۔۔ کیوں جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا
کہتے ہیں وہ شکایت بیداد و جور پر ۔۔۔ تجکو خدا نے خوار کیا ہمنے کیا کیا
تعریف عشق سن کے کہا تنک ہو خیال ۔۔۔ اسکو بھی بیقرار کیا ہمنے کیا کیا
ناصح بھی ہے رقیب یہ معلوم ہی نہ تھا ۔۔۔ کسکو صلاح کار کیا ہمنے کیا کیا
پہلے تو منفعل وہ ہوے پھر بگڑ گئے ۔۔۔ کیوں شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا
کہدینگے ہم تو داور محشر سے صاف صاف ۔۔۔ اچھوں کو دل نے پیار کیا ہمنے کیا کیا
بہکا تمہارا ہاتھ ہمارا قصور کیا ۔۔۔ خالی تمہیں نے وار کیا ہمنے کیا کیا

تڑپا دل اور کھائے جگر نے بھی داغ ہجر — آنکھون نے انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اب بھی تو درد عشق ترقی پذیر ہے — گر ایک سے ہزار کیا ہمنے کب کیا

دم خم جو انکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا — اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

آئینہ کرکے صاف دل اپنا دکھا دیا — کیون انکو شرمسار کیا ہمنے کیا کیا

فرقت مین ہم تو خون جگر بھی نہ کھا سکے — وہ دل نے زہر مار کیا ہمنے کیا کیا

رسوا کیا جو دل نے تو اب کہہ رہے ہین **داغ**
دشمن کو رازدار کیا ہمنے کیا کیا

یہ مین ہزار جگہ حشر مین پکار آیا — کہ اور بھی کوئی مجسا گناہگار آیا

وہ اس ادا سے وہان جا کے شرمسار آیا — رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا

یہ پوچھتے ہین کہ کیونکر ظالم سے مر آیا — مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا

کہین پتہ نہ ملا سخت سوگوار آیا — گلی گلی دل گم گشتہ کو پکار آیا

یہ حال تھا شب وعدہ کہ تا سحر گذر — ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

ترا ہی کوچہ ٹھکانا ہے خاکسارونکا — جو زندہ وہ نہ آسکا مین مرا غبار آیا

شرے اڑائے وہان خوش ہو لیا انعام — یہان جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا

وہ ملنے صبح تو نہ آیا کبھی یقین مجھکو — دروغ وعدہ کیا اور اعتبار آیا

ہوا ملال ہے آنسے تو چھپا گیا اندیشہ — کہ دل مین آتے ہی آنکھون مین غبار آیا

جو دیکھ دیر کی پوچھی کہا یہ تو صدمے — گذار نے تھے مصیبت کے دن گذار آیا

گذر گئی اسی گردش مین اپنے لیل و نہار
شب فراق گئی روز انتظار آیا

اُڑا دیے ہین ملک الموت نے بھی تیرے ڈھنگ
ہزار بار بلایا تو ایک بار آیا

خدا کیواسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمین
مجھے یقین ہوا مجھکو اعتبار آیا

ہزار فتنے جلو مین ہین لاکھ ہنگامے
تمہارے ساتھ تو سامان روزگار آیا

تمہاری شوخ مزاجی سے چھا گئی حیرت
تمہین قرار نہ آیا مجھے قرار آیا

کہان تھے شکوہ تمہین کچھ خبر بھی ہے کہ نہین
کوئی پکارنے والا بہت پکار آیا

شکستہ دل ہوئی کس طرح مری توبہ
پیئے ہوے جو کوئی رند بادہ خوار آیا

رقیب سے بھی وہ ہین بدگمان محفل
کہا یہ مجھ سے تمہارا صلاح کار آیا

کمال عشق کو فرہاد و قیس کب پہونچے
وہ پختہ کار ہے دل جبکا بار بار آیا

کبھی جو دھوپ کی گرمی سے رنج اُٹھے
ہوا کے گھوڑے پر ابر کرم سوار آیا

وفا شعار کو غفلت شعار کون کہے
دم اخیر نہ آیا سر مزار آیا

لگائین لاش پہ تلوارین اُسنے مقتل مین
جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا

وہ کیون ہوے مرے مشتاق خیر ہو یا رب
طلب مین کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا

عجب نہین جو معاصی ہون وجہ آمرزش
گنہ کیے تو خیال مآل کار آیا

یہ عقدہ عاشق و معشوق کے چاہ سے کھلا
سمجھ مین مسئلہ جبر و اختیار آیا

پلا دے آج سر شام مجھکو اے ساقی
کہ تیری بزم مین اک مین ہی روزہ دار آیا

ڈرے جو حشر مین وہ مجھکو دیکھتے ہی کہا

مرا رفیق مرا **داغ** جان نثار آیا

بھولا مجھے تو بھول گیا اپنا گھر بھی کیا
جنگل میں جا کے بیٹھ رہا نامہ بر بھی کیا

پند مجھ سے آنکھ چرایا نہ کیجیے
ملتی نہیں ہے دل کی طرح سے نظر بھی کیا

ملتے نہیں وہاں تجھے یہاں ڈھونڈ لینگے ہم
وہ چھوڑ دینگے گھر کی طرح رہگذر بھی کیا

مرقد سے تا بہ حشر نکلتا نہیں کوئی
انسان کو عزیز رہا اپنا گھر بھی کیا

بنتے ہی بنتے علم الٰہی میں رہ گئی
پیدا نہ ہوتی ورنہ تمہاری کمر بھی کیا

سنکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
عاشق خراب خستہ رہے پیشتر بھی کیا

فرہاد جوئے شیر سے مشہور ہو گیا
آتا ہے کام وقت پڑا ادنیٰ ہنر بھی کیا

ملتے ہی اُس سے آنکھ جو غش آ گیا مجھے
غل مچ گیا کہ سخت بلا ہے نظر بھی کیا

یا رب شب فراق بسر ہو چکے کہیں
نازک خرام اُسکی طرح ہے سحر بھی کیا

ہمنشیں یہ سیل سی کیسی ہے دیکھنا
روتے ہیں میرے حال پہ دیوار و در بھی کیا

ملتے ہیں میری لاش پہ کافور کیوں عزیز
مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بھی کیا

میری دعا کے ساتھ دعا کی رقیب نے
کل شب کو ہاتھوں ہاتھ لٹا ہے اثر بھی کیا

کیوں **داغ** کے سوال سے چُپ لگ گئی تمہیں
آتا نہیں جواب سمجھ سوچ کر بھی کیا

تمہارے خط میں نیا اک سلام کسکا تھا
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کسکا تھا

وہ قتل کرکے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہیں
یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کسکا تھا

وفا کرینگے نباہینگے بات مانینگے
تمہین بھی یاد ہے کچھ یہ کلام کسکا تھا

رہا نہ دل مین وہ بیدرد اور درد رہا
مقیم کون ہوا ہے مقام کسکا تھا

نہ پوچھ پوچھ تھی کسکی وہان آؤ بھگت
تمہاری بزم مین کل اہتمام کسکا تھا

تمام بزم جسے سن کے رہگئی مشتاق
کہو وہ تذکرۂ ناتمام کسکا تھا

ہمارے خط کے تو پرزے کئے پڑھا بھی نہین
سنا جو تونے بدل وہ پیام کسکا تھا

اٹھائی کیون نہ قیامت عدو کے کوچے مین
لحاظ آپ کو وقت خرام کسکا تھا

گذر گیا وہ زمانہ کہون تو کس سے کہون
خیال دل کو مرے صبح و شام کسکا تھا

ہمین تو حضرت واعظ کی ضد نے پلوائی
یہان ارادۂ شرب مدام کسکا تھا

اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزارون تھے
تباہ حال بہت زیر بام کسکا تھا

وہ کون تھا کہ تمہین جسنے بیوفا جانا
خیال خام یہہ سوداے خام کسکا تھا

انہین صفات سے ہوتا ہے آدمی مشہور
جو لطف عام وہ کرتے یہہ نام کسکا تھا

ہر اک سے کہتے ہین کیا **داغ** بیوفا نکلا
یہہ پوچھے انسے کوئی وہ غلام کسکا تھا

دل عاشق اسیر ان گیسوؤن کے جال مین دیکھا
طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ بال مین دیکھا

جواب خط کا مین سمجھا کی نہین یہہ بتا قاصد
اسے کس حال مین چھوڑا اسے کس حال مین دیکھا

لگائین ٹھوکرین اُس فتنہ گر نے اوجھنجلا کر
اگر تھوڑا سا دم باقی کسی پامال مین دیکھا

نہ اندر کا اکھاڑا ہے نہ الیقاف کی پریان
حسینون کا تماشا خوب نینی تال مین دیکھا

چلے آتے ہین کیا کیا ذی کمال اس بال عالی پر
اثر دیکھا تو آصف جاہ کے اقبال مین دیکھا

ہماری پائمالی اس سے بڑہکر اور کیا ہوگی
بچا جو فتنہ گردش سے وہ تیری چال مین دیکھا

رہا کرتی ہے ہمکو فکر آئندہ زمانے کی
ہمیشہ زائچہ اُس سال کا اِس سال مین دیکھا

پھرے ہم دربدر کوچہ بکوچہ ڈہونڈتے جسکو
وہ نقد دل تمہارے گوشہ رومال مین دیکھا

گنہ تہا عشق تو اے داور محشر مقر ہون مین
یہی اک تو نے میرے نامۂ اعمال مین دیکھا

متاع حسن کی کب تک رہیگی گرم بازاری
کسی پر پیچ ڈالا جس نے گہاٹا مال مین دیکھا

ہوے ہین داغ کے مذہب سے حیران کافر و مومن
کبھی اِس حال مین دیکھا کبھی اُس حال مین دیکھا

تقلید سے زاہد کی حاصل ہمین کیا ہوتا
انسان نہ ملک بنتا بندہ نہ خدا ہوتا

تو بہی حسینون کو گر پاس وفا ہوتا
کیا جانیے کیا کرتے کیا جانیے کیا ہوتا

تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا
ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا نہوا ہوتا

ساقی تری محفل مین چرچا ہی نہین مے کا
اس سے تجھے یہہ بہتر تہا کچھہ ذکر خدا ہوتا

دل نے مجھے تڑپایا آنکھون نے کیا رسوا
اپنون سے ہوا یہہ کچھہ بیگانون نے کیا ہوتا

غیرونکی شکایت پر فرقت کی حکایت ہے
گر تم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا

ارمان ہم آغوشی سُن سُنکے وہ ٹالی ہے
اس کہنے کے مین صدقے پھر کہیے تو کیا ہوتا

ہر درد کی اے قاتل لذت مجھے جب ملتی
سر شانہ گلا سینہ تہم تہم کے جدا ہوتا

ناصح بہی خوشامد سے میری ہی سی کہتا ہے
نادان تہا کیون وہ سمجھا کے برا ہوتا

تھا غیر ہی ساتھہ اُنکے کترا کے گئی مجھہ سے
یہہ خیر ہوئی ورنہ جھگڑا ہی ہوا ہوتا

وہ محفل دشمن مین جب مجھکو طلب کرتے
وہ وقت مرے کا تھا اُسوقت مزا ہوتا

کیا مجھہ سے ہی تھا ہو تعریف تری قاتل
خنجر بھی زبان بنتا جب شکر ادا ہوتا

ہم جانکے نا منصف ہین داد طلب تجھہ سے
وہ فیصلہ ہی کیا تھا جو روز جزا ہوتا

ہمکو تو عدم مین بھی نیند آئی نہ محشر تک
کچھہ آنکھہ بھی لگ جاتی گر دل نہ لگا ہوتا

اچھا ہی نہین آئے وہ دھوپ کی گرمی مین
قامت تو قیامت تھا سایہ بھی بلا ہوتا

عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اُسکی
جھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا

محفل مین سنایا تھا افسانۂ غم مین نے
الزام یہہ رکھا ہی خلوت مین کہا ہوتا

فریاد و فغان سے تم اے **داغ** بُرے ٹھیرے
کچھہ بھی نہ کیا ہوتا کچھہ بھی نہ ہوا ہوتا

جب وہ نادان عدو کے گھر مین پڑا
داغ اک **داغ** کے جگر مین پڑا

ایسے نشئہ کے کیون نہون قربان
ہاتھ اُنکا مری کمر مین پڑا

شب وعدہ گذر چکی آدھی
اب سُنا ہم کہ تیل سحر مین پڑا

وقت نظارہ اُسکا تار کمر
بال سا میری چشم تر مین پڑا

ابر فغان تھم کہ پھر قیامت ہی
گر خلل خواب فتنہ گر مین پڑا

گر نہین تھا کوئی جبین فرسا
کیون نشان تیرے سنگ در مین پڑا

عاشقی سخت تر مصیبت ہی
ہمکو یہہ کام عمر بھر مین پڑا

مر گئے اہل کعبہ اُس بت پر
ایک ماتم خدا کے گھر مین پڑا

ڈوبی جاتی ہی کشتیِ عشاق
یہہ سفینہ عجب بھنور مین پڑا

جلوہ گر دل اِدہر اُدہر رخسار
فرق اُنکی مری نظر مین پڑا

نامہ بر کا تو کچھہ پتا نہ ملا
نامہ پایا ہی رہگذر مین پڑا

ہات مین اُنکے دیکھکر تلوار
ایک جھگڑا دل و جگر مین پڑا

سن کے پیغام وہ ہوئے برہم
پیچ تقریرِ نامہ بر مین پڑا

شوق اگر ہمعنان ہوا تو کیا
آبلہ پاے نامہ بر مین پڑا

جب چلا داغ کوے قاتل کو
ایک کہرام اُس کے گہر مین پڑا

وہ رشکِ حور شب کو کہین گہر کے آ گیا
کوئی فرشتہ کان مین میرے یہہ کہہ گیا

روتا تہا دل کا ہجر مین لالے جگر کے تہے
آنکھونکی راہ خونِ تمنا ہی بہہ گیا

سایہ سے جسکے داغ پڑے ہین ہین پر
یہہ کون آج گہر سے ترے روسیہ گیا

نشہ کی وجہ سے میری آنکھین نہین ہین سرخ
اے محتسب یہہ خونِ جگر جم کے رہ گیا

اسواسطے وہ کہتے ہین مردے پر اہتمام
عاشق کو یہہ بچانے کوئی بے گنہ گیا

ناصح بہی شکر ستم و اسفندیار
وقتِ کلام میرے کڑی بات سہہ گیا

دشنام یا دعا تہی شکایت کہ شکر تہا
وہ منہ ہی منہ مین جانے کہے کچھہ تو کہہ گیا

یہہ تیرہ خاکدان بہی ہی کاجل کی کوٹھری
آیا جو روسپید یہان روسیہ گیا

محفل میں غیر سے بھی کرتا تھا التفات
یہ ہمسے چوک ہوگئی یہ کام رہگیا

مجھ تشنۂ شراب کو دیکھا جو تاک میں
دریا کی طرح شیرۂ انگور بہہ گیا

معشوق اور اُسکے خریدار ہوگئے
اب **داغ** تیرے ہاتھ سے اے رشک مہ گیا

نامۂ عاشق ناشاد نہ دیکھا نہ سُنا
آپ نے شکوۂ بیداد نہ دیکھا نہ سُنا

اگلے وقتوں کی کہانی سے اُنہیں نفرت ہے
کبھی افسانۂ فرہاد نہ دیکھا نہ سُنا

اب ترے کوچہ کی بستی کو نظر لگتی ہے
شہر اسطرح کا آباد نہ دیکھا نہ سُنا

آسمان دُور سے کرتا ہے تجھے جھک کے سلام
کوئی تجھسا ستم ایجاد نہ دیکھا نہ سُنا

ہوتے آئے ہیں سلف سے یونہیں عاشق ناکام
اثر نالہ و فریاد نہ دیکھا نہ سُنا

پوچھتا ہے جو کوئی خط کا ہمارے مضمون
تو وہ کہتے ہیں کسے یاد نہ دیکھا نہ سُنا

خاک بھی اب تو نہیں خانۂ دل میں افسوس
کوئی اسطرح کا برباد نہ دیکھا نہ سُنا

در پہ جو بیٹھے ہیں وہ فتنے اٹھا سکتے
پاسبانی کا یہ ایجاد نہ دیکھا نہ سُنا

سرو کیا فتنۂ محشر بھی جو دیکھے تو کہے
کہ ترا سا قدِ آزاد نہ دیکھا نہ سُنا

دیکھیں یوسف بھی جو حضرت کو نہیں صلِّ علیٰ
آپ سا حسن خداداد نہ دیکھا نہ سُنا

آپ اپنے کو جو شاگرد کا شاگرد گنے
داغ سا ہمنے تو استاد نہ دیکھا نہ سُنا

وصل کی شب جو فروغ مہ کامل دیکھا
دیکھتے ہیں طرفِ حور شمایل دیکھا

نبض بیمار کبھی اور کبھی دل دیکھا
پھر کیا قتل نیا آپکو قاتل دیکھا

جو مرا ہو کے رہا جس نے مرا دل دیکھا
گردن غیر مین وہ ہاتھ حمایل دیکھا

موت بھی چھو نہ سکی مجھکو رہ الفت مین
مین نے پھر پھر کے اجل کو کئی منزل دیکھا

ناخدا سے کہو بہنے دے ہماری کشتی
ہمنے گرداب جو دیکھا لب ساحل دیکھا

قابل دید تھین اُسوقت ادائین اونکی
آئینہ دیکھہ کے جب قد مقابل دیکھا

بزم اغیار مین تعریف مری ہوتی ہے
آج یہہ طرفہ تماشا سر محفل دیکھا

دل دشوار طلب لوٹ ہے دشواری پر
لے لیا ہمنے وہی کام جو مشکل دیکھا

اُسنے آوازہ کسا یہہ ہی ہمارا ہے رقیب
گر ندیمون مین کسیکو مرے شامل دیکھا

کیا سمجھتے نہین ظاہر کی ملاقات کو ہم
دل تمہارا نہ ملا ہمنے گلے مل دیکھا

بزم اغیار کا یہہ حال بتا اے قاصد
تو نے کسکی طرف اُس شوخ کو مائل دیکھا

کیا دلا ور ہے کوئی اُسکا کلیجا دیکھے
جسنے بیتاب محبت مین مرا دل دیکھا

گالیان دیتے ہو پھر کہتے ہو یہہ بھی سمجھے
ہمنے تجھکو اسی لایق اسی قابل دیکھا

عشق کی چوٹ کو دل ہے سپر گردن تو نہین
جسنے تلوار نہ کھائی اُسے بسمل دیکھا

منزل عشق ہے سنسان مقام اے مجنون
ناقہ دیکھا نہ یہان کوئی نہ محمل دیکھا

مست تھی آنکھہ تری دل تھا ہمارا بیخود
ہمنے دونونکو دم معرکہ غافل دیکھا

اُسنے جب حکم دیا تب تجھے مرجانا تھا
داغ تو دے نہ سکا جان ترا دل دیکھا

اِدہر کی سدہ بہی ذرا اے پیامبر لینا
خدا کے واسطے جلدی مری خبر لینا

جو مے فروش سے سودا بنے تو کر لینا
کمی ہو حضرت زاہد تو ہمسے بہر لینا

بگڑ کے جائیں تو نادان بنکے آئیں ہم
کہ ہے روا اُنہیں دشمن کو دوست کر لینا

چُرا کے دِل کوئی چلتا ہوا ہے اے ہمدم
سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا

شکارِ تیرِ نظر دل ہوا جگر نہوا
پہنچ رہا ہے ذرا اِسکی بہی خبر لینا

عبث نباہ کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو
یہہ کون بات ہے اِکدن بگاڑ کر لینا

ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا سودا
بُرا ہو یہہ ہے کہ بہلا ہو تمہین مگر لینا

شبیہہ لائینگے یوسف کی اہل مصر یہان
بڑا مقابلہ ہے تم بہی بن سنور لینا

کبہی کبہی نکل آتی ہے جنس دِل بہی خراب
بُری نہ نکلے یہہ پکّی ضرور کر لینا

قناعت آپکو ہوتی نہیں کسی شے پر
یہہ کیا کہ دل کبہی لینا کبہی جگر لینا

اُلجہہ کے تارِ نگہہ سے پڑا جو کچہہ جھٹکا
دُہائی دینے لگے وہ گئی کمر لینا

مدام پیر مُغان کی ہین نالشین ہمپر
بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لینا

ہمین تو شوق ہے بے پردہ تمکو دیکہینگے
تمہین ہے شرم تو آنکہوں پہ ہاتہہ دہر لینا

غریب جیسکے لیا دل تو کیا لیا تمنے
بتائین ہم تمہین آتا نہین اگر لینا

غرض تمہین جو سنو اُسنے غیر کا شکوہ
یہہ قصّہ مول نہ اے داغ اپنے سر لینا

نہ بدلے آدمی جنّت سے بہی بیت الحزن اپنا
کہ اپنا گہر ہے اپنا اور ہے اپنا وطن اپنا

جو یون ہو وصل تو مٹجاے سب رنج و محن اپنا
زبان اپنی دہن اُنکا زبان اُنکی دہن اپنا

نہ سیدہی چال چلتے ہین نہ سیدہی بات کرتے ہین
دکھاتے ہین وہ کج رو ہمکو تن کر بانکپن اپنا

عجب تاثیر پیدا کی ہی وصف نوک مژگان نے
کہ جو سنتا ہی اُسکے دلمین چبہتا ہی سخن اپنا

پیام وصل قاصد کی زبانی اور پہر اُنسے
یہہ نادانی یہہ نافہمی یہہ تہا دیوانہ پن اپنا

جراحت دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرتے ہی
کیا ہی تازہ اس تیزاب نے زخم کہن اپنا

پکار کہتا جنون کے ہاتھ سے ای بیکسی اسکو
جواب ہی پیرہن اپنا وہی ہوگا کفن اپنا

نگاہ و غمزہ کوئی چھیڑتے ہین گلشن دل کو
کہین ان لوٹنے والون سے بچتا ہی چمن اپنا

کہے دیتے ہین وہ کافر ہو کا ٹکے آتا ہی
ذرا دل تہام لین پہلے سے اہل انجمن اپنا

یہہ موقع ملگیا اچھا اُسے تیشہ لگانے کا
محبت مین کہان سر پہوڑتا پہر کوہکن اپنا

ہم اپنے قول سے پہرتے ہین کب عاشق تمہارے ہین
رہیگا تا دم آخر یہی جو ہی سخن اپنا

یقین وصل کیا آئے کوئی دن امتحان کرلین
بڑہاے اعتبار آکے وہ پیمان شکن اپنا

نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون اثر دونون کے دیکہتے ہین
لب معجز نما اُنکا نگاہ سحر فن اپنا

ہر اک سے ٹیڑہ کی چلتے ہین بگڑی ہی روش اپنی
تمہاری چال سے ملتا چلا ہی کچھ چلن اپنا

یہہ سینہ یہہ جگر یہہ دل یہہ سر یہہ حلق حاضر ہی
نکالے حوصلہ ناوک فگن شمشیر زن اپنا

خبر کسکو وہ کیسا تہا وہ کیسا ہی وہ کیسا ہی
سمجھتا ہی اُسی کو شیخ اپنا برہمن اپنا

یہہ ہم سمجھے ہوئے ہین تم نے مانا ہی نہ مانوگے
سوال وصل سے کیون ایگان بیجا سخن اپنا

الجھتا کیون ہی دیوانہ نسیم عشق و وحشت مین
چل اپنی راہ لے تو کام کر ای راہزن اپنا

جو تختے لالہ و گل کے کہلے وہ دیکہہ لیتے ہین
تو فرماتے ہین وہ ہی داغ کا یہہ ہی چمن اپنا

جب دہوان دہار گرجتی ہوئی آتی ہی گہٹا
طالع خفتہ کو میکش کے جگاتی ہی گہٹا

دل مہجور کے نالونسے جو ہو ہم آواز
سینہ پہٹ جاے ترا کیا ہی چہاتی ہی گہٹا

تو تو اک قطرہ بہی دیتی نہین ای زلف سیاہ
پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہی گہٹا

ہجر محبوب مین بیتاب ہون بسمل کی طرح
تار بارش یہہ نہین تیر لگاتی ہی گہٹا

رات بہر جاگے ہین اب آنکہہ لگی ہی انکی
کہہ دو خاموش ہو کیون شور مچاتی ہی گہٹا

صورت ماہی بی آب ہین میکش بیتاب
اس تپش مین اجل آتی ہی نہ آتی ہی گہٹا

وعدہ کرتے ہین وہ جس روز یہان آنیکا
کیا برستی ہی کہ دریا ہی بہاتی ہی گہٹا

تیغ کی طرح چمک جاتی ہی سر پر بجلی
ہجر مین مجھکو بلا بن کے ڈراتی ہی گہٹا

توبہ میخوار کی مقبول ہی جب چاہئے کرے
زور سے شور سے یہہ مژدہ سناتی ہی گہٹا

جب اُٹھاتے ہین وہ مے بادہ کشی و ساغر
کیسی اتراتی ہوئی جہومتی آتی ہی گہٹا

نہین ساون مین مرے پاس وہ مہوش ہی داغ
مجھکو تڑپاتی ہی بجلی تو رلاتی ہی گہٹا

آئینۂ دل نے تماشا کیا
اپنی جگہہ مین اُسے دیکہا کیا

ایک ستم ای ستم آرا کیا
اور کہون اور کہون کیا کیا

سب نے تو دیدار خدا کا کیا
مجھکو بہی دیکہا تجھے دیکہا کیا

پہول کے منہ سینہ کا پردا کیا ۔ آپنے چلمن مین تماشا کیا
تو نے بہی عاشق نہ کئے اتنے قتل ۔ ہمنے بہت خونِ تمنا کیا
نکہت گل مین ہر لپٹ اور ہی ۔ کس نے یہان بندِ قبا وا کیا
شکوہ سے اُسکے ہوے بدنام سب ۔ سو مین اگر ایک نے ایسا کیا
دیکہتے ہی مجہکو کہا روزِ حشر ۔ تو نے یہان بہی ہمین رسوا کیا
قتلِ جہان اُسکے لئے کہیل تہا ۔ کون کہے آپ نے یہہ کیا کیا
دادطلب اُس سے ہین سب دادخواہ ۔ جسنے تجہے اتنے سے اتنا کیا
روزِ قیامت وہ دمِ بازپرس ۔ چشمِ غضب سے مجہے دیکہا کیا
ہاتہہ سے میرے جو ہوا دل ہلاک ۔ اپنے پہ خود خون کا دعویٰ کیا
ساتہہ چلا اُسکے دبکتا ہوا ۔ فتنۂ محشر نے تماشا کیا
چہوڑیے ان باتون مین کہا ہے کیا ۔ آپ نے پہر ذکرِ عدو کا کیا
کس سے کہین عمرِ گذشتہ کا حال ۔ کیا نہ کیا ہمنے یہان کیا کیا
کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو ۔ آپ نے امروز کو فردا کیا
مین ستمِ غیر کا شکوہ کرون ۔ اور وہ سنکر کہین اچہا کیا
اور بہی اک رات سہی انتظار ۔ یا نہ کیا اُسنے کرم یا کیا
غیر کے آتے ہی وہ تیور نہ تہے ۔ تمکو انہین باتون نے رُسوا کیا
حضرتِ دل عشقِ صنم سہل تہا ۔ تُمنے خدا پر نہ بہروسا کیا

مرکے ہوئین زندہ بہت حسرتین	شوق نے اعجازِ مسیحا کیا

داغ نے دیکھے ہین ہزارون حسین
آپ نے کس شخص سے دعوا کیا

امیدوار ہون کرمِ بے حساب کا
پیتا ہون ڈگڈگا کے پیالہ شراب کا

چرچا ہے اُنکے گہر مین مرے اضطراب کا
دیکھا سلوک اِس دلِ خانہ خراب کا

بیکار مفت خاک اُڑاتی پہری صبا
گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی نقاب کا

اے چارہ گر کمی نکرے بخیۂ دل کہین
ٹکڑا لگا ہوا ہے یہہ چشمِ پُرآب کا

یہہ بات ہے بہار چمن ہی کیواسطے
آتا نہین پلٹ کے زمانہ شباب کا

ساقی تو جھک کے چاٹ لگا کر الگ ہوا
دہو دہو کے پی رہا ہون پیالہ شراب کا

یا تمکنت سمائی طبیعت مین آپ کی
یا صبر پڑ گیا دلِ پُر اضطراب کا

مین اِک سوال کرکے پشیمان ہوگیا
لچھا بندھا ہوا ہے ہزارون جواب کا

اُٹھا ہے خوابِ ناز سے کوئی جو دن چڑہے
چمکا ہوا ہے آج نصیب آفتاب کا

واعظ بتا تو بادۂ کوثر کے اسم و قسم
بکتا ہے نام بادہ کشون مین شراب کا

بہلیگا کسطرح شبِ غم بیقرار دل
افسانہ گو کی آنکہ مین ہے ذرہ خواب کا

روزہ رکہین نماز پڑہین حج ادا کرین
اللہ یہہ ثواب بہی ہے کس عذاب کا

لاؤن سبو پیالہ بہرون در کو قفل دون
کیا حکم ہے جناب مشیخت مآب کا

مضمونِ خطِ شوق کسی مین نہین ملا
اُلٹا ہے ایک ایک ورق ہر کتاب کا

کیا لاگ عشق کی ہی کہ دیتا رہا جواب
یعقوبؑ کا خیال زلیخاؑ کے خواب کا

جب مین کرون سوال تو کہتے ہو چپ رہو
کیا بات ہی جواب نہین اس جواب کا

خوشبو وہی ہی ہی نزاکت وہی ہی رنگ
معشوق کیا ہی پہول ہی تو ہی گلاب کا

ہونیکو تیری چشم تغافل مین قہر ہو
ہمسے ملے تو لطف ملے کچھہ عتاب کا

اُس بیقرار دل کا الٰہی علاج کیا
جسکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا

ای زلف یار وجہ بہی کچھہ پیچ و تاب کی
ای چشم یار کوئی سبب بہی عتاب کا

ای داغ بخشوائین گے اُمت کے وہ گناہ
ہے آسرا جناب رسالت مآب کا

غیر پر لطف و کرم بس ہو چکا
ہو چکا ہمپر ستم بس ہو چکا

دل مین رہنے دے کسک ای چارہ گر
درد اپنا کم سے کم بس ہو چکا

مین دم آخر سے اپنے شاد ہون
انتہا کا رنج و غم بس ہو چکا

گر یہی قسمین ہین تو مجھکو یقین
آپ کے سر کی قسم بس ہو چکا

ہمکو ای واعظ ابہی مرنا نہین
وصف گلزار ارم بس ہو چکا

دہوم ہی اب کوچۂ دلدار کی
شہرۂ دیر و حرم بس ہو چکا

ہی ہمارے بعد بہی اُنکا عتاب
مر کے یہہ سمجہے تہے ہم بس ہو چکا

کر چکے پامال اب گہر بیٹھیے
فتنہ برپا ہر قدم بس ہو چکا

اب یہہ بت کرتے ہین ناحق تاک جہانک
بیت رب بیت الصنم بس ہو چکا

بحر الفت سے نکالین آشنا
تھک گیا ہون مجھہ مین قم بس ہو چکا

جانب گور غریبان وہ نہ آئے
حشر اہل عدم بس ہو چکا

دیکھتا ہی تو نہین وہ بادہ خوار
ساغر دل جام جم بس ہو چکا

کل جو اک داغ حسینوین مشہور تھا
آج وہ بیمار غم بس ہو چکا

عاشق مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا
عشق کے آغاز مین انجام اپنا دیکھتا

سخت ناکامی تھی اسکو ورنہ یون مرتا ہی کیون
کوہکن بنتا ہو اگر کام اپنا دیکھتا

دیکھتا ہی کچھہ تو جلوہ ورنہ کیا کرتا نہ ترک
نفع توبہ مین جو مے آشام اپنا دیکھتا

تیرے عاشق کو دکھاتے یہ عشق کا در اگر
نام تیرا دیکھتا یا نام اپنا دیکھتا

آپ تو ناحق ہین برہم معذرت کرتا ہی دل
جرم جب یہہ مورد الزام اپنا دیکھتا

کیا غرض تھی دیکھتے ہم عشق مین اچھا برا
دیکھتا تو یہہ دل ناکام اپنا دیکھتا

چیر کر سینہ دکھایا کیون نہ اسکو ہمنے دل
نقش اس تعویذ مین وہ نام اپنا دیکھتا

آج کو جمشید ہوتا تو دکھاتے اسکو سیر
دل ہمارا دیکھکر کیا جام اپنا دیکھتا

جانتا گر خود غرض خود مطلب ایسا آپکو
فائدہ کیا مین نہ صبح و شام اپنا دیکھتا

نخوت دولت سے آنکھین پھٹ گئین قارون کی
کاش آنکھین پھاڑ کر انجام اپنا دیکھتا

داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجھنا تھا محال
گر تمھاری بزم مین ہمنام اپنا دیکھتا

کوئی پھرے نہ قول سے بس فیصلا ہوا
بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا

اِس دل لگی مین حال جو دل کا ہوا ہوا
کیا پوچھتے ہین آپ تجاہل سے کیا ہوا

ماتم ہمارے مرنیکا اُنکی بلا کرے
اِتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئی وہ بُرا ہوا

وہ چھٹی دیکھتے ہین ہوائی جو چرخ پر
کہتے ہین مجھسے آپ کا نالہ رسا ہوا

اِسپر بھی تو نہین ہی غم عشق مین کمی
کہتا ہی ہر اک جہان تمہارا دیا ہوا

کیا عیش جاودان کہ غم جاودان نہین
انسان کو ہی موت کا کھٹکا لگا ہوا

بیگانہ تھا تو کوئی شکایت نہ تھی ہمین
آفت تو یہہ ہوئی کہ وہ ملکر جدا ہوا

جسنے کیا تپاک اُسی نے کیا ہلاک
جو آشنا ہوا وہی نا آشنا ہوا

دشنام کی بھی آپ سے کسکو امید تھی
ہمنے تو اُسپہ صبر کیا جو عطا ہوا

ای جذب شوق ہو نہو یہہ نامہ بر ہی ہو
آتا ہی کوئی شخص اِدھر کو اُڑا ہُوا

عذرِ ستم سے بس مجھے نادم نہ کیجئے
اِس تذکرہ کو چھوڑیے جو کچھ ہوا ہوا

بیخود رہے وصال مین بیہوش ہجر مین
کیا جانے ہمسے کب وہ ملا کب جدا ہوا

اِسطرح کے جہان مین ہین بیغرض کہان
تیری نگہہ ہوئی دل بے مُدعا ہوا

ای چرخ کل کی رات کا غم آج تو نہ دے
ہم صبح کو نہ کہائینگے شب کا بچا ہوا

آباد کسقدر ہی الٰہی عدم کی راہ
ہردم مسافرون کا ہی تانتا لگا ہوا

ای کاش میرے تیرے لیے کل یہہ حکم ہو
لیجاؤ اُنکو خلد مین جو کچھ ہُوا ہوا

پہنچا مر ندیم سے نے نامہ بر رفیق
میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا

کس کس طرح سے اُسکو جلاتے ہین رات دن
وہ جانتے ہین **داغ** ہے ہمپر مٹا ہوا

زبان ہلاؤ تو ہو جاۓ فیصلہ دل کا
اب آچکا ہے لبوں پر معاملہ دل کا

کسی سے کیا ہو تپش مین مقابلہ دل کا
جگر کو آنکھہ دکھاتا ہے آبلہ دل کا

خدا کے واسطے کرلو معاملہ دل کا
کہ گھر کے گھر مین ہو جاۓ فیصلہ دل کا

تم اپنے ساتھہ ہی تصویر اپنی لیجاؤ
نکال لینگے کوئی اور مشغلہ دل کا

قصور تیری نگہہ کا ہے کیا خطا اوسکی
لگاوٹون نے بڑھایا ہے حوصلہ دل کا

نہ جان دیتے بن آۓ نہ زندہ رہتے بنے
بگڑ گیا ہے یہہ کیسا معاملہ دل کا

شباب آتے ہی اے کاش موت بھی آتی
اُبھارتا ہے اسی سن مین ولولہ دل کا

کئے ہین تونے دل اہلِ انجمن بیتاب
رواروی مین ہے مصروف قافلہ دل کا

جو منصفی ہے جہان مین تو منصفی تیری
اگر معاملہ ہے تو معاملہ دل کا

ملی بھی ہے کبھی عاشق کی داد دنیا مین
ہوا بھی ہے کبھی کمبخت فیصلہ دل کا

نگاہِ مست کو تم ہوشیار کردینا
یہہ کوئی کھیل نہین ہے مقابلہ دل کا

ہماری آنکھہ مین بھی اشک گرم ایسے ہین
کہ جنکے آگے بھرے پانی آبلہ دل کا

ہوا نہ اس سے کوئی اور کانون کان خبر
الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دل کا

اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت مین
کسیکے منہہ پہ نہ رکھا کبھی گلہ دل کا

ازل سے تا بہ ابد عشق ہے اسیکے لئے
ترے مٹاۓ مٹیگا نہ سلسلہ دل کا

کرون تو داور محشر کے سامنے فریاد | تجھی کو سونپ نہ دے وہ معاملہ دل کا
نہ آئین خضر کبھی آپ ہو لکر بھی ادہر | جناب من نہین آسان مرحلہ دل کا

کچھہ اور ہی سمجھے اے داغ بات آتی ہے
وہی بتون کی شکایت وہی گلہ دل کا

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا | سچ ہے ملتا ہے کہان چاہنے والا اپنا
مین اُٹھاتا ہون سہارے کے لئے دست دعا | رہ گیا ہو نہ کہین راہ مین نالا اپنا
اپنی نظرون مین تو پہرتا ہے وہ قد بوٹا سا | سرو گلچین کو دکھائے قد بالا اپنا
اے سیہ بختی عاشق نہ بنے گی تو زلف | رہنے دے اپنے لئے رنگ یہہ کالا اپنا
اُسپہ مرتے ہین جو بیدرد ہو ہمدرد بہی | عشق ہے سارے زمانہ سے نرالا اپنا
دل بچا تیغ نظر سے مگر اب خیر نہین | تیرے دُنبالہ نے بہالا جو سنبہالا اپنا
بحر و بر مین نہ کوئی فرق رہیگا باقی | کچھہ اگر پہوٹ پڑا پانون کا چھالا اپنا
اپنی تصویر وہ کہنچواے یہہ ممکن ہی نہین | جسنے آئینہ مین بہی عکس نہ ڈالا اپنا
غیر کے ملنے سے دنیا مین ہوئی بدنامی | تمنے عالم مین بڑا نام اُچھالا اپنا
خاک کس کس کی خدا جانے ہوئی پامنگر | تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبہالا اپنا
دل شکن اُسنے تو دو حرف ہی لکھے تہے ہمین | دفتر شوق ہوا اب تہ و بالا اپنا
کچھہ سیہ بختی عاشق مین سعادت ہوتی | سایہ زلفون نے تری اُسپہ نہ ڈالا اپنا
چرخ کا پانون ہے مدت سے یونہین گردش مین | ہے بجا گر کہے خورشید کو چھالا اپنا

دیکھکر اُسکو تعجب ہی جناب ناصح — مجھسے فرماتے ہین کیون دل نہ سنبھالا اپنا

انتظار می و ساغر ہو کہان تک ساقی — کہین لبریز نہو جاے پیالا اپنا

اُسکے دامن کی جنون مین ہوس ہی ہمکو تلاش — جیب پر اپنی کبھی ہاتھ نہ ڈالا اپنا

غیر سے ملنے کی لکھی ہی نہایت تاکید — اور لکھا ہی مجھے خط مین حوالا اپنا

ہین بُرے حال کے سب دیکھنے والے ای داغ
کوئی دنیا مین نہین پوچھنے والا اپنا

تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہی کیا — مان بہی جاو مری بات یہہ ہی بات ہی کیا

دل و دین لیکے بہی راضی نہوے آپ کبہی — یہہ تو فرمائیے مین کیا مری اوقات ہی کیا

کشتۂ ناز کو کیون زندہ کرین آکے مسیح — تمہین ٹہکرا دو کہ ہی اسمین کرامات ہی کیا

عالم وجد مین بیخود نہین ہوتے صوفی — نشۂ مین چور ہین رندان خرابات ہی کیا

ہمت ای دیدۂ تر قطرہ فشانی کب تک — موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہی کیا

دل سی شی ہمنے تو بہیجی اُنہین وہ کہتے ہین — بیش قیمت ہی یہ سوغات مین سوغات ہی کیا

حشر کے دن وہی کافر مجھے مل جائیگا — میرے کردار کی ہی اور مکافات ہی کیا

جاکے پی آئے وہان آتے ہی توبہ کرلی — اسقدر دور ہی مسجد سے خرابات ہی کیا

عاشقی اور پہر ایسی کہ چُھپائے نہ چُھپے — مجھسے مجرم کے لئے چاہیئے اثبات ہی کیا

دل کو لے لیتے ہین در پردہ وہ عیاری سے — چار غیرون پہ جو کہل جائے تو پہر گہات ہی کیا

روز پیتے ہین صبوحی بہی ادا کرکے نماز — فرق آجائے تو پابندی اوقات ہی کیا

لہریں آتی ہیں طبیعت میں ہماری کیا کیا
برق وش یار نہیں جب تو وہ برسات ہی کیا

مے انگور فرشتوں کی بھی قسمت میں نہیں
اس سے محروم ہیں اک قبلۂ حاجات ہی کیا

اسمیں دہوکا تو نہیں ہمسے ذرا سچ کہئے
کر دیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا

اب تمنائے شب وصل ہی کس کافر کو
بات کرنیمیں گذر جائے تو وہ رات ہی کیا

آگئے اُس شوخ کے چپ لگ گئی انکو ہی داغ
میرے مطلب کو جو کہتے تھے یہہ ہی بات ہی کیا

دیکھکر تیری ادا جی سے گذر جائیگا
مرنے والا تو قیامت میں بھی مر جائیگا

نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہی
دل گواہی نہیں دیتا کہ اُدہر جائیگا

اور بھی اور بھی ای درد محبت ہو سوا
گر کمی کی تو مرے دل سے اُتر جائیگا

غیر کا قصہ شب وصل میں کیوں لے بیٹھے
باتوں باتوں میں یونہیں وقت گذر جائیگا

میرے ہمراہ پس مرگ ڈبونیکے لئے
دیدۂ تر نہ سہی دامن تر جائیگا

رخنہ گر وہ ہو تو محشر کا تماشا کیسا
آن کی آن میں سب کھیل بکھر جائیگا

بیخودی میں ہی کسے ہوش کہاں ہی قاصد
کدھر آیا نہیں معلوم کدھر جائیگا

عاقبت پاک ہی میخوار کی سن رکھ ابلہ
یہہ تو میخانہ سے اللہ کے گھر جائیگا

کہا لیا ہمنے شب ہجر میں سب خون جگر
روز فرقت ہمیں اب صاف گذر جائیگا

کسی بندہ پہ بُرا وقت نہ ڈالے اللہ
کیا خبر تھی کوئی یوں ہجر میں مر جائیگا

کیوں نہ ہم روئیں مقدر کی پریشانی کو
کیا یہہ گیسو ہی تمہارا کہ سنور جائیگا

بوجھہ ڈالے نہ بہت دست دعا پر تاثیر
مجھکو ڈر ہے کہ میرا ہاتھہ اتر جائیگا

وصف حورون کے تو ذرا سنو ای واعظ
خوف یہہ ہے کہ وہان پرچسپہ گذر جائیگا

کرکے برباد مجھے چرخ کہان جاتا ہے
مین بہی ہمراہ اسیکے ہون جدہر جائیگا

فوج مژگان نے تری گہیر لیا ہے دل کو
اب کہان جائیگا بچکر یہہ کدہر جائیگا

اب تو ای داغ مرے غم سے وہ خوش ہین پہر کیا
آخر اکدن یہہ زمانہ بہی گذر جائیگا

مایوس ہجر مین دل ناکام ہوگیا
رخصت ہوا ہی اجل سے مجھے آرام ہوگیا

سنتا ہون غیر کا بت خودکام ہوگیا
یہہ بات سچ ہوئی تو مرا کام ہوگیا

مین ہر طرح سے مورد الزام ہوگیا
تقصیر کی کسی نے مرا نام ہوگیا

رس تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے
مین پانی پیتے پیتے می آشام ہوگیا

کیون میری بات سنتے ہی تلوار کہینچ لی
کیا حرف اختلاط بہی دشنام ہوگیا

آپ اپنے گہر کو رشک مسیحا سدہا رئیے
آرام ہوگیا مجھے آرام ہوگیا

عاشق کے ضعف قلب کی کچھہ انتہا نہین
گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہوگیا

سینہ مرا سبو ہے مے عشق کے لئے
آنکھین پیالہ بن گئین دل جام ہوگیا

بگڑے وہ مجھکو دیکھہ کے محفل مین اسطرح
گویا قیامت آگئی کہرام ہوگیا

باہر خودی سے ہو نہ سکا دل تمام غم
اسکی رگون کا جال اسے دام ہوگیا

پہر آرزو مراد پہ آکر ہوئی ہے یاس
لو پختہ ہوکے پہر یہہ ثمر خام ہوگیا

بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجیے
معلوم ہمکو عشق کا انجام ہوگیا

اب صبر کسطرح سے دل بدگمان کو ہو
کیون یہہ کہا کہ شب کو ہمین کام ہوگیا

رہتا نہین ہر اپنا مقدر بہی اپنے ساتہہ
وہ بہی شریک گردش ایام ہوگیا

کیا طول مدعا جسے کافی ہو ورق حشر
کیا فیصلہ جو صبح سے تا شام ہوگیا

قاصد کے ہاتہہ چوم لئے مین نے لیکے خط
یہہ اک طرحکا بوسہ بہ پیغام ہوگیا

جو ابتدائے عشق مین تہے کام نادرست
انجام کار سب کا سرانجام ہوگیا

دنیا مین **داغ** صاحب اعزاز ہے تو ہو
وہ آپ کا تو بندہ بے دام ہوگیا

نام زیر آسمان باقی رہا
مرمٹون کا یون نشان باقی رہا

اُسکے در پر جبہہ سا لاکہون ہوسے
پہر بہی سنگ آستان باقی رہا

دیکہیے ذراسے محشر کیا بنے
آج کل پر امتحان باقی رہا

اے گداز غم سے تجہے کہا جاؤن گا
ایک بہی گر استخوان باقی رہا

شب کو تیری جستجو مین کو بکو
کون مجہہ سے مکان باقی رہا

مٹگئے دنیا کے جلسہ سیکڑون
پر غنیمت جو سمان باقی رہا

آنکہہ اپنی روز محشر کہل چکی
کچہہ اگر خواب گران باقی رہا

دل لگی ہو جائے گی زیر مزار
تو جو اے درد نہان باقی رہا

آزمائی ہر مروت ہی آہی
امتحان سا امتحان باقی رہا

حال کچھ اے داورِ محشر نہ پوچھ
حال مجھ میں اب کہاں باقی رہا

مٹ چکا گو اک زمانے کا خیال
پھر بھی دل میں اک جہان باقی رہا

غیر کا چھلا چھپایا آپ نے
اس نشانی کا نشان باقی رہا

جا چکا اے داغ سب مال و متاع
شکر ہے لطفِ زبان باقی رہا

گو محتسب کا مشرب رندانہ کھل گیا
پہلے ہی عہد سے درِ میخانہ کھل گیا

بادِ صبا نے بھی نہ کیا اسکو بے حجاب
سینہ پہ ہات آگئے جب شانہ کھل گیا

قاتل نے دیکھے اسمیں ہزاروں پری جمال
دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھل گیا

ہمسے تغافل اور ہے غیروں سے تاک جھانک
تیرا فریبِ نرگسِ مستانہ کھل گیا

جلنے لگے ہیں شمع سے گل سے ہیں بد دماغ
کیوں اپنے عشقِ بلبل و پروانہ کھل گیا

رکھا تھا ہمنے پردہ کہ اسپر کھلے نہ حال
سب رازِ دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا

خونیں ہے پیرہن جو تمہارے شہید کا
اسپر یہ سرخ خلعتِ شاہانہ کھل گیا

پوچھا مزاج اسنے تو وحشت کی اسنے لی
آخر کو پردہ دلِ دیوانہ کھل گیا

اس میکدہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی
بس ہمپہ ظرفِ ساقی و پیمانہ کھل گیا

مشتاقِ دید عشق میں پڑے ہیں جو زیرِ بام
سرکی نقاب کیا رخِ جانانہ کھل گیا

اے داغ وقتِ مرگ ہوا امتحان ہمیں
اسوقت میں یگانہ و بیگانہ کھل گیا

ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا
کنکھیوں سے اسکو مگر دیکھ لینا

فقط نبض سے حال ظاہر نہو گا
میرا دل بھی ای چارہ گر دیکھ لینا

کبھی ذکرِ دیدار آیا تو بولے
قیامت سے بھی پیشتر دیکھ لینا

نہ دینا خطِ شوق گھبرا کے پہلے
محل موقع ای نامہ بر دیکھ لینا

کہین ایسے بگڑے سنورتے بھی دیکھے
نہ آئینگے وہ راہ پر دیکھ لینا

تغافل مین شوخی نرالی ادا تھی
غضب تھا وہ منھہ پھیر کر دیکھ لینا

شب وعدہ اپنا یہی مشغلہ تھا
اٹھا کر نظر سوے در دیکھ لینا

بلایا جو غیرونکو دعوت مین تمنے
مجھے پیشتر اپنے گھر دیکھ لینا

محبت کے بازار مین اور کیا ہی
کوئی دل دکھائے اگر دیکھ لینا

مرے سامنے غیر سے بھی اشارے
ادھر بھی ادھر دیکھکر دیکھ لینا

نہو نازک اتنا بھی مشاطہ کوئی
دہن دیکھ لینا کمر دیکھ لینا

نہین رکھنے دیتے جہان پانون ہمکو
اسی آستانہ پہ سر دیکھ لینا

تماشائے عالم کی فرصت ہی کسکو
غنیمت ہی بس اک نظر دیکھ لینا

دیئے جاتے ہین آج کچھہ لکھہ کے تمکو
اسے وقتِ فرصت مگر دیکھ لینا

ہمین جان دینگے ہمین مر مٹین گے
ہمین تم کسی وقت پر دیکھ لینا

جلایا تو ہر داغ کے دل کو تم نے
مگر اس کا ہوگا اثر دیکھ لینا

دل مکدر مدام کا نکلا
کب یہ آئینہ کام کا نکلا

گھر سے تم کیون نکالے دیتے ہو
کیا قصور اس غلام کا نکلا

بھر کے دے جام ورنہ اے ساقی
دم کسی تشنہ کام کا نکلا

مٹ گئی رسم و راہ بھی اُنسے
یہہ نتیجہ پیام کا نکلا

بحث تھی میکشی مین زاہد سے
عذر ماہ صیام کا نکلا

وصل کی اُنسے ہو گئی امید
سلسلہ جب کلام کا نکلا

یہہ سنا ہے کہ اب وہ ہرجائی
صبح آتا ہے شام کا نکلا

گالیان سنتے ہین دعا دیکر
خوب پہلو کلام کا نکلا

دل کے ملنے کی پھر اُمید نہین
یہہ اگر اُس کے کام کا نکلا

واہ کیا کیا تری محبت مین
حوصلہ خاص و عام کا نکلا

سچ تو یہہ ہے کہ عاشقی مین داغ
ایک ہی اپنے نام کا نکلا

تجھے نامہ بر قسم ہے یہین دِنسے رات کرنا
کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

نہین اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا
جو رقیب بھی وہان ہو بہت التفات کرنا

وہ ہو تیز رو نہ پائے کوئی تمکو حضرت دل
رہ دوست مین جو چلنا تو ہوا کو مات کرنا

ابھی سن ہی کیا ہے آئے جو انہین وقار و تمکین
کبھی اجتناب کرنا کبھی التفات کرنا

مرے دل کی قیمت اتنی نہ بڑھاؤ کون لیگا
جو تمہین نہ جاننا ہو یہہ اسی سے گھات کرنا

ہمیں گلشن جہاں میں یہی کام آخری ہے — ابھی باغباں کو واپس ثمر حیات کرنا
یہ زمانہ کہہ رہا ہے کہ وہ قول کے ہیں پورے — مگر اک ہمیں سے وعدہ انہیں بے ثبات کرنا
نکل آئیں گے وہ باہر وہیں شور سن کے ایدل — کبھی انکے در پہ جاکر کوئی واردات کرنا

وہ کریم کیا نہیں ہے وہ رحیم کیا نہیں ہے
کبھی **داغ** ہو کر بہی نہ غم نجات کرنا

شوق ہے اسکو خود نمائی کا — اب خدا حافظ اس خدائی کا
وصل پیغام ہے جدائی کا — موت انجام آشنائی کا
دیدیا رنج اک خدائی کا — ستیاناس ہو جدائی کا
کسی بندہ کو درد عشق نہ دے — واسطہ اپنی کبریائی کا
پھنس گیا دل بری جگہ افسوس — کوئی پہلو نہیں رہائی کا
صلح کے بعد وہ مزا نہ رہا — زور ساماں تھا لڑائی کا
کہتے ہیں وہ قیامت آنے دو — ابھی موقع نہیں صفائی کا
اپنے ہوتے عدو پہ آنے دیے — کیوں وہ الزام بیوفائی کا
اشک آنکھوں میں داغ ہیں دل میں — یہ نتیجہ ہے آشنائی کا
ہنسی آتی ہے اپنے رونے پر — اور رونا ہے جگ ہنسائی کا
آج وہ امتحان کرتے ہیں — وقت ہے قسمت آزمائی کا
دل اڑاتا ہے دل لگی کے مزے — پوچھنا کیا لگی لگائی کا

فتنہ گر ایک تو ہے اک محشر — دل شیدا یک اسمین ہے تنہائی کا
اٹھ گئی ہوش دام مین پہنسکر — قید کیا نام ہے رہائی کا
اک خدائی کی آفتین دیکھین — ہائے صدمہ تری جدائی کا
اور تو ہمکو کچھ نہین آتا — کام کرتے ہین آشنائی کا
دل ترا صاف ہو نہین سکتا — پیچ ہے محکمہ صفائی کا
بتکدے کی جو سیر کی ہمنے — کارخانہ ہے اک خدائی کا
گرچہ پہنچا ہو مین کہین سے کہین — مرحلہ دور ہے رسائی کا

نہ رہا لطف اس زمانے مین
میرزا **داغ** میرزائی کا

آشنا تو ہے اپنے مطلب کا — فیصلہ ہو چکا ہے یہ کب کا
روز محشر ہے یہ دلیل انکی — کہتے ہین مجھسے عذر تھا شب کا
کیون نہو غیر کی دعا مقبول — وہ خدائے کریم ہے سب کا
لیکے دل تمنے جب ستم توڑے — پھر ہماری بغل مین آ دبکا
وہ سنے درد دل جو ہو ہمدرد — نہین ملتا کوئی مرے ڈھب کا
کسکو جانون رقیب محفل مین — ایک نام اسنے رکھدیا سب کا
غنچۂ گل کو سونگھئے چپکر — بوسہ لیلے نہ آپ کے لب کا
ذکر بیداد پر نہو برہم — کہ نہین ہے یہ تذکرہ اب کا

داغ کو نہ دیکھہ اے زاہد
دل تو ہے پاک رند مشرب کا

دم نہین دل مین ایک مدت سے
خون ہے مدعا و مطلب کا

کافر عشق کیون مسلمان ہو
سب کو ہے پاس اپنے مذہب کا

جرم تہا پیشتر تغافل بہی
حال جب کا کہون کہین اب کا

چاہنے والے ہون برے کہ بہلے
انکے دفتر مین نام ہے سب کا

ہو مے ناب یا شراب طہور
تشنہ ہون ساغر لبالب کا

بات پوری وہ کر نہین سکتے
زور ہے کیا نزاکت لب کا

کیا کروگے کہو تو روز جزا
ایک دعوی ہوا اگر سب کا

تمنے بہی کچہہ سنا کہ تا بفلاک
شور پہنچا ہے میری یارب کا

پہلے انکار اور پہر دشنام
یہہ نتیجہ ہے عرض مطلب کا

شکر ہے داغ کامیاب ہوا
حق تعالی بہلا کرے سب کا

جسدن کہ وہ مرے قتل کے سامان مین ہوگا
وہ دن ہی کبہی گردش دوران مین نہوگا

جینا تو بلا ہے شب ہجران مین نہوگا
مرنا بہی اکہی مرے امکان مین نہوگا

کیون مفت مین دیوانہ ہون چہوڑ کے تجہکو
دامن مین جو ہے ہاتہہ گریبان مین ہوگا

کیون جانے لگا دل ترے ناوک سے نکلکر
سوفار مین ہوگا جو وہ پیکان مین نہوگا

چمکیگا مرا داغ جگر صورت خورشید
کیا روز قیامت شب ہجران مین نہوگا

مین پیچ سے تقدیر کے خوش ہون نہ سمجھکر
ایسا کوئی بل گیسوئے پیچان مین نہوگا

بہلاؤنگا اپنے دلِ ویران سے طبیعت
یہہ دشتِ بلا کیا مرے زندان مین نہوگا

ہوتا ہی جدائی مین ضرر جان کا ناصح
ہی یہہ تو یقین تو مرے نقصان مین نہوگا

کیا آئے دمِ نزع بلانے سے جو آئے
محسوب یہہ احسان کسی احسان مین نہوگا

اِتنا تو ہوا دیدۂ گریان کی بدولت
آباد کوئی کوچۂ جانان مین نہوگا

کیا خوفِ اذان ہمکو شبِ وصل یقین ہی
اللہ کا گھر کوچۂ جانان مین نہوگا

اپنے ہی تو بیگانے نظر آئین گے ای داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان مین نہوگا

تمکو کیا ہر کسی سے ملنا تھا
دل ملا کر تجھی سے ملنا تھا

پوچھتے کیا ہو کیون لگائی دیر
اک نئے آدمی سے ملنا تھا

ملکے غیرونسے بزم مین یہہ کہا
مجھکو اگر سبھی سے ملنا تھا

کیون بہانے کئے شبِ وعدہ
صاف کہدو کسی سے ملنا تھا

عید کو بہی خفا خفا ہی رہے
آج کے دن خوشی سے ملنا تھا

آپ کا مجھہ سے جی نہین ملتا
اس محبت پہ جی سے ملنا تھا

تمتو اُکھڑے رہے تھین ای داغ
ہر طرح مدعی سے ملنا تھا

مقتل مین وہ سفاک جو مصروفِ ستم تھا
آگے صفِ عشاق سے اپنا ہی قدم تھا

ای نامہ بر اُسکا نہ یہہ اندازِ رقم تہا
معلوم ہوا ہاتہ مین دشمن کے قلم تہا

وہ جلوہ کیون اُٹہتے مری بزمِ عزا سے
عشرتکدہ غیر بہی دو چار قدم تہا

یاد آتے ہین اب مجہکو شبِ وصل کے احسان
جو ہین کرم تہا وہ مرے حق مین ستم تہا

سنتا ہون کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہی
ہر روز کی جہک جہک سے مرا ناک مین دم تہا

یہہ شکوہ فرقت پہ کہا پیار سے اُسنے
مجہکو بہی بہت رنج ترے سر کی قسم تہا

ہم مر گئے لیکن نہ اُٹہا پاسِ ستمگر
یہہ کام محبت مین تری سب سے اہم تہا

نکلا دلِ آباد کو برباد ہی کرکے
غیرونکا تصور بہی بڑا نحس قدم تہا

کرتے ہو عبث شکوہ فرقت کی شکایت
وہ شکر ملاقات گذشتہ سے تو کم تہا

نکلے بہی تو ہمراہ دمِ بازپسین کے
جب تک وہ مرے دل مین رہے سینہ مین دم تہا

تہا وعدہ یہان چار پہر رہنے کا اُنسے
افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تہا

جل جلکے ہوئے خاک ہوئی خاک بہی برباد
ہستی مین یہہ ہستی تہی عدم مین یہہ عدم تہا

مجنون کے طرفدار بنے ہین کئی دن سے
فرماتے ہین وہ آپ سے کس بات مین کم تہا

معشوق فلک غیر شبِ غم دلِ بیتاب
تا زیست مرے حال پہ کس کسکا کرم تہا

اُس بت نے لفافہ جو دیا مُہر لگا کر
گویا وہ کفِ دست مین قاصد کے صنم تہا

نکلا ہی تلاشی سے فقط اک درمِ داغ
یارون کو مرے دلپہ ہزارون کا بہرم تہا

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا داغ
ہر آن کی تکلیف تہی ہر وقت کا غم تہا

ردیف الباء

نہین سُنتا ستم ایجاد ہماری یارب
تجھسے ہر وقت ہی فریاد ہماری یارب

کچھہ تو تخصیص ہو مظلومِ محبّت کے لئے
کاش دُنیا مین ملے داد ہماری یارب

پھر کہان جائینگے جنت مین اگر جی لگا
ہی طبیعت بہت آزاد ہماری یارب

در پئی بیخ کنی ہو گئی سارے دشمن
جب کہین جمگئی بنیاد ہماری یارب

عمر بھر کی ہی بہت پیرِ مغان کی خدمت
کہین محنت نہو برباد ہماری یارب

انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس
کیا بُرے وقت ہوئی یاد ہماری یارب

دل و ظلم کیا ہی کہ آغاز محبت ہی ابھی
کیا پڑے دیکھئے افتاد ہماری یارب

پھر کوئی ماہ نما سے ہمین پیدا کیا ہی
مان لے گر دلِ ناشاد ہماری یارب

ہو دمِ قتل وہ تصویر کا عالم ہمپر
شکل دیکھا کرے جلّاد ہماری یارب

ہجر مین زندہ رہا **داغ** تو وہ کہتے ہین
ہاے بیکار رہی بیداد ہماری یارب

نگاہِ لُطف سے والا نگاہ ہی محبُوب
پناہ خلق سے عالم پناہ ہی محبُوب

ہنر شناس ہی محبُوب شاہِ آصف جاہ
کمال دوست مہ نیم ماہ ہی محبوب

کوئی طریق ارادت سے ہم بھٹکتے ہین
ہمارے واسطے اک خضرِ راہ ہی محبُوب

مجال کیا ہے یہ سیدھا ہو چرخ کج رفتار
کہ قہرمان دستِ کجکلاہ ہی محبُوب

بلند بخت و سرافراز سب ہین درباری | قمر خدم ہی فلک بارگاہ ہی محبوب
شرف ہی خسرو وجم کو بھی باریابی سے | وہ صاحب شرف وعز وجاہ ہی محبوب
نشان شہر کہا نام کو زمانے مین | خدا کے بندونکا وہ خیرخواہ ہی محبوب
نہ کیون ہو سایہ دامن مین اُسکے خلق اللہ | کہ شہریار ہی ظل اللہ ہی محبوب

اُمید منصب وجاہ وحشم نہ کیونکر ہو
فقیر **داغ** ہی تو پادشاہ ہی محبوب

دل ناکام کے ہین کام خراب | کر لیا عاشقی مین نام خراب
اس خرابات کا یہی ہی مزہ | کہ رہے آدمی مدام خراب
زلف ہی چور چشم یار شریر | حسن کا سب ہی انتظام خراب
دیکھکر جنس دل وہ کہتے ہین | کیون کرے کوئی اپنے دام خراب
ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی | میری مٹی ہوئی تمام خراب
وہ بھی ساقی مجھے نہین دیتا | وہ جو ٹوٹا پڑا ہی جام خراب
کیا بلا ہمکو زندگی کے سوا | وہ بھی دشوار نا تمام خراب
واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین | خوبرو ہو کے یہہ کلام خراب
چال کی رہنمائے عشق نے بھی | وہ دکھایا جو تھا مقام خراب

داغ ہی بد چلن تو ہونے دو
سو مین ہوتا ہی اک غلام خراب

ردیف الباءِ فارسی

کیا سبب شاد ہو بشاش ہو جی آپ ہی آپ
چلی آتی ہو مجھے آج ہنسی آپ ہی آپ

ابھی آئی ہی نہین کوچۂ دلبر سے صبا
کھل گئی آج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ

ہین بڑے یار فراموش جناب زاہد
جا کے میخانے مین جم رہے پی آپ ہی آپ

مجھکو ارشاد سے ناصح کے یہہ مفہوم ہوا
جس طرح سے کوئی بن بیٹھے ولی آپ ہی آپ

قطرے قطرے کو ترستی ہین ہماری آنکھین
کہا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ

ہمنشین بھی تو نہین ہجر مین دل کیا بہلے
باتین کر لیتے ہین دو چار گھڑی آپ ہی آپ

سوچتے ہین کہین تدبیر ہی قسمت والے
کہ نکلجاتے ہین ارمان دلی آپ ہی آپ

کچھہ تو فرمایئے اس بدمزگی کا باعث
آپ ہی آپ ہے رنجش خفگی آپ ہی آپ

کبھی کثرت سے غرض تھی کبھی وحدت منظور
کبھی وہ انجمن آرا ہے کبھی آپ ہی آپ

دل لگی آگ ہے اے **داغ** خبر لو جلدی
جو لگائے سے لگی کب وہ بجھی آپ ہی آپ

ردیف التاء

بزم دشمن مین نہ کہلا گل تر کی صورت
نہ مٹائے سے مٹی فتنہ و شر کی صورت

جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت
نظر آتی نہین اب کوئی گذر کی صورت

سوچ لے پہلے ہی تو نفع و ضرر کی صورت / نامہ بر تجھکو بھلا دینگے وہ گھر کی صورت

کیا خبر کیا ہوئی فریاد و اثر کی صورت / کہ ادھر کب نظر آتی ہی ادھر کی صورت

بگڑی شوریدہ سری سے مرے گھر کی صورت / وہی دیوار کی صورت ہی جو در کی صورت

چھپکے بیٹھے ہو اگر مجھسے چلو یونہین سہی / مین بھی اٹھنے کا نہین پردہ در کی صورت

اسکو دیکھے کوئی محفل مین یہہ کسکی طاقت / ہر بشر دیکھنے لگتا ہی بشر کی صورت

بار تشبیہ سے دہرے وہ ہوئے جاتے ہین / کیون رگ جان سے پتلی ہی کمر کی صورت

نامہ بر جانکے مین اسکے قدم لیتا ہون / جب بنا کر کوئی آتا ہی سفر کی صورت

نہین معشوق کوئی حسن و ادا سے خالی / اسپہ صورت ہی مرے رشک قمر کی صورت

ای جنون خاک بیابان کو بیابان سمجھون / میری آنکھون مین ہی پھرتی ہی گھر کی صورت

انکے جانیکا دھڑکا وہ مری تنہائی / اور روتی ہوئی وہ شمع سحر کی صورت

رشک آئینہ سے کیا وہم تو اسبات کا ہی / تیرے دلمین پھرے آئینہ گر کی صورت

خط مین لکھا تھا کہ آتا ہی کلیجا منھہ کو / اب دکھائین انہین کس منھ سے جگر کی صورت

وصف حوران بہشتی کہ سنے ای واعظ / سب سے اچھی ہی جو اچھی ہی بشر کی صورت

لب پان خوردہ کی شوخی پہ نہ اترا ظالم / ملتی جلتی ہی مرے زخم جگر کی صورت

خواب راحت سے جو اٹھے ہین وہ کلمہ پڑھتے / نظر آئی ہی کسی پاک نظر کی صورت

آج آنکھین نہین ملتین نہین کچھ تو غضب / کہ دکھائی ہی مجھے غیر کے گھر کی صورت

آئے تھے گھر مین مرے آگ بگولا بنکر / ٹھنڈے ٹھنڈے وہ گئے باد سحر کی صورت

ہات آنکھون پہ شبِ وصل عبث رکھتے ہو
میری صورت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت

آپنے کیون ہین عبث شرم سے نیچی آنکھین
چھپ سکی یہہ بھی ادا دل مین نظر کی صورت

دل سے نکلے تو پھرے خانہ خرابون کیطرح
تمنے برسون ہوے دیکھی نہین گہر کی صورت

منتظر ہجر مین ہم وصل مین مشتاق تھے تم
نظر آتی نہین دونون کو سحر کی صورت

در و دیوار کا جلوہ نہین دیکھا جاتا
اونکے آتے ہی بدل جاتی ہی گہر کی صورت

کوئی دم کوئی گھڑی کل نہین پڑتی دل کو
مین بیان کس سے کرون آٹھ پہر کی صورت

لئے جاتا ہی ہمین جوشِ جنون صحرا کو
دیکھتے جاتے ہین منہہ پہیر کے گہر کی صورت

حضرتِ **داغ** تو شاعر ہین ہوا باندہتے ہین
نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

بزم مین دیکھا ہی کس حسرت سے ہین سوئے دوست
مجھکو دشمن سے گلے ملکر جو آئی بوئے دوست

یہہ بلائین کسکو لپٹین دیکھئے ہون کسکے سر
کچھہ پریشان سے نظر آتے ہین مجھکو موئے دوست

سخت جانون پر ہوا کرتی ہی اکثر مشقِ تیغ
چشم بد دور آجکل ہین زور پر بازوئے دوست

ہین برائی مین بہی ہو جاتا برابر کا شریک
میری قسمت سے سوا بگڑی ہوئی ہی خوئے دوست

وہ عدو کے ساتھہ آتے ہین عیادت کو مری
اک نظر ہی سوئے دشمن اک نظر ہی سوئے دوست

اے صبا تو ہی اٹھائے چل ذرا وقتِ خرام
قد آدم سے زیادہ بڑہ گئے گیسوئے دوست

آپ اپنے کو تو چشم شوق پہلے دیکھلے
کیا ہنسی ہی کہیل ہی یون دیکھہ لینا روئے دوست

ذکر آتا ہی اگر انکا تو کٹ جاتی ہی بات
تیغ سے بڑہکر کہین ہین کشش مین ابروئے دوست

فرق اتنا تو ہے زیر زمین اے آسمان / پاس دشمن کے ہو دشمن دوست ہم پہلوے دوست

مجھکو وہم آیا کہ بیشک مدعی کا ہے خیال / دبگیا تھا گوشۂ دامن تہ زانوے دوست

بانکپن کرتے ہین مشتاقون سے کیا کیا خم بخم / دیکھتے ہی میری صورت تنگی ابروے دوست

غیر کے نقش قدم اے داغ رہبر ہو گئے
مٹنے والون نے بتایا ہے نشان کوے دوست

نہین سنتے وہ اب ہماری بات / سچ ہے بن آئے کی ہے ساری بات

دو دو باتین ہوئی نہین واعظ سے / رکھ لی اللہ نے ہماری بات

خیر سے اُسنے ہی نہ پوچھا حال / کرنے دیتی نہ بیقراری بات

حال دل جسنکے یہہ جواب ملا / اب نہوگی مری تمہاری بات

دل دہلتا ہے مجھسے دشمن کا / کہ دلیرون کی ہے کراری بات

کھیل ہے امتحان ترے آگے / میرے آگے ہے جان نثاری بات

حال کہکر پلٹ گیا قاصد / خوب بگڑی ہوی سنواری بات

حشر مین مجھسے نہ کچھ نکالے گی / میری شرم گناہگاری بات

خامشی مین ادا کرین مطلب / یہہ تو ہے اُنکی اختیاری بات

لب شیرین کا بوسہ دیدیجے / زہر لگتی ہے کر ہماری بات

لوٹ لیتی ہے داغ کے دل کو
تیری ہر ایک پیاری پیاری بات

کیجیئے قتل کا ابروسے اشارا جہٹ پٹ
یہی تلوار کرے کام ہمارا جہٹ پٹ

وہ شکایت کی خبر سُنکے ہوئے جب برہم
لے دیا نام رقیبون نے ہمارا جہٹ پٹ

دل کو نظرونسے گرا کر ہوئے آپ خبر
ایسے گرتے کو تو دیتے ہین سہارا جہٹ پٹ

سچ یہ ہر کی مرے قاصدنے بڑی چالاکی
کرکے تسلیم خطِ شوق گذارا جہٹ پٹ

قول دینے مین کیا عذرِ نزاکت پہرون
ہاتہہ پرہاتہہ کبھی تمنے نہ مارا جہٹ پٹ

پس دیوار جو اُسنے مری آواز سُنی
وہین دربانون کو گھبرا کے پکارا جہٹ پٹ

بچتے رہیئے گا مری آہِ شررافشان سے
کہ پہنچتا ہر اس آتش کا شرارا جہٹ پٹ

نہ ہوا ایک نگہہ سے جو مرا کام تمام
پھر کے پھر دیکھہ لیا اُسنے دوبارا جہٹ پٹ

نامہ برزندہ جو پہرتا ہر تو یہہ کہتا ہر
اب تو دلوایئے انعام ہمارا جہٹ پٹ

تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکھی ہے
کہین چمکے مری قسمت کا ستارا جہٹ پٹ

جب پریشانیِ عاشق کی مصیبت سُن لی
اُسنے بکھری ہوئی زلفون کو سنوارا جہٹ پٹ

دل بیتاب کو کیا تاب ہو سوزِ غم کی
آگ پر رکھتے ہی اُڑجاتا ہر پارا جہٹ پٹ

پھر نہ کہیئے گا کہ ہمسے نہ کہا داغ کا حال
لیجیئے اُسکی خبر آپ خدارا جہٹ پٹ

ردیف الثاء

پڑ رہی بل جبین پر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ہو اکیون تیر خنجر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

خفا رہتے ہوا کثر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث
ستم ہوتے ہین مجھپر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

سنبہلکر گفتگو کرتے ہو لیکن باتون باتون مین
بگڑ جاتے ہین تیور کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

کہا گر ہمنے ہر جائی تو کیون تمنے برا مانا
پہرا کرتے ہو دن بہر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

یہہ حیرت ہی کہ اُس کافر نے مجھکو ذبح کر نہین
کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

طبیعت میری جب سنبہلی ذرا اُنکو عجب آیا
ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

اِشارون مین ہوئین تہین مجھسے اُنسے آج کچہہ باتین
یہی چرچا ہی گہر گہر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

غبارِ دل تر اکیا میرے اشکون نے نہین دہویا
کہ ابتک ہی مکدر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

نہین رکہا قدم تمنے تو ہرگز کوے دشمن مین
بپا پہر کیون ہی محشر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

تمہین جانو تمہین سمجہو وہ کیون اتنا پریشان ہی
بتائے داغ مضطر کیا سبب کیا وجہہ کیا باعث

ردیفُ الجیم

میرا جدا مزاج ہی اُنکا جدا مزاج
پہر کسطرح سے ایک ہو اچھا برا مزاج

دیکہا نہ اِسقدر کسی معشوق کا غرور
اللہ کیا دماغ ہی اللہ کیا مزاج

کسطرح دل کا حال کہلے اِس مزاج سے
پوچہون مزاج تو وہ کہین آپکا مزاج

تم کیا کسیکے دل مین بہلا گہر بناوگے
بنتا نہین بنانے سے بگڑا ہوا مزاج

ہمکو ذرا سی بات کی برداشت ہی نہین
ایسا اُکہڑا ابہی ہی کسیکا مزاج

نا اتفاقیان تہین پیام و سلام تک — جب ملگئی نظر سے نظر ملگیا مزاج
پالا پڑے کہین نہ کسی بدمزاج سے — ہر وقت دیکھتے ہین مزاج آشنا مزاج
آخر یہہ عرض حال ہی دشنام تو نہین — باتون سے کیون نکلنے لگا آپکا مزاج
دن رات کا ہی فرق تمہارے مزاج مین — دن کو جدا مزاج تو شب کو جدا مزاج
کل انکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی — بدلی ہوئی نگاہ تہی بدلا ہوا مزاج
انکو بغیر چھیڑ کیے چین ہی نہین — کتنی شریر طبع ہی کیا چلبلا مزاج
جسکے مزاج مین یہ تلون ہو کیا نبھے — لاؤن کہان سے روز اک نیا مزاج
قاصد کو چٹکیون مین ہمیشہ اڑا دیا — اس شوخ کا بہی شوخ ہی بے انتہا مزاج
آب سرشک آتش حسرت غبار غم — ملکر ہوا ہے شوق سے میرا بنا مزاج

سچ ہی خدا انکے دین مین کیا دخل ہو سکے
اک **داغ** کا مزاج ہی اک آپکا مزاج

جای آسودگی کہان ہی آج — جو زمین کل تہی آسمان ہی آج
میرے گہر تو تو میہمان ہی آج — کیون شب ہجر وہ کہان ہی آج
مین بہی جاتا ہون ساتہہ غیرونکے — دوست دشمن کا امتحان ہی آج
کیا ڈرینگے وہ اس سے محشر مین — کل تہی ہو گی جو فغان ہی آج
تم وہان تہے تو دل وہان تہا کل — تم یہان ہو تو دل یہان ہی آج
عشق کو ابتدا مین ہم سمجہے — فتنۂ آخر الزمان ہی آج

کل آدا دل کا حال ہو کہ نہو — سن لو گویا مری زبان ہے آج
آرزوے وصل کی شہید ہوئی — ماتم مرگِ نو جوان ہے آج

اس ہدف پر لگائین گے وہ تیر
دِلنشین داغ کا نشان ہے آج

ردیف الجیم فارسی

جسدم رقیب کہنے پر آتے ہین جھوٹ سچ — انکو مری طرف سے لگاتے ہین جھوٹ سچ
قاصد کے کچھ کلام غلط ہین تو کچھ صحیح — ہمکو الگ الگ نظر آتے ہین جھوٹ سچ
اوّل ہی سے ہے انکا خوشامد طلب مزاج — پھر ہان مین ہان ندیم ملاتے ہین جھوٹ سچ
دیکھین تو ہم بھی اُس بتِ پرفن کی بات بات — کیونکر بتانے والے بتاتے ہین جھوٹ سچ
آتا ہے داستانِ محبت مین انکو لطف — بے پر کی ہم بھی ذرا اڑاتے ہین جھوٹ سچ
یہہ جانتے ہین جان تو جائیگی ایکدن — ناصح کے ڈر سے خیر مناتے ہین جھوٹ سچ
وعدہ وفا کرین نکرین آئین یا نہین — گھبرا کے کچھ وہ بول تو جاتے ہین جھوٹ سچ
ہم ناصحِ شفیق کے شاگرد ہو گئے — ہر روز کا سبق وہ پڑھاتے ہین جھوٹ سچ
انصاف یہ کہ اُنکے سوالونکا کیا جواب — باتین اگرچہ ہم بھی بناتے ہین جھوٹ سچ
جوہر اس آئینہ کے ہوئے خوب آشکار — دل مین تمہارے سب نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اُس نکتہ چین سے داغ یہہ تقریر ہے جدا

آگے تمہارے سب ہی آتے ہین جھوٹ سچ

ردیف الحاء

لیتا ہے آدمی ہی سے تو آدمی صلاح
میری وہی صلاح ہے جو آپکی صلاح

مین پوچھتا ہون آپسے اُلفت کے باب مین
دیجیے خدا کے واسطے اچھی کوئی صلاح

دِل کو صلاح کار بنا کر ہوے خراب
دشمن ہی ہے دے جو بُری بات کی صلاح

کہتے ہین جب وہ مجھسے تجھے ہم کرینگے قتل
کہتا ہون ہات باندہ کے جو آپکی صلاح

وہ دوست ہے مشیر جتاے جو وقت پر
یہہ مشورہ خلاف ہے یہہ ہے بُری صلاح

رنجِ فراقِ یار مین مرجاؤن یا جیون
مین تجھسے پوچھتا ہون اے دل کیسی صلاح

عادت مین فرق رائے جدا وضع مختلف
اے پند گو ملیگی نہ میری تری صلاح

مشتاق تیغ ناز ہون لون کس سے مشورہ
دیگا نہ کوئی موت کی تا زندگی صلاح

مرضی سے دوست کی ہے غرض ہی کیون بجان
اُسنے ہنسی خوشی مجھے مرنے کی دی صلاح

قایم مزاج کیا ہو تمہین وہ نہین رہے
دل کیطرح بدلنے لگی ہر گھڑی صلاح

پیری مین خاک توبہ کرون جب کہے طبیب
نادان اپنے وقت مین ہے میکشی صلاح

کیون مدعی سے چارہ طلب **داغ** ہو گیا
کیا جانے ایسے شخص کو یہہ کسنے دی صلاح

سیکھی شبِ فراق یہہ کسکا غرورِ صبح
کیا کھینچتی ہے آپکو رہ رہ کے دور صبح

صدشکر خوب حسن پہ لیل و نہار ہین
زلف پری ہے شام تو رخسار حور صبح

ہوتا ہے نشہ دیر مین مجھہ بادہ نوش کو
ہین شام کو پیونگا تو ہوگا سرور صبح

اب یون ہے بغیر گذرتے ہین رات دن
شام بلا ہے شام تو صبح نشور صبح

گذری ہے باتون باتون مین آدہی شب وصال
میرے حضور شام ہے اُنکے حضور صبح

پہیکی ہے اب بہی روشنی داغ ہجر سے
گو شمع مین ملاتی ہے اپنا بہی نور صبح

شب باش تجہ سے ہین جو وہ گہر مین رقیب کے
کرتی نہین ہے آٹھہ پہر بہی ظہور صبح

مشاطہ کاش میرے لحاف کو دکہائے
آئینہ دیکھتے ہین وہ اُٹھکر ضرور صبح

اُنسے شب وصال جو ذکر سحر کیا
بولے خدا نخواستہ ہو اب سے دور صبح

مین نے شب فراق یہہ کہکر گذار دی
وہ آئی لے وہ آئی دل ناصبور صبح

بے صبر یون ہے **داغ** شب غم مین فائدہ
کمبخت تیرے نالون سے ہوگی ضرور صبح

ردیف الخاء

نرگسی چشم ہے بلا کی شوخ
شوخ بہی اور انتہا کی شوخ

ہاتھہ رکھہ میری چشم خونچکان پر
ہوگی رنگت سوا حنا کی شوخ

ہر نگہ تیری انتہا کی شریر
ہر ادا تیری انتہا کی شوخ

جسکے دیکہنے سے ہو نظر بجلی
ہے وہ تصویر مہ لقا کی شوخ

تیری تحریر انتہا کی متین
تیری تقریر انتہا کی شوخ

آئی اُس برق وش کے کوچے سے
آج رفتار ہے صبا کی شوخ

کیا ٹھکانا تری طبیعت کا
ابتدا میں ہے انتہا کی شوخ

چیخ اُٹھے عندلیب اگر سن لے
گفتگو میرے دلربا کی شوخ

ہر تری طرزِ شوخیٔ گفتار
اپنے مطلب کے مُدّعا کی شوخ

جو فرشتے سے بھی نہ بار سہے
ہے زبان ایسی بیحیا کی شوخ

اس مرقع کی جان وہ ہی تو ہے
داغ نے خوب شکل تاکی شوخ

ردیف دال

خدا دے تو دے آرزوئے محمدؐ
کریں چشم و دل جستجوئے محمدؐ

کھلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر
کھچیگی مری روح سوئے محمدؐ

کہاں باغ جنت کہاں باغ یثرب
کہاں بوئے گل اور بوئے محمدؐ

خوشی سے اُبل جائیں تسنیم و کوثر
جو مل جائے آبِ وضوئے محمدؐ

کہوں کیوں نہ ہر بار صلِّ علیٰ میں
تصوّر میں پھرتا ہے روئے محمدؐ

ادھر دوست خوش ہیں اُدھر غیر راضی
خوشا خلق و خوئے نکوئے محمدؐ

نہیں دست مژگان مرے پانون یار
کروں طوف ان آنکھوں سے کوئے محمدؐ

بہرین خضر ہی سامنے جسکے پانی — زہے عزت و آبروے محمدؐ

الٰہی نہو داغ کا بال بیکا
رگ جان سے بنے تار موے محمدؐ

ملی ہمکو جنّت قیامت کے بعد — ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد
نہو مہربان ہوکے نامہربان — عداوت بری ہے محبت کے بعد
حیا کے تبسّم کے اغماض کے — مزے سے لے رہا ہون شکایت کے بعد
ملاؤن ذرا آنکھ بھی زیر تیغ — مری جان نکلیگی حسرت کے بعد
لپٹینگے وہ حورون سے فردوس مین — یہہ فتنہ اُٹھیگا قیامت کے بعد
عبث عذر ہے اب عبث لطف ہے — کرون شکر کیونکر شکایت کے بعد
مرے حال پر رحم آہی گیا — وہ چلکر پلٹ آئے رخصت کے بعد
محبت سے پہلے نہ کیون مرگیا — مری موت آئی طبیعت کے بعد
ہوا مانع سیر حسن و جمال — نہ دیکھین گے کچھ اچھی صورت کے بعد
نہین اس کے خوگر ہم اے آسمان — نہ دے ہمکو تکلیف راحت کے بعد
وفادار ہوتے ہین دیر آشنا — یہہ عقدہ کھلا ایک مدت کے بعد
مجھے منہہ لگا کر نہ دل سے اُتار — کہ ذلت نہین دیتے عزت کے بعد
مجھے طعنہ دیکر کیا وصف غیر — دیا اور چرکا جراحت کے بعد
اسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے — کہا مانتے ہین وہ حجت کے بعد

تڑپنا نہ دیکھا گیا داغ کا
ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

ای وعدہ فراموش رہی تجھکو جفا یاد ۔ یہہ بھول بھی کیا بھول ہی یہہ یاد بھی کیا یاد
تھا ورد زبان فقرۂ یارب شب فرقت ۔ آتا ہی بُرے وقت مین بندیکو خدا یاد
جو رنج اُٹھائے ہین وہ بہولے نہین جاتے ۔ غم دل سے سوا یاد ہی دل تم سے سوا یاد
افسانۂ غم سُنکے کہا طعن سے اُسنے ۔ کیا ہوش ہی کیا ذہن ہی کیا حافظہ کیا یاد
بہولا نہین مین قطع تعلق مین غم و عیش ۔ اِسکا بھی مزا یاد ہی اُسکا بھی مزا یاد
تم خواہ عداوت اِسے سمجھو کہ محبت ۔ رہتی ہی رقیبون کی مجھے تم سے سوا یاد
وہ سُنتے ہین کب دل سے مری تام کہانی ۔ فرماتے ہین کچھہ اور بھی ہی اِسکے سوا یاد
سنتا ہون رقیبون سے بڑا معرکہ گذرا ۔ اُسوقت مجھے بھول گئے تمنے نہ کیا یاد
گو جان سے جاتا ہی تری بزم مین جانا ۔ اُسکو بھی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد
دل دیتے ہین لو مفت ہی کیا یاد کروگے ۔ احسان جو مانوگے تو آئیگی وفا یاد
چُبھتا تھا لڑکپن ہی سے کچھہ بانکپن اُسکا ۔ ترچھی سی نگہ یاد ہی ترچھی سی ادا یاد
بندے سے ہی کیون پرسش اعمال الٰہی ۔ انسان کو رہتی ہی کہان اپنی خطا یاد
مرتا ہون مگر خیر مناتا نہین اپنی ۔ کرتا ہون اُسی کے لئے جو جو ہی دعا یاد
اُستاد نے اچھا سبق عشق پڑھایا ۔ جب اِسکو بھلاتا ہون یہہ ہوتا ہی سوا یاد
محشر مین حسینون کی طرف تاک لگائے ۔ وہ مین ہی تو ہونگا یہہ ہے تمکو پتا یاد

تم بہولتے ہو آج کی بات آج ہی کیونکر — مشکل ہے اگر وعدۂ فردا نہ رہا یاد
رہتا ہے عیادت میں ہمیں موت کا کھٹکا — ہم یاد خدا کرتے ہیں کر لے نہ خدا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیوں یاد کرے تجھکو کرے اُسکی بلا یاد

ردیف راء مہملہ

تم لگا دو عاشق دلگیر پر — ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر
چارہ گر مرتے ہیں کیوں تدبیر پر — چھوڑ دیں مجھکو مری تقدیر پر
اُس نگاہِ امتحان کو دیکھنا — ہے کبھی مجھ پر کبھی شمشیر پر
شرم مجھ سے اور وہ بھی وصل میں — تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر
دوسرے کو دیکھ سکتے ہی نہیں — آتے ہیں غصہ اپنی بھی تصویر پر
یوں تو سو پہلو اٹھائے وصل کے — دل نہیں جمتا کسی تدبیر پر
بھیجکر خط پھر مکر جانا یہ کیا — دیکھیے آئے ہیں اِس تحریر پر
داورِ محشر کے آگے تو بھی — لوٹ جاؤ تم مری تقریر پر
گریۂ شب سے توقع تھی بہت — اوس اُلٹی پڑ گئی تاثیر پر
شوخیِ الفاظ کچھ لائیگی رنگ — آنکھ پڑتی ہے مری تحریر پر

داغ سچ ہے جو خدا چاہے کرے

آدمی کا بس نہین تقدیر پر

حسرت آتی ہو دلِ ناکام پر — اِسکو دے ڈالون خدا کے نام پر
عذر کیون کرتے ہو اِس سے فائدہ — مِٹ چکے ہم لذّتِ دشنام پر
کان مین سُنلو کہ رُسوائی نہو — ہم چلے آئے ہین جس پیغام پر
ہوگیا صیاد بھی عاشق مزاج — خود پھنسا جاتا ہو اپنے دام پر
جانکر ہون مبتلا تو کیا علاج — تھی نظر آغاز سے انجام پر
جب پسند آتا ہو میرا شعر اُنھین — گالیان پڑتی ہین میرے نام پر
رہگیا ہو دل تمھاری بزم مین — چھوڑ آئے ہین اُسے ہم کام پر
وصل کی شب کیون نہ اِترا کر کھچے — صبح عاشق ہو گئی ہو شام پر
اُنسے جھگڑا اسلئے ہوا روزِ حساب — ہوگئی ڈگری ہمارے نام پر
بدگمانی مجھکو ہیچل اُنکے ساتھ — مُسکراتے جاتے ہین ہر گام پر
مجھسے کہتے ہین کہ پھاڑ تو یہہ خط — ہات رکھکر وہ عدو کے نام پر
ہجر مین یہہ بھی نہین آتا کبھی — کیون نہو تیرا گمان آرام پر
صورت و سیرت رہی بالائے طاق — دِل تو آجاتا ہو اچھے نام پر

جلنے لگتی ہو زبان کہتے ہی داغ
اُف نکلجاتی ہو میرے نام پر

خلوت مین جب کسیکو نپایا اِدھر اُدھر — گھبرا کے دیکھتے تھے وہ کیا کیا اِدھر اُدھر

تقدیر ہی مین دامن یوسف کے چاک تہا ۔ پڑتا وگرنہ دست زلیخا ادہر ادہر

آغاز ہے جنون کا طبیعت ہے جوش پر ۔ پہرتا ہون جاکے جانب صحرا ادہر ادہر

بوسہ ملا نہ عارض جانان کا وصل مین ۔ سرکی ذرا نہ زلف چلیپا ادہر ادہر

محشر مین بعد پرسش اعمال دیکہنا ۔ ہم دیکہتے پہرینگے تماشا ادہر ادہر

نفرت ہے انکو وصل سے میرا ہے یہ سوال ۔ بیچ اب پڑا ہوا ہے یہ جہگڑا ادہر ادہر

دیکہا ہے صبا اُڑتے نہ اسیرونکا آشیان ۔ ہونے نہ پائے ایک بہی تنکا ادہر ادہر

تم رات کو کہان تہے تمہاری تلاش مین ۔ پہرتا تہا کوئی ڈہونڈہنے والا ادہر ادہر

محفل مین اُسنے ہمکو بلا کر دکہائی سیر ۔ دیکہی جبہی ہوئی صف اعدا ادہر ادہر

ہم تشنۂ جمال ہین تو ہمکو دیکہکر ۔ ساقی چہپا نہ ساغر و مینا ادہر ادہر

کیا کیا شب وصال سوال و جواب مین ۔ رہتا ہے ہار جیت کا نقشا ادہر ادہر

اُس فتنہ گر سے پہر بہی تو پالا پڑیگا **داغ** ۔ ہے تاک جہانک آپ کی بیجا ادہر ادہر

آئے کوئی تو بیٹہہ بہی جائے ذرا سی دیر ۔ مشتاق دید لطف اٹہائے ذرا سی دیر

ہنگام نزع اٹہ گئے سب بیٹہہ بیٹہکر ۔ بالین پہ میری اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاصد کو چین ہی نہین آتا علاج کیا ۔ جب تک نہ جاتے جاتے لگائے ذرا سی دیر

کچہہ رہ گیا ہے قصۂ غم وہ سنا تو دون ۔ کاش انکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر

رکہتے ہی دل پہ دست حنائی اٹہا نہ تو ۔ وہ آگ خاک ہے کہ جلائے ذرا سی دیر

آخر نہین ہوا یہہ تماشا بہی نا پسند
پرزے ہمارے خط کے اڑائے ذرا سی دیر

پہرتا ہی میرے دل مین کوئی حرف مدعا
قاصد سے کہہ دو اور نہ جائے ذرا سی دیر

دیکہا تو فیصلہ تہا قیامت مین کچہہ نہ تہا
گذری تہی انکو آنکہہ دکہائے ذرا سی دیر

ہوتی ہین اتنی بات کی برسون شکایتین
کوئی اگر کسیکو ستائے ذرا سی دیر

مین کچہہ تو خواب مرگ سے ہوجاؤن آشنا
فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی دیر

مین دیکہلون اسے وہ نہ دیکہے مری طرف
باتون مین کوئی اسکو لگائے ذرا سی دیر

سب خاک ہی مین مجہکو ملانیکو آئے تہے
ٹہرے رہے نہ اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاتل بہی تیز دست ہی بسمل بہی جان بلب
خنجر نے کی ہی بیٹہے بٹہائے ذرا سی دیر

تمنے تمام عمر جلایا ہے داغ کو
کیا لطف ہو جو وہ بہی جلائے ذرا سی دیر

آئے ہین ترے کوچہ مین ہم گہر سے نکلکر
اب جائین کہان عرصۂ محشر سے نکلکر

سو گہر وہ پہرا کرتے ہین اس گہر سے نکلکر
کیا پاؤن نکالے دل مضطر سے نکلکر

مین داور محشر سے بہت داد طلب تہا
وہ ڈانٹ گئی مجہکو برابر سے نکلکر

دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو ستمگر
بسمل مین دم آئے ترے خنجر سے نکلکر

صد شکر کہ دنیا مین بہٹکتے نہ پہرے ہم
اللہ کے گہر پہنچے ترے گہر سے نکلکر

ارمان تو یہہ ہی نہ رہے تجہسے صفائی
اس دل مین چہپے پیچ مقدر سے نکلکر

سن لیتے ہین ستے مین جو آہٹ بہی کسیکی
اٹہتے ہی پلٹ جاتے ہین وہ گہر سے نکلکر

اٹکا ہی مرا دم تری تلوار مین قاتل
جانیکا نہین حلقۂ جوہر سے نکلکر

دنیا ہی مین ملتے ہین سلے دوزخ و جنت
انسان ذرا سیر کرے گہر سے نکلکر

گہبرائے ہوے طور ہین ہر نقش قدم کے
یہہ کون گیا صبح ترے گہر سے نکلکر

اللہ رے غیرت مری اللہ رے ہمت
آگے ہی بڑہا شوق مین نامہبر سے نکلکر

پہچان لیا سب نے یہہ آتے ہین وہین سے
ہم چہپ نہ سکے محفل دلبر سے نکلکر

جسطرح بہری شیشہ سے مے جام مین ساقی
یون اُترے مرے حلق مین ساغر سے نکلکر

مرنے کی بہی فرصت نہین اے گردش ایام
آسودہ ہین کیونکر ترے چکر سے نکلکر

اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پہ سایا
شاخین ہوئین سرسبز تنے تر سے نکلکر

ہے آتش حسن اُس بت کافر کی جہان سوز
یہہ آگ غضب پہیلی ہے پتہر سے نکلکر

ایکاش وہین ڈوب مرین شرم گنہ سے
جنت مین نہ ہم جائین گے کوثر سے نکلکر

محفل مین بٹہایا پہر اُنہین کہینچکے دامن
وہ چہپ کے چلے تہے مرے بستر سے نکلکر

اُس ترک نگہ کو نہین مژگان کا سہارا
لڑتے ہوئے دیکہا اُسے لشکر سے نکلکر

دلّی سے چلو **داغ** کرو سیر دکن کی
گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکلکر

کہتے ہین وہ یہہ وصف گل نوبہار پر
طرّہ ہے اپنی ایک جوانی ہزار پر

قاتل نے میرے اپنی براءت کیواسطے
لکہا گذشتہ سن مری لوح مزار پر

دل مرگیا ہے جب سے ہمارا یہہ حال ہے
طاری ہے جیسے سوگ کسی سوگوار پر

اسکو مٹائے دیتی ہی بیداد آپ کی — اب کیجیے کرم ستمِ روزگار پر

تڑپا مین تا بہ حشر اگر اُنکا بس چلے — لوٹے ہوئے ہین میرے دلِ بیقرار پر

پیغامبر رقیب سے یہہ خبر تہی — دنیا کے کام ہوتے ہین سب اعتبار پر

مٹتے ہین کچہہ کچہہ اُس بتِ کمسن کے رنگ ڈہنگ — آتا ہی پیار اس دلِ ناکردہ کار پر

حسرت ہی اسمین بند تمنا ہی اسمین بند — مُہرین لگی ہوئی ہین دلِ داغدار پر

ساقی کو صرفہ اور یہہ ہی میکشون کو پیاس — پڑتے ہین ہات جامِ مےِ خوشگوار پر

اُتنے سے دل مین ایک زمانہ کی خواہشین — بہولا ہوا ہون زندگیِ مستعار پر

بے ڈہب گہرا ہوا ہی پہنسا ہی بُری طرح — اللہ رحم کر دلِ ناکردہ کار پر

ہوتا ہی سب کا ایک اشارے مین فیصلہ — وہ چشمِ شوخ بند نہین ہی ہزار پر

تمکو تو آرزو کی خلش بہی نہین ہوئی — کیا جانو کیا گذرتی ہی اُمیدوار پر

وہ رفتہ رفتہ ہاتہہ کے چالاک ہو گئے — رکہہ رکہہ کے ہات میرے دلِ بیقرار پر

پیری مین دل ہی یادِ جوانی سے داغ داغ — آئی ہوئی ہی اپنی خزان بہی بہار پر

اُمید اُسکی ذات سے ای داغ چاہیے
سب منحصر ہی رحمتِ پروردگار پر

جانچ لو ہاتہہ مین پہلے دلِ شیدا لیکر — نہین پہرنیکا مری جان یہہ سودا لیکر

ناز ہوتا ہی اُنہین مال پرایا لیکر — دون کی لیتے ہین میرا دلِ شیدا لیکر

مجہہ گرانبارِ محبت کے نہ بیٹہین لاکہہ مزار — پہونچون جنت مین سہارے پہ سہارا لیکر

وقتِ اظہارِ محبت بہت اترا تی ہے
دل کے بوسے مری جانب سے تمنا لیکر

آگیا حضرتِ ناصح سے مرا ناک مین دم
روز آتے ہین نئی طرح کا جھگڑا لیکر

دل کا سودا جو کرے تم سے وہ سودائی ہے
دام دیتے ہی نہین مال پرایا لیکر

خاک کردے تپِ غم آگ لگا کر مجھکو
دوشِ نازک پہ چلے کیون وہ جنازا لیکر

جانکر نامۂ محبوب کیا استقبال
جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لیکر

رکھدیا ہاتھ مرے منہہ پہ بتِ کافر نے
صبح اُٹھنے نہ دیا نام خدا کا لیکر

تمسے کیا واسطہ کیون مہر و وفا کی ہو تلاش
دو گے کیا غیر کو یہہ حصہ ہمارا لیکر

سنکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہین
آئے ہین آپ محبت کا سندیسا لیکر

خنجرِ غمزہ و تیغِ نگہہ و تیرِ ادا
آئین گے قتل کا سامان وہ کیا کیا لیکر

کیا لگاتے ہین وہ اس چیز کی قیمت دیکھین
جائین ہم آج وہان دل کا نمونا لیکر

آنکھہ کا ہی یہہ اشارا کہ نچھوڑین دل کو
منہہ سے کہتے ہین کرے کوئی اسے کیا لیکر

دستِ مژگان نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے ہرگز
چشمِ بیمار ہی اُٹھتی ہے سہارا لیکر

زلف نے باندہ لین مشکین تو دلِ مجرم کی
یہہ بہی احسان ہی گر چھوڑ دے بدلا لیکر

گہر سے نکلو تو سہی آنکھہ سے دیکھو تو سہی
اقربا آئے ہین عاشق کا جنازا لیکر

مین وہ بیمار ہون جی جاؤن اگر یہہ سن لون
قتل کو آئے ہین تلوار مسیحا لیکر

ہو سیہ بختی مجھو بہی بڑھتی دولت
تو روانہ ہوا سے ای شبِ یلدا لیکر

ایسے لینے سے تو ہی جان کا دینا اچھا
کیا جئے گر جئے احسان کسیکا لیکر

دیکھتا ہے کبھی منہہ اور کبھی سوئے فلک
آئینہ ہاتھہ میں وہ آئینہ سیما لیکر

خط کے لیجانے سے ایمان نہیں جانیکا
کوئی جاتا ہی نہیں بندہ خدا کا لیکر

کیا تماشا ہے کہ جب غیر سے ہوتے ہیں خفا
گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا لیکر

مہربانی سے تری وصل میں یہہ ڈر کاہے
نہ نکل جاے مرے دل کو تمنا لیکر

گم ہوا ہے نہیں ملتا کہیں قاصد کا پتا
اڑ گیا خط کے عوض کیا پر عنقا لیکر

اپنی آنکھوں سے تو دیکھی نہیں دل کی چوری
کیوں گنہگار ہوں میں نام کسیکا لیکر

بشرط انصاف ہے یہہ **داغ** کا دعوی ہے بجا
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

یوں برس پڑتے ہیں کیا اپنے فداروں پر
رکھ لیا تو نے تو عشاق کی تلواروں پر

منحصر رہی رحمت کی گنہگاروں پر
مال کا مول ہے موقوف خریداروں پر

بعطر افشان تری زلفیں ہیں جو رخساروں پر
یہی روغن تو ٹپکتا ہے ان انگاروں پر

سینکتے آتش رخسار سے دل کی چوٹیں
عشق کی مار پڑی ہے ترے بیماروں پر

کوچہ یار سے برباد بھی ہو کر نہ گیا
خاک اڑ اڑ کے مری چمکی دیواروں پر

اشک خجلت کسی میکش کے جو دوزخ میں گریں
اوس پڑ جاے دہکتے ہوے انگاروں پر

لیکے بوسے کسی بیرحم نے ڈالے ہیں نشان
کالکیں چھوٹی ہیں اسواسطے رخساروں پر

محتسب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب
ارے کمبخت چھڑک دے اسے میخواروں پر

آگ تلووں سے لگی بزم عدو میں یارب
فرش گل پر ہیں مرے پاؤں کہ انگاروں پر

آگئی نغمۂ لیلیٰ کی صدا کانون مین
قیس کا ہات پڑا جیب کے جب تارون پر

کیون تڑپنے نہ دیا اسکو وہ یہہ کہتے ہین
خفگی مجھسے ہوا ہو مرے غمخوارون پر

کل تمہین داور محشر سے یہہ کہنا ہوگا
رحم کر رحم محبت کے گنہگارون پر

خوف رندان سے یہہ ہی بزم مین زہاد کا حال
جسکے سب ہات دہرے بیٹھے ہین دستارون پر

عاشق آئے ہین کہ دیوانون کا لشکر آیا
کیا چڑہائی ہی ترے کوچہ کی دیوارون پر

حشر کے روز بہی ایک ایک کی پہچان رہے
کچھ بنا دیجئے نشان اپنے طلبگارون پر

ایسی دیکھی نہ سنی عاشقی ومعشوقی
جان جاتی ہی اجل کی ترے بیمارون پر

داغ کا عشق بہی دنیا سے نرالا دیکھا
دل جب آتا ہی تو آتا ہی دل آزارون پر

مزے لوٹے ہین تھوڑے سے تھوڑا سا ہنس ہنس کر
ستم کیجے تو تھم تھم کر جفا کیجے تو رہ رہ کر

ملے تہے آج مدت مین بہت روئے لپٹ اٹھ اٹھ کے
وہ درد عشق سن سنکر ہم اپنا درد کہہ کہہ کر

ہوئی ہی شمع محفل تو شریک گریۂ عاشق
سمجہا ہی قلقل مینا کو یا تہا کس نے تو قہقہ کر

چھپایا زلف نے چہرہ تو شوخی نے کیا چاک
ہزارون بار نکلا وصال کی شب چاند گہہ گہہ کر

تڑپنے مین مزا آتا ہی اس کمبخت کے ہمکو
اگر دل پاس سے بیٹھا اٹھا اپنے تھم تھم کر

ٹھکانا کیا ہی جب جوش محبت جوش پر آئے
جناب خضر کی بہی ناؤ ڈوبے ہمین بہہ کر

یہہ جانا تہا نہ آئین گے تو کیون جانے دیا اونکو
یہی ای داغ پچتاوا مجھے آتا ہی رہ رہ کر

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

دل لگاتا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھکر
آشنا کو دیکھکر نا آشنا کو دیکھکر

کوچۂ دشمن سے یہہ آتی نہو یارب کہین
جی اُڑا جاتا ہی کچھہ باد صبا کو دیکھکر

مین نے پوچھا تھا ملوگے دنکو تم یا رات کو
مسکرائے اپنی وہ زلف دوتا کو دیکھکر

ہم انہین آنکھون سے دیکھینگے ترا حسن و جمال
گر یہی آنکھین رہین اپنی خدا کو دیکھکر

گر دلِ مشتاق کو روکا بھی تو بے اختیار
دوڑتے ہین ہاتھہ اُس بند قبا کو دیکھکر

اب تو دیکھا تمنے اپنے دادخواہون کا ہجوم
اب تو آنکھین کھل گئین روز جزا کو دیکھکر

بدگمان میری طرف سے ہین وہ مجھسے بھی سوا
راہ چلتے ہین تو میرے نقش پا کو دیکھکر

گردش گردون کا باعث اور کچھہ کھلتا نہین
بھاگتا پھرتا ہی یہہ تیری جفا کو دیکھکر

حضرتِ زاہد ہماری چھیڑ کی عادت نہین
گدگدی ہوتی ہی دلمین پارسا کو دیکھکر

کوچۂ جانان کے بدلے کوئے دشمن مین نجائے
خاک ہوتا ہی ہمین لیکن ہوا کو دیکھکر

ہم مٹے جسپر تری بیساختہ وہ بات تھی
تو بھی عاشق ہو ہی جاتا اُس ادا کو دیکھکر

غیر نے کی بیوفائی سب کی شامت آگئی
آگ ہو جاتے ہین وہ اہل وفا کو دیکھکر

زندگی سے تنگ تھا فرقت مین اللہ رے خوشی
جان مین جان آگئی پیک قضا کو دیکھکر

دل رُبا ہی شرم بھی شوخی بھی دل کس کسکو دون
اِس ادا کو دیکھکر یا اُس ادا کو دیکھکر

پیشتر اُنکو گمان تھا جب نہ دیکھی آرزو
پھر تو گھبرائے دل بے مدعا کو دیکھکر

خوب ہی تھا طور عشق مین آوارگی
پانون پھولے ہین ہمارے رہنما کو دیکھکر

مختصر یہہ ہی بلا اتنا میرے خط کا جواب
کاٹ ڈالا اُسنے حرف مدعا کو دیکھکر

اُسنے حیرت سے کہا دیکھی جو لیلی کی شبیہہ
قیس دیوانہ ہوا تہا اِس بلا کو دیکھکر

غیر نے مہندی لگائی اُسکے ہاتون مین جو داغ
خون آنکھو مین اُتر آیا حنا کو دیکھکر

یہانتک تو پہونچا گریبان سے بڑھکر
کہان جائیگا چاک داماں سے بڑھکر

خلش گر نہین کوئی مژگان سے بڑھکر
کھٹکتی ہی یہہ پہانس پیکان سے بڑھکر

نکلتا نہین پانون وحشت زدون کا
نہین کوئی زندان بیابان سے بڑھکر

عجب مرتبہ کافر عشق کا ہی
ملی دولت کفر ایمان سے بڑھکر

نہ پوچھو اُسے کون ہی کیا بتائین
مگر ایک دیکھا ہی شیطان سے بڑھکر

عجب بے خلش زندگی ہو رہی ہی
دیا یاس نے لطف ارمان سے بڑھکر

ہوا بہی اگر کچھہ تو دو چار پل ہو
قیامت کا دن روز ہجران سے بڑھکر

وہ کہتے ہین اپنے ہی تیر نظر کو
چلا ہی کہان میری مژگان سے بڑھکر

ابہی ای دل آشفتگی تیری کیا ہے
پریشان ہو زلف پریشان سے بڑھکر

نہ لے ڈینگ کی دل خدنگ نگہہ سے
نہین بولتے ایسے مہمان سے بڑھکر

کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم
وہ ہی سنگدل تیرے دربان سے بڑھکر

مری پیشوائی وہان کون کرتا
لیا موت نے کوئے جانان سے بڑھکر

اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ
یہہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑھکر

فرشتون کو نسبت نہین عشق مین کچھہ
نہ انسان سے گھٹکر نہ انسان سے بڑہکر
یہہ حورو نپہ مرتا ہے دیکھے بہالے
نہین کوئی عاشق مسلمان سے بڑہکر

دِیا مفت دِل **داغ** نے اُس پری کو
نہین کوئی نادان انسان سے بڑہکر

اپنی نظر مین ہیچ ہے سارے جہان کی سیر
دِل خوش نہو تو کیسا تماشا کہان کی سیر
اتبک تو دیکہتے رہے جوبن بہار کا
آیندہ ہم کرینگے تمہاری خزان کی سیر
باب قبول تک نہین پہونچی ہماری آہ
پہر پہر کے کر رہی ہے ابہی آسمان کی سیر
سیر خزان بہی دیدۂ عبرت نگر کرے
کیا کی جو کی بہار گل و گلستان کی سیر
دِل مین کبہی جگر مین کبہی ہے نگاہِ یار
دیکہے تو کوئی آنکہہ سے اِس میہمان کی سیر
دنیا کے دیکہنے کے لئے آنکہہ چاہیئے
جنت کی سیر سے ہے سوا اِس مکان کی سیر
پتّا کھڑک گیا تو وہ لپکا اُسی طرف
دیکہی تمام رات عجب پاسبان کی سیر
کچھہ جہومتے ہین نشّے مین کچھہ ہین گرے پڑے
کچھہ اور ہی ہے محفل پیر مغان کی سیر
کس سے جہاے آنکہہ خریدار کیا کرے
بازار حسن مین ہے نئی ہر دُکان کی سیر
ہم جانتے تہے یہہ کہ اُنہین خوف آئیگا
وہ دیکہتے ہین نالۂ آتش فشان کی سیر
کیون دیکہنے لگے مری چشم پر آب کو
دریا پہ آپ کیجیئے آب روان کی سیر
کیون آدمی کو عالم بالا کی ہو ہوس
بڑہکر نہین زمین سے کچھہ آسمان کی سیر

دِلّی مین پہول والون کی ہے ایک سیر **داغ**

بلدے مین ہمنے دیکھہ لی سارے جہان کی سیر

طعنہ زن کیونکر نہ ہو گلزار پر | چوٹ ہے اپنے دلِ افگار پر

جب وہ آئے شوخیِ گفتار پر | چل گئی چال اپنی ہی رفتار پر

صبح کو وہ جاگ کر پہر سو رہے | رہ گیا ہے آئینہ رخسار پر

اُٹھہ نہین سکتی حیا کے بوجھہ سے | رحم آتا ہے نگاہِ یار پر

کسکو تہا محشر مین خوفِ بازپرس | ہاتھہ دوڑا دامنِ دلدار پر

روکتا ہے جب ہمین دربانِ یار | شعر لکھہ آتے ہین ہم دیوار پر

ہجر مین ہر سانس ہے اک تیغِ تیز | زندگی تلوار کی ہے دھار پر

دوست لائے اُس گلی سے جب مجھے | جم گیا سایہ مرا دیوار پر

ضبط سے اشکون کے طاقت آگئی | پھر گیا پانی دلِ بیمار پر

زلف عارض پر نہ چھوڑو رات دن | جھائیان پڑ جائینگی رخسار پر

جیتے جی کا یہہ بہی اک آزار ہے | صبر کرنا وعدۂ دیدار پر

مہربانی اُس سے ہو سکتی نہین | مہر کردی کیا دلِ دلدار پر

چشمِ جانان سے الگ ہو اے حیا | یون جُھکے پڑتے نہین بیمار پر

دیکھہ پائے جنہین مضمونِ وصال | معترض ہین وہ اُنہین اشعار پر

داغ کا کیون غم کیا کہتے ہین وہ | خوب بگڑے سے میرے ماتم دار پر

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ردیف الزاء منقوطہ

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف رازِ خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ خرد ہوں ہوش ہے گم
دشمن ہیں پی آزار وہی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز

منہہ عیش و طرب نے پھیر لیا ذرات کے غم نے گھیر لیا
سب وہ رہوں میرے رنج دلی سلطان الہند غریب نواز

دل اور جگر غمخانۂ عشق آنکھیں ہیں مری پیمانۂ عشق
اے عاشق زار خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اس در کی ہے قسم
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری زباں کیا میرا بیاں میں ہیچمدان تم پر قربان
کہتے ہیں ملک بھی تم کو ہی سلطان الہند غریب نواز

یہ داغ کہاں تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آلِ نبی اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

چبھتا ہے مرے دل میں ترے ناز کا انداز
آزار کا آزار ہے انداز کا انداز

کیا جھوم کے مستانہ چلا جانبِ مقتل
دیکھو تو ذرا عاشق جانباز کا انداز

تم بات میں کر دو گے دلِ مردہ کو زندہ
ہونٹوں سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز

کیا جان کسی کی ہے نظر بھر کے جو دیکھے
انداز پھر اس دلبرِ طناز کا انداز

دروازے پر آہی گئے وہ میری صدا سے
ملتا تھا بہت غیر کی آواز کا انداز

نقشِ قدمِ یار بھی کرتا ہے مسخر
رفتار میں ہے چشم فسون ساز کا انداز

خط پھینک کے سہما ہوا آتا ہے کبوتر
اگلا سا نہین ہے پر پرواز کا انداز

دنیا مین کسے محرم اسرار بنائین
ہے ایک ہی غماز کا ہمراز کا انداز

تم بزم مین یون غیر کو سر پر نہ بٹھاو
محدود ہے ہر شخص کے اعزاز کا انداز

ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی اَیدل
دیکھہ اور نگاہ غلط انداز کا انداز

یون زیر زمین خاک مین اچھون کو ملانا
ٹھیرا فلک تفرقہ پرداز کا انداز

مین اس سے بھی خوش ہون کہ تری طرز جفا سے
ملتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز

اے داغ مقلد ہین اسی طرز کے ہم بھی
ہر شعر مین ہو بلبل شیراز کا انداز

ردیف سین مہملہ

عرض کرتے ہم جو ہوتے حضرت آدم کے پاس
آدمی وہ ہے کہ دنیا مین نہ پھٹکے غم کے پاس

چارۂ زخم محبت کیا کرون یہہ فکر ہے
رکھہ لیا تیزاب بھی جراح نے مرہم کے پاس

نقد دل رکھکر گرہ مین ہو گیا ہے مالدار
اس سے پہلے کیا دھرا تھا گیسوئے پُرخم کے پاس

کہتی ہے چشم سخن گو سحر پردازی کے ساتھ
کیون یہہ جادو تو نہین تھا عیسیٔ مریم کے پاس

جان مین جان آگئی ہے آج انکو دیکھکر
دوسرا اک اور بھی دم ہے ہمارے دم کے پاس

فقرہ بیٹھے کو میرے وہ آئے تو گھبرا جائین گے
چاہیئے بزم طرب بھی مجلس ماتم کے پاس

ہم ہین لہری بندے آئے پی پلا کر چلدیئے
جسکو لالچ ہو وہ ساقی جم کے بیٹھے خم کے پاس

جیسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر جواب
بدگمانی بیٹھنے دیتی نہین ہمدم کے پاس

تیرے بیمارونکا جو تہے آسمان پر ہے دماغ
کوئی لیجائے انہین عیسیٰ مریم کے پاس

ہاتہ آیا چور لیکر یہہ رستم چلتا ہوا
اُنکی انگلی مین ہے دزد حنا خاتم کے پاس

دیکہکر فیض کو گہٹتی ہے کیا طبع بخیل
موت تہی قارون کی ہوتا اگر حاتم کے پاس

ہات مین طاقت نہین کیا کیجیے اخفاے عشق
رہگیا آ آکے دامن دیدۂ پرنم کے پاس

کونسی خوبی ہے اُسمین پوچہتا ہی ہے کوئی
داغ جیسا دِل ہے تیرے پاس ہے عالم کے پاس

برسون کا ہون مین کسی نازک بدن کے پاس
کیا جی لگے نہال گل و یاسمن کے پاس

دِل ہے مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس
جتنا وطن سے دور ہون اتنا وطن کے پاس

کامل ہو عشق پاک تو پرویز سا رقیب
شیرین کو لائے شوق سے خود کوہکن کے پاس

وہ نازکی سے مجہپہ نہ افسوس کرسکے
انگشت حیف رہگئی اگر دہن کے پاس

ای بیکسی رہیگی نہ بے پردہ اپنی لاش
میت خود اُڑکے جائیگی گور و کفن کے پاس

نظرونسے اُسنے کام لیا صید گاہ مین
جب تیر ہوچکے بت ناوک فگن کے پاس

ویران پڑا ہے دِل جو کلیجا ہے داغدار
جنگل لگا ہوا ہے ہمارے چمن کے پاس

غربت سے ہم پہرین تو کہین پہر پلٹ نہ جائین
احباب کچہہ نشان بنادین وطن کے پاس

خسرو کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی
وہ مال کوہکن کا رہا کوہکن کے پاس

جتنا تہا شوق بوسے کا اُتنا ہی خوف تہا
جا جا کے رہگیا دہن اُسکے دہن کے پاس

ہوتی ہے اسکے مُنھہ کی ہی ہر بات دلشکن ۔ ناصح رہا ہے کیا بتِ پیمان شکن کے پاس
بچکر چلے وہ سایۂ دیوار سے بھی دُور ۔ آ نکلے گر کبھی مرے بیت الحزن کے پاس
ظالم کہان سے تیری طبیعت مین بل پڑا ۔ کیا یہہ نہین تہا زلف شکن در شکن کے پاس

ہے لاکھہ لاکھہ شکر کہ اے داغ آجکل
آرام سے گذرتی ہے شاہِ دکن دام اقبالہ کے پاس

آزمایا ہے مدام آپ کو بس بس اجی بس ۔ دونون ہاتھوں سے سلام آپکو بس بس اجی بس
آپ کی بندہ نوازی ہے جہا مین مشہور ۔ جانتا ہے یہہ غلام آپ کو بس بس اجی بس
مُنھہ نہ کہلوائیے میرا تو نہین رہنے دیجیے ۔ یاد بہی ہے وہ کلام آپ کو بس بس اجی بس
کوچۂ غیر ہی مین زورِ نزاکت بہی ہُوا ۔ وہین کرنا تہا قیام آپ کو بس بس اجی بس
کیا بُرے ڈھنگ ہین کوئی نہین اچہا کہتا ۔ غیر بہی رکہتے ہین نام آپکو بس بس اجی بس
ہمنے کل دیکھہ لیا دیکھہ لیا دیکھہ لیا ۔ کہین جاتے سرِ شام آپکو بس بس اجی بس
طالبِ وصل ہو کیون کوئی جو دشنام سنے ۔ کون بہیجے یہہ پیام آپکو بس بس اجی بس
حیلۂ مہر و وفا پر نہ تامل نہ درنگ ۔ اور وعدے مین کلام آپکو بس بس اجی بس
پیجیے خونِ جگر اپنا جنابِ زاہد ۔ بادہ و ساغر و جام آپکو بس بس اجی بس
کیجیے ہات لگا کر جو مرا کام تمام ۔ یہہ بہی آتا نہین کام آپکو بس بس اجی بس

یہہ تو کہیے کہ نشان اسکا مٹایا کسنے
یاد ہو داغ کا نام آپکو بس بس اجی بس

ردیف شین معجمہ

سر کو ہر تیرے سنگ در کی تلاش
پانون کو تیرے رہگذر کی تلاش

مجھکو ہر اپنے نامہ بر کی تلاش
نامہ بر کو ہر اُنکے گھر کی تلاش

نہ ملا ہمکو تو وہ ہرجائی
گئی بیکار عمر بھر کی تلاش

جوش کھاتا ہر سینہ مین کیا کیا
خون دل کو ہر چشم تر کی تلاش

طالب وصل مین وہ در پی قتل
ہر برابر ادھر اُدھر کی تلاش

نکلی پڑتی ہر کیون تری تلوار
اسکو رہتی ہر کسکے سر کی تلاش

چار سو پھرتی ہر جو اُسکی نگاہ
ہر کسی دل کی یا جگر کی تلاش

چاہتی ہر نزاکت اپنی نمود
ہر اُسے بھی تری کمر کی تلاش

میری ہمت کے پانون ٹوٹ گئی
اب کہان ہر وہ پیشتر کی تلاش

اہل دنیا کو ہوگی جنت مین
کبھی شب کی کبھی سحر کی تلاش

منزل عشق در کنار رہی
چاہیئے پہلے راہبر کی تلاش

یا خدا حشر مین مرا کیا کام
لائی ہر ایک فتنہ گر کی تلاش

یہہ خرابہ خراب کرتا ہر
نہ کرے کوئی سیم و زر کی تلاش

لکن حبابون مین اُسکو پایا ہر
کیون نہو واہ سے بشر کی تلاش

روز لکھتا ہون اک نیا نامہ
رہتی ہے نامہ بر کی تلاش

ڈھونڈ لیتی ہے لاکھ میں یکتا
کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش

میرے حال زبون سے گھبرا کر
چارہ گر کو ہے چارہ گر کی تلاش

حضرت داغ کا یہہ سن پیری
اور پھر شوخ سیمبر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

کوئی اُنسے کرے ہزار اخلاص
جانتے ہی نہیں وہ پیار اخلاص

ناگوار آپ کو ہے اُتنا ہی
جسقدر مجھکو خوشگوار اخلاص

کرتے ہیں وہ ہزار بار ستم
اور بھولے سے ایکبار اخلاص

وہ جھڑکتے ہیں بار بار ہمیں
ہم جتاتے ہیں بار بار اخلاص

چھوڑتی ہی نہیں کسی صورت
دل سے رکھتی ہے زلف یار اخلاص

تم وہی ہو جنہوں نے قتل کیا
نہ جتاؤ سر مزار اخلاص

گو زبان سے کریں وہ رنج اظہار
ہے نگاہوں سے آشکار اخلاص

اُنسے بیگانہ وار رہنا تھا
نہ ہوا ہمکو سازگار اخلاص

داغ ان دلبران پرفن سے
نہ کرے کوئی زینہار اخلاص

وصل چاہوں تو کہیں لیجئے دو اپنا اخلاص
یہہ مرے ساتھہ نکالا تم نے کہاں کا اخلاص

غیر سے ملتے ہو چھپ کر یہہ کہلا ہی ہمیں
واہ بس دیکھہ لیا ہمنے تمہارا اخلاص

اب کدورت ہوئی مشہور خدا کی قدرت
دہوم ہی جسکی وہ تہا میرا تمہارا اخلاص

جب کبھی دیکھتے ہین عاشق و معشوق میں ربط
جلکے وہ کہتے ہین کس کام کا ایسا اخلاص

اس لیئے سورۂ اخلاص نہین پڑھتے وہ
کہ نہو جاے کسی شخص سے اپنا اخلاص

تیسری بات کیا ہی جو وہ منظور کرین
نہ گوارا اُنہین رنجش نہ گوارا اخلاص

پیار اخلاص کی باتین ہوں یہ ہی اسکا
رنج سے رنج تو اخلاص سے ہوگا اخلاص

قصۂ لیلی و مجنون جو سنایا تو کہا
اگلے وقتون کا نہین سنتے پُرانا اخلاص

تم تو نادان ہو انکار کیئے جاتے ہو
وصل سے اور بہی بڑہ جائیگا دونا اخلاص

واجب القتل ہین اغیار اگر غور کرو
یہہ جتاتے ہین یونہین مفت کا جہوٹا اخلاص

غیر مُنہ آتے ہین مجہپر یہہ خبر بہی ہی اُنہین
نہ صری اُنکی کدورت نہ کسیکا اخلاص

اب رقیبون کی شکایت ہی ہمارے آگے
کہدیا تہا کہ بڑہاتے نہین اتنا اخلاص

کل سے آج آج سے کل ہوگی محبت بڑہکر
رفتہ رفتہ یونہین ہو جائیگا پورا اخلاص

مجہہ سے ملنا ہی اگر ملیئے خلوص دل سے
آپ ظاہر کا جتاتے ہین یہہ کیسا اخلاص

داغ سا مخلص خالص نہ ملیگا تمکو
اُسکا اخلاص ہی اس درجہ کا ایسا اخلاص

ردیف صاد معجمہ

بیداد و جور و لطف و ترحم سے کیا غرض
تمکو غرض نہین تو ہمین تمسے کیا غرض

کیون ہم شب فراق مین تارے گنا کرین
ہمکو شمار اختر و انجم سے کیا غرض

کوئی ہمسنا کرے تو بلا سے ہنسا کرے
کیون دل جلائین برق تبسم سے کیا غرض

لیتے ہین جان نثار کوئی منت مسیح
جو ہو شہید عشق اُسے قم سے کیا غرض

جو خاکسار عشق ہین ملتے ہین خاک مین
اہل زمین کو چرخ چہارم سے کیا غرض

دل طرز انجمن ہی سے بیزار ہو گیا
مطلب ہمین شراب سے کیا خم سے کیا غرض

کیون بزم عیش چھوڑکے بزم عزا مین آئین
اونکو ہمارے پہولون سے پہلم سے کیا غرض

روز ازل سے پاک ہین رندان بے ریا
اُنکو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض

شیدا ہیونکو عزت دنیا سے ننگ ہی
دیوانہ کو ملامت مردم سے کیا غرض

معشوق سے اُمید کرم **داغ** خیر ہی
اُس بندۂ خدا کو ترحم سے کیا غرض

ردیف طاء مہملہ

آج ٹہرسے مری تمہاری شرط
وصل کی شرط بہی ہی پیاری شرط

شرط بہی اور پہر تمہاری شرط
جیت لی تمنے مین نے ہاری شرط

بے ستون کاٹتا نہ کیون فرہاد
کہ محبت کی تہی یہہ بہاری شرط

اشک غماز ہو تو کیا کیجے
ہی محبت مین رازداری شرط

دلِ لگی کیا کرین وہ دل نہ رہا ‏— جس بنا پر ہوئی تھی ساری شرط

دل ربائون کو ہے جفا لازم ‏— دل فگارون کو ہے بیقراری شرط

کیون نہ دشمن کو دشمنی ہو فرض ‏— دوست کو جب ہو دوستداری شرط

اور سنیئے وہ مجھہ سے کہتے ہین ‏— حشر کے دن ہے جان نثاری شرط

ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت ‏— ہے تغافل مین ہوشیاری شرط

کام عشاق کا تمام کیا ‏— خوب پوری ہوئی تمہاری شرط

جوشِ رحمت کے واسطے زاہد ‏— ہے ذرا سی گناہگاری شرط

غیر لاکہون مین بے وفا نکلے ‏— آئیے آپکی ہماری شرط

بدگمانون سے عشق کا دعوے

واہ اے داغ خوب ہاری شرط

ردیف ظاے معجمہ

ہے یہان بھی اُس بتِ کافر کو نخوت الحفیظ ‏— الحفیظ اے داورِ روزِ قیامت الحفیظ

کسطرح سے ہو بسر یاربّ دیارِ عشق مین ‏— ہر بلا پر ہے بلا آفت پر آفت الحفیظ

تیری تمکین کم نہ تھی کچھہ مار رکھنے کے لئے ‏— اور پھر اُسپر یہہ شوخی یہہ شرارت الحفیظ

جسنے دیکھا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار ‏— تیرے بندہ پر الٰہی یہہ مصیبت الحفیظ

مین وہ عاصی ہون اگر بخشا گیا تو کیا عجب ‏— دیکھکر مجھکو پکارین اہل جنّت الحفیظ

جلگئے ہم جلگئے اے داغ فرقت الاماں
اُف رے اُف اے آتشِ سوزِ محبت الحفیظ

خاک میں گہر ملگیا دل ملگیا ہم مل گئے
اور تجھکو ہے وہی اب تک کدورت الحفیظ

آئینہ جب دیکھتا ہوں پہر میں کہتا ہوں میں
آدمی کی ایسی ہو جاتی ہے صورت الحفیظ

عاشقِ مظلوم کے لاشہ کو ہنسکر دیکھنا
تو ہے کتنا سنگدل اے بے مروت الحفیظ

آدمی کی تاب کیا جو دل سنبہالے ہوش میں
اس ادا سے جان ستان پر ایسی صورت الحفیظ

ایک بجلی تھی ادا اُس شعلہ رو کی دیکہیے
ہو گئی اتنے میں کیسی دل کی حالت الحفیظ

دے شفا تو داغ کو یارب بحقِ مصطفےٰ
الحذر یہہ درد و بیماری کی شدت الحفیظ

ردیف عین مہملہ

ہیں بہت سے عاشقِ دلگیر جمع
تیرے ترکش میں ہیں کتنے تیر جمع

اچہی صورت سے ہمیں بہی عشق ہے
کرتے ہیں تصویر پر تصویر جمع

کوچۂ قاتل میں آفت آ گئی
جب ہوئے دو چار بہی رہگیر جمع

یا لگا دو آگ یا لکہدو جواب
ہو گیا ہے دفترِ تحریر جمع

چوستے ہیں تیرے دیوانہ کے پاؤں
جسقدر ہیں حلقۂ زنجیر جمع

تہوڑی تہوڑی ہی ملے اُس در کی خاک
چٹکی چٹکی ہم کریں اکسیر جمع

پہر کرے چورنگ وہ قاتل مجہے
پہر ہوں سب اعضا تہِ شمشیر جمع

دیکھکر صورت مرے صیاد کی
ایکجا ہوتے نہین نخچیر جمع

بے مقدر خاک بھی بنتا نہین
گر ہون لاکھون نسخۂ اکسیر جمع

خونِ دل کا چشم تر ٹھیکا نہ لے
اس سے ہونے کی نہین توقیر جمع

تیری قسمت مین ستارے ہین کہان
کوڑیان کین تونے چرخ پیر جمع

بدلی زاہد نے نئی پوشاک روز
کسقدر ہین جامۂ تزویر جمع

تیری محفل کوئی جادو گھر ہوئی
ہین ہزارون صاحبِ تسخیر جمع

حلق پر میرے چھری پھرتی نہین
کیجیے خاطر دمِ تکبیر جمع

کیا خلش کرتی ہین دل مین حسرتین
ہوگئے گویا ہزارون تیر جمع

کس طرح یکجا ہون داغ اپنے عزیز
ہونے دیتی ہی نہین تقدیر جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھکر وہ عارضِ رنگین ہوا یون دل باغ باغ
جیسے ہین نظارۂ گل سے عنادل باغ باغ

بن گیا خونِ کفِ پا سے گلستان خارزار
مین چلا صحرا مین گویا چند منزل باغ باغ

صورتِ غنچہ کھلی جاتی ہین باچھین کسقدر
کیا خوشی ہی کسکو مارا کیون ہی قاتل باغ باغ

گلشنِ فردوس مین حورین نظر آتی ہین کیا
ہات تلوار کے کھاکر ہی جو بسمل باغ باغ

کیا کہون اے ہمنشین اس بزمِ رنگین کی بہار
زیبِ محفل تھا وہ گلرو اہلِ محفل باغ باغ

کونسے طائر کی ہے صیاد کو ایسی تلاش
ڈھونڈتا پھرتا ہے کیون گلچین کے شامل باغ باغ

جب کوئی طوفان وہ کشتی کنارے لگی
کسقدر دل مین ہو کسب اہل ساحل باغ باغ

دیکھکر آئینہ دونوں ہوگئے برہم یہہ کیا
تم ادھر خوش ہو ادھر مد مقابل باغ باغ

پھر نہ پائیگی قیامت تک یہہ اپنا آشیان
عندلیب اسطرح کیون ہوتی ہے غافل باغ باغ

جو ہمارے حق مین کانٹے بوئین صد افسوس ہے
تم پھرو گلگشت کرتے انکے شامل باغ باغ

اسکی خوشبو جب کسی گل مین نہ پائی آپ نے
پھر جناب داغ کیا پھرنے چلے صل باغ باغ

ردیف الفاء

کافر وہ زلف پرشکن ایک اسطرف ایک اسطرف
پھر اسپہ چشم سحر فن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہنگام رحلت دیکھیے دل کسطرف اپنا جھکے
بیٹھے ہین شیخ و برہمن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہین آسمان حسن کے روشن ستارے مہ جبین
بازو پہ تیرے نورتن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل کی جگر کی جاگیا افسردگی پژمردگی
زخم کہن داغ کہن ایک اسطرف ایک اسطرف

زلفونکی یہہ سرگوشیان دل پر بلا مین آئینگی
غماز ہے گرم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف

غیرونکا مجمع اور تم پریونکا جمگھٹ اور ہم
پہلو بہ پہلو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل ایک تنہا بیچ مین آنکھین تری سفاک دو
شمشیرزن ناوک فگن ایک اسطرف ایک اسطرف

مین آگیا ہون وصل مین راحت ہو ہر پہلو مجھے
تکیے ہون زیر کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

تو اور رقیب بیٹھے ہیں لیلی و شیرین بزم مین
مین اور قیس کوہکن ایک اسطرف ایک اسطرف

بازو تو چھٹتے ہی نہین صحرا کو کیونکر جاؤن مین
لپٹے ہین دو اہل وطن ایک اسطرف ایک اسطرف

دونون فرشتے دوش پر کیا لکھ سکین حالت مری
آلودہ رنج و محن ایک اس طرف ایک اسطرف

رخسار تیرے سیگون پر اسپہ گلگونے کا رنگ
پھولا ہے کیا رنگین چمن ایک اسطرف ایک اسطرف

اترا رہا ہے داغ کیا ہنگام گلگشتِ چمن
رنگین قبا گل پیرہن ایک اسطرف ایک اسطرف

وہ کہتے ہین دل کی کہان صاف صاف
نہ ظاہر ہے انکا بیان صاف صاف

کدورت کا باعث تو کوئی کہلے
بیان کیجیے مہربان صاف صاف

مرے رازِ دل کی ہے انکو تلاش
کہین کہہ نہ دے رازدان صاف صاف

رہے زیر عارض کہان شب کو تل
نظر آتے ہین سب نشان صاف صاف

رہے ابر چھائے پہ حشر تک
دکھائی نہ دے آسمان صاف صاف

کوئی پارسا جب الجھتا ہے کچھ
سناتا ہے پیرِ مغان صاف صاف

دکھاتے ہین آئینہ خورشید کو
ترے گال اے دلستان صاف صاف

محبت کے قصے مین الجھے ہوے
سنو مجھ سے تم داستان صاف صاف

پسند آئے جسکو بھی اشعارِ داغ
زبان پاک و شستہ بیان صاف صاف

ردیفِ قاف

ہے جمالِ یار سے تنویرِ عشق
حسن نے چمکائی ہے تقدیرِ عشق

کھینچ لائے عرش تک تسخیرِ عشق
آپ نے دیکھی نہین تاثیرِ عشق

جس کے دِل پر کارگر ہے تیرِ عشق
حشر تک تڑپے گا وہ نخچیرِ عشق

تیرے عاشق کا سراپا دیکھکر
کہچ گئی ہے سامنے تصویرِ عشق

دِل ضعیفون کا جوان کیونکر نہو
کرتی ہے کایا پلٹ اکسیرِ عشق

عاشقون کی کیا خطا انصاف کر
دے سزا اُسکو یہہ ہے تقصیرِ عشق

عقل دیوانی ہے جو ہو سامنے
چوکتا ہے کب نشانہ تیرِ عشق

جہوٹے دعوے اُنکے پہر اُسپر دلیل
رات بہر کیا کیا رہی تقریرِ عشق

مین نے دیکھی تہی قیامت خواب مین
دی مجھے اِک شخص نے تعبیرِ عشق

وادیِ روزِ قیامت دیکھہ لے
اِس کلیجے پر لگا ہے تیرِ عشق

مار ہی ڈالا یہہ جب بجلی گری
چلتی ہے رُک رُک کے کب شمشیرِ عشق

انتہاے عاشقی مین ہے یہہ شوق
ہم ابہی ہون اور دامنگیرِ عشق

دِل مچلکر آپ رہتا ہے اسیر
ایسی کچھہ بہاری نہین زنجیرِ عشق

زخم جب بہرتا نظر آتا ہے کچھہ
دِل مین رکھہ لیتے ہین ہم شمشیرِ عشق

یہہ بلا آئی ہوئی ٹلتی نہین
داغ کیا ہو چارۂ و تدبیرِ عشق

مٹ گئے افسوس سارے ذوقِ شوق
ہاے وہ ہم وہ ہمارے ذوق شوق

عشق آخر کو مسلط ہو گیا
دل ہمارا نہ ہارے ذوق شوق

دل لگی ہو یا ہنسی یا چھیڑ چھاڑ
ہوتے ہین پیارے وُنکے پیارے ذوق شوق

آس ٹوٹی دل ہمارا مر گیا
اپنے اپنے گہر سدہارے ذوق شوق

ابتدائے سن مین ہے مشق جفا
رنگ لائین گے تمہارے ذوق شوق

ہر گلی کوچے مین اب ہے تاک جہانک
پہرتے ہین اُنکو اُبہارے ذوق شوق

عاشقون کا دل سلامت چاہیئے
کب ہوے اِس سے کنارے ذوق شوق

حسن پر قربان مشتاقون کے دل
اِسکے صدقے مین اُتارے ذوق شوق

داغ صاحب بہی ہوے عاشق مزاج
ہوگیا اُنکو بہی بارے ذوق شوق

ردیفِ کاف

نہ آئی بات جو دل سے زبان تک
وہ پہنچی بدگمان تک بے ازوان تک

یہہ سب جہگڑے ہین جان ناتوان تک
رہیگا دم کہانتک غم کہان تک

تغافل مرنیوالون سے کہانتک
ہمین جینا پڑا ہے امتحان تک

چلے آئے وہ جہونکے مین ہوا کے
نزاکت اُنکو لے آئی یہان تک

زبان سے تہا نہ ممکن شکوۂ جور
اشارونسے کہا آخر کہان تک

دل اُسکی بزم سے کسطرح اُکہڑے
ٹہر جائے جہان عمر روان تک

ہمین بادِ خزان سے بھی ہے اک فیض
کہ تنکے اُڑکے آئے آشیان تک

کنارہ کر گیا دامن بھی تیرا
نہ آیا میری چشم خونفشان تک

زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہین ہم
کہا بیا تو آگئے اِس آستان تک

دم رخصت ہوا اندیشۂ غیر
گئے ہمراہ ہم اُنکے مکان تک

کہون کیا طالع واژون کی تاثیر
گرا ہون مین پہونچکر آسمان تک

مزے کی ہے ہماری بھی کہانی
کوئی پہونچا دے اُنکے قصہ خوان تک

ترے تیر نگہ سے کوئی بچکر
امان پاتا نہین دار الامان تک

رہے کیا مصطفےٰ آباد مین **داغ**
وہ سارے لطف تھے خلد آشیان تک

رہا جذب دل کا اثر دیر تک
ملائے رہے وہ نظر دیر تک

مزہ دے گیا ہو نہ پیغام شوق
کہ سنتا رہا نامہ بر دیر تک

وہی وقت پیری بھی ہے داغِ عشق
جلا یہہ چراغ سحر دیر تک

ذرا سا جو اُلجھا یہہ تارِ نگاہ
دباتے رہے وہ کمر دیر تک

یہان دمبدم سو پیامِ وصال
سکوت اُنکو ہر بات پر دیر تک

بڑی دیر مین سوچکر لب کھلے
رہے گی دعا بے اثر دیر تک

کچھ ایسی رہی میری تغیرِ حال
وہ سوچا کئے دیکھکر دیر تک

غشی کا بھی احسان مجھپر ہوا
وہ زانو رہا زیر سر دیر تک

کہین رات کو وہ ہوئے بے حجاب
اڑا آج نور قمر دیر تک

ادہر دیکہنا نامہ بر غور سے
وہ محفل مین دیکہین جدہر دیر تک

حیا سے جہکی تہین کب آنکہین تری
لڑی ہے کسی سے نظر دیر تک

وہ سمجھے نہ سمجھے مرا مدعا
ہلی انکی گردن مگر دیر تک

نفس کی عجب سیر ہے ہمنفس
کرے یون مسافر سفر دیر تک

ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے
کسی نے ملی چشم تر دیر تک

وہ رخصت طلب اور مین جان بلب
رہا حشر وقت سحر دیر تک

خبر سنکے خوش خوش وہ آتے تو ہین
نہ نکلی مری جان اگر دیر تک

ترے وعدے سے زندگی بڑہگئی
جیے ہم اس امید پر دیر تک

محبت مین تکرار کا ہے مزا
گلے ہون جو باہمد گر دیر تک

نئی چاہ چہپتی ہے اے داغ کب
اڑے گی ابہی یہہ خبر دیر تک

ردیف لام

بیقراری ہوئی آخر سبب چارۂ دل
بنگیا ہول دل انجام کو گہوارۂ دل

تیر کے بدلے لگادے کوئی برچھی ظالم
روزن سینہ سے کرنا ہو جو نظارۂ دل

دفتر شوق سے بہاری نہین یہہ اے قاصد
ساتہہ مکتوب کے تو باندہ لے پشتارۂ دل

یہی اچھا ہے کہ آنکھین ہین تمہاری بیمار
یہی بیمار تو کرتی ہین مرا چارۂ دل

خون مژگان سے نکلتا ہے ہزاری کی طرح
چھوٹتا ہے جو مرے سینے مین فوارۂ دل

جنکی تقدیر مین گردش ہے نہین انکو قرار
قطب تارا نہوا کوکب سیارۂ دل

پڑتی ہے ضرب محبت تو نکلتی ہے فغان
شور محشر سے ہم آہنگ ہے نقارۂ دل

یہہ زمانے کی خبر ٹھیک ہمین دیتا ہے
طاق ہے اور یہی ہر کام مین ہرکارۂ دل

دل بیتاب کی تصویر اُنہین کیا بہیجون
کہ مصور سے اُترتا نہین انگارۂ دل

کوئی جانے کہ خریدار نہین چاہ نہین
چلتے پھرتے ہی وہ کرلیتے ہین نظارۂ دل

لعل و یاقوت کی اے داغ جو ہے فرمایش
بہیجدو اُنکے لئے لخت جگر پارۂ دل

وصل کی ٹھیری جو آیا ہے ہمین آج سے کل
وہ بہی نزدیک ہے کچھہ دور نہین آج سے کل

ایکدن اور بہی مہمان کی خاطر کرلون
کاش رخصت ہو مری جان حزین آج سے کل

کیجئے وعدہ خلافی بہی تو اس پہلو سے
کہ ہوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل

ہمکو ایک ایک گذرتی ہے قیامت کی گھڑی
اُنکے نزدیک تو کچھہ بات نہین آج سے کل

دمبدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا
ہمین کہتے ہین کہ اچھے تھے ہمین آج سے کل

خودنمائی کے لئے وعدۂ فردا کیسا
کیا بدلجائیگا وہ پردہ نشین آج سے کل

آج جاؤگے یہان سے تو اُٹھاؤگے قلق
آجکا دن ہے برا جاؤ کہین آج سے کل

ناتوان آہ کو دے کون سہارا یارب
چل کے پہنچے گی یہہ تا عرش برین آج سے کل

صبر کر اے دلِ مضطر وہ نہیں ملنے کے
کل سے آج انکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل

آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہ جانا ہمنے
تیری بگڑی دلِ اندوہ گزیں آج سے کل

زندگی بھر تو قیامت کی اُٹھائی تکلیف
بارے آئی ہے مجھے زیرِ زمیں آج سے کل

خوبرویوں کو نہیں کچھ غمِ فردا اے **داغ**
ہونگے مغرور زیادہ یہ حسین آج سے کل

مزہ دیکھا ہے شباب اوّل اوّل
ملے خوبرو انتخاب اوّل اوّل

وہ کب لطف کرتے ہیں بے آزمائے
کرم آخر آخر عتاب اول اول

خدا شرم رکھے تری انتہا تک
کہ ڈالی ہے مُنھ پر نقاب اول اول

اُنہیں سے پھر آخر کو کھل کھیلتے ہیں
وہ کرتے ہیں جن سے حجاب اول اول

الٰہی رہے بانکپن اُنکا قائم
سنبھالی ہے تیغِ خوش آب اول اول

خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے
بھگت پائیں روزِ حساب اول اول

نبا ہے چلو فتنۂ حشر کو بھی
ہوا ہے ابھی ہم رکاب اول اول

قطعہ

وہ پیغامبر کی مدارات پیہم
وہ رسمِ سوال و جواب اول اول

وہ جلسے وہ احباب رندانہ مشرب
وہ معشوق و شربِ شراب اول اول

وہ سیرِ چمن وہ تماشائے دریا
وہ لطفِ شبِ ماہتاب اول اول

وہ گلیوں میں اُنکو چھپ چھپ کے جانا
وہ یاروں سے کچھ کچھ حجاب اول اول

وہ ہر بات کا شوق بے سوچے سمجھے
وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول

وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے
وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول

جوانی کی لہروں میں کیا کیا رہے ہم
خراباتیوں میں خراب اول اول

کوئی دن رہے پارسا ہم بھی زاہد
بہت ہم نے لوٹے ثواب اول اول

رہا درس و تدریس کا شوق ہمکو
نظر سے نہ سرکی کتاب اول اول

کبھی ہم سے ہوتا نہ تھا ترک اولی
رہے ہم مشیخت مآب اول اول

بنے رستم و سام و گیو و نریمان
رہے رشک افراسیاب اول اول

رہے زیر ران اسپ چالاک اکثر
سواروں میں تھے لاجواب اول اول

پھکیتی بکیتی کی تھی مشق کیا کیا
ہر اک فن سے تھے کامیاب اول اول

ہوئی داغ اب انکی تعبیر الٹی
نظر آئے جو ہمکو خواب اول اول

غزل

رہتا ہے روز اسکی ملاقات کا خیال
ہوجائے خواب کاش یہ ہذرات کا خیال

بیٹھے ہیں خانقاہ میں جب دو گھڑی بھی ہم
آہی گیا ہے پیر خرابات کا خیال

کیونکر نہ یاد آئے شب ہجر روز حشر
اس دن ضرور چاہئے اس رات کا خیال

کھٹکا نہ ہو تو عیش سے گزرے کوئی گھڑی
رہتا ہے بزم یار میں ہر بات کا خیال

ماہ صیام بھی اسی موسم میں آگیا
رندوں کو اس سے بڑھکے ہے برسات کا خیال

رنجش بہی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے
کرتا ہون اُنکے لطف و عنایات کا خیال

ایدل عدو کی بزم مین کیون لیگیا مجھے
کمبخت آگیا نہ مدارات کا خیال

باتین سنو تو حضرت صوفی سے عشق کی
جاتا ہی دور قبلۂ حاجات کا خیال

اے داغ جو کہا ہی اُسے کر دکہائینگے
انسان کیا وہ جسکو نہو بات کا خیال

ردیف میم

دیا رقیبون کو تمنے پیام نام بنام
مری طرف سے بہی پہنچے سلام نام بنام

مری شکایت تحریر درجہ رشک ہوئی
کہ اب وہ لکھتے ہین دفتر مدام نام بنام

سلیقہ دیکہیے اُسوقت دوست دشمن کا
سپرد ہو جو کوئی انتظام نام بنام

اگر تڑپتی ہی بجلی تو ابر روتا ہے
ملا ہی ایک کو ہر ایک کام نام بنام

یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہی
کہ رقعے بٹنے کا ہی اہتمام نام بنام

ستم رسیدہ ہمین لکھے گئے ہین روز ازل
تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام

تمہاری چال کو طاؤس و کبک کیا پہنچین
جدا جدا ہی ادائے خرام نام بنام

بچاے جان خدا اہل مہر و الفت کی
وہ کوستے ہین اُنہین صبح و شام نام بنام

خدا کرے مرے آگے نہ آئے نام رقیب
پکارے جائینگے روز قیام نام بنام

کیا ہی اپکو جس جس نے بے وفا مشہور
جو حکم ہو تو بتا دے غلام نام بنام

گئے ہین داغ وہان چھپکے دیکھیے کیا ہو
گنے گئے ہین جہان خاص و عام نام بنام

رشک سے غیرون کے جی کھوتے ہین ہم
کیا بُرون کی جان کو روتے ہین ہم

گریہ کچھہ بیجا دم بسمل نہین
خنجرِ سفّاک کو دُہوتے ہین ہم

بیخودانہ اپنی ہشیاری رہی
جاگتے ہین کچھہ تو کچھہ سوتے ہین ہم

حاصلِ اعمال ہین خلد و سقر
وہ ہی پہل پاتے ہین جو بوتے ہین ہم

ہات مُنہہ اُنکا دُہلایا غیر نے
ہات اپنی جان سے دہوتے ہین ہم

اپنے گھر رہنے دے کیونکر حور وش
حضرتِ آدم ہی کے پوتے ہین ہم

جان لی اپنا ہی کام اُس کوہکن
عشق مین پتہر نہین ڈہوتے ہین ہم

دیکھے لینگے فتنۂ محشر کو بھی
اب تو چادر تانکر سوتے ہین ہم

داغ ہر کسکو میسر دردِ عشق
رنج ہوتا ہے تو خوش ہوتے ہین ہم

ابھی ہماری محبت کسیکو کیا معلوم
کسی کے دل کی حقیقت کسیکو کیا معلوم

یقین تو یہہ ہے وہ خط کا جواب لکھین گے
مگر نوشتۂ قسمت کسیکو کیا معلوم

بظاہر اُنکو حیادار لوگ سمجھے ہین
حیا مین ہے جو شرارت کسیکو کیا معلوم

قدم قدم پہ تمہارے ہمارے دل کی طرح
بسی ہوئی ہے قیامت کسیکو کیا معلوم

یہہ رنج و عیش ہوئے ہجر و وصل مین ہمکو
کہان ہے دوزخ و جنت کسیکو کیا معلوم

جو سخت بات سنے دل تو ٹوٹ جاتا ہی — اِس آئینہ کی نزاکت کسیکو کیا معلوم
کیا کرین وہ سنانے کو پیار کی باتین — اُنہین ہی مجھہ سے عداوت کسیکو کیا معلوم
خدا کرے نہ پہنسے دامِ عشق مین کوئی — اُٹھائی ہی جو مصیبت کسیکو کیا معلوم
ابہی تو فتنے ہی برپا کئے ہین عالم مین — اُٹھائین گے وہ قیامت کسیکو کیا معلوم

جناب داغ کے مشرب کو ہمسے تو پوچھو
چھُپے ہوئے ہین یہہ حضرت کسیکو کیا معلوم

ردیفِ نون

آپ جنکو ہدفِ تیر نظر کرتے ہین — رات دن ہائے جگر ہائے جگر کرتے ہین
اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہین — گُدگُدی دل مین حسینون کے مگر کرتے ہین
غیر کے سامنے یون ہوتے ہین شکوے مجھسے — دیکھتے ہین وہ اُدہر بات اِدہر کرتے ہین
دیکھکر دور سے دربان نے مجھے للکارا — نہ کہا یہہ کہ ٹھہر جاؤ خبر کرتے ہین
تھک گئی نامۂ اعمال کو لکھتے لکھتے — کیا فرشتون کا بُرا حال بشر کرتے ہین
ابہی غیرون سے اشارون مین ہوئی ہین باتین — دیکھتے دیکھتے آپ آنکھون مین گھر کرتے ہین
در و دیوار سے بہی شک مجھے آتا ہی — غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہین
اُنسے پوچھے جو کوئی خاک مین ملتے ہین کہان — وہ اشارا طرفِ راہ گذر کرتے ہین
ایک تو نشۂ مے اُسپہ نشیلی آنکھین — ہوش اُڑتے ہین جدہر کو وہ نظر کرتے ہین

عشق مین صبر وتحمل ہی کیا کرتے ہم
یہہ بہی کمبخت کسی وقت ضرر کرتے ہین

غیر کے قتل پہ باندہین یہہ بہانہ ہے فقط
کہینچ کر اور بہی پتلی وہ کمر کرتے ہین

حضرت داغ کو دلّی کی ہوا خوب لگی
رات دن عیش ہی جلسون مین بسر کرتے ہین

عذر آنے مین بہی ہے اور بُلاتے بہی نہین
باعث ترک ملاقات بتاتے بہی نہین

منتظر ہین دم رخصت کہ یہہ مر جاے تو جائین
پہر یہہ احسان کہ ہم چہوڑکے جاتے بہی نہین

سر اٹہاؤ تو سہی آنکہہ ملاؤ تو سہی
نشۂ مے بہی نہین نیند کے ماتے بہی نہین

کیا کہا پہر تو کہو ہم نہین سنتے تیری
نہین سنتے تو ہم ایسونکو سناتے بہی نہین

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹہے ہین
صاف چہپتے بہی نہین سامنے آتے بہی نہین

مجہسے لاغر تری آنکہون مین کہٹکتے تو رہے
تجہسے نازک مری نظرون مین سماتے بہی نہین

دیکہتے ہی مجہے محفل مین یہہ ارشاد ہوا
کون بیٹہا ہے اُسے لوگ اٹہاتے بہی نہین

ہو چکا قطع تعلق تو جفائین کیون ہون
جنکو مطلب نہین رہتا وہ ستاتے بہی نہین

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیون جیتے ہو
جان پیاری بہی نہین جان سے جاتے بہی نہین

چوٹ کہانا دل حزین نہ کہین
درد رہیگا کہین نہ کہین

کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین
جی بہل جائیگا کہین نہ کہین

ہے کدورت بہری ہوئی ہمین
آسمان پر بہی ہو زمین نہ کہین

حال پہلو بچا کے لکھا ہے
تاڑ جائے وہ نکتہ چین نہ کہین

یہہ تو کہیئے کہ رات کی باتین
آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

جنکو حورین بیان کرتے ہین
خلد مین ہون یہی حسین نہ کہین

مجھکو گریان اُٹھا نہ محفل سے
بیٹھ جائے ابھی زمین نہ کہین

کیون کہین تجھسے آرزوئین ہم
فائدہ کیا کہین کہین نہ کہین

لا اُسے جذب شوق تھم تھم کر
گر پڑے شوخ نازنین نہ کہین

نہ کرو امتحان مہر و وفا
آئے اس جھوٹ پر یقین نہ کہین

موت اُسی آستان پہ آجاے
صرف سجدہ ہو پھر جبین نہ کہین

آپ کی گفتگو کا کیا کہنا
چار باتین بہی دلنشین نہ کہین

غیر دیتا ہی کیون مجھے ساغر
سانپ ہو زیر آستین نہ کہین

ہجر مین ہی خیال اسکا بہی
کسمسا جاے ہمنشین نہ کہین

قتل جسکا تمہین ہی مدنظر
وہ گنہگار ہون ہمین نہ کہین

وہ رکاوٹ اسے بہی سمجھین گے
دم رکے وقت واپسین نہ کہین

دم بخشش بہی یون ترے منہہ سے
نکلے بیساختہ نہین نہ کہین

رشک یہہ بہی ہی ہیر پھیر سے
غیر کہہ بیٹھین آفرین نہ کہین

تیرے عاشق ہین کافر و دیندار
ایک ہو جاے کفر و دین نہ کہین

اب گھرے اب پھنسے کہین نہ کہین

ای فلک موردِ عتاب ہون مین
وصل سے خاک کامیاب ہون مین

تم مین یہہ وصف ہی کہ ہو بیداغ
مجھہ مین یہہ عیب بے حجاب ہون مین

دیکے خط کون انتظار کرے
اپنے قاصد کے ہمرکاب ہون مین

جب ملا رہنما تو یہہ جانا
رہبرِ راہِ ناصواب ہون مین

کیون کسی زلف کی بلا مین پھنسون
کیون گرفتارِ پیچ وتاب ہون مین

کیون کسی چشمِ مست کو دیکھون
مفت آلودہ شراب ہون مین

داغ کیا خوفِ صرصرِ عصیان
خاکِ پائے ابو ترابؓ ہون مین

تمنے چاہا جو نہین اسکا گنہگار تو ہون
مگر اتنا بہی سمجھہ لو کہ وفادار تو ہون

عمر بہر آپ نے مجھکو کبہی اچھا نہ کہا
خیر اچھا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہون

یا خدا پرسشِ اعمال کا دیتا ہون جواب
بات کا ہوش کسے ہے ابہی ہشیار تو ہون

مے و معشوق سے انکار نہین ای زاہد
عاشقِ زار تو ہون رندِ قدح خوار تو ہون

گو مرے پاس نہین غیر متاعِ کاسد
مین تماشائی انداز خریدار تو ہون

ابہی کیا جانے کوئی مجھکو تمہارا شیدا
کوئی دن اور بہی رسوا سرِ بازار تو ہون

گو مری وضع نہین یہ کہ ملون غیر سے مین
تابعِ حکم جفاکار وستمگار تو ہون

کیا گذر جائے تجھے رات یونہین بے کہٹکے
بزم مین گل نسہی مین نسہی خار تو ہون

تاب نظارۂ انوار تجلی نہ سہی | میری ہمت ہے کہ مین طالب دیدار تو ہون

داغ مرنے نہین دیتا مجھے رشک اعدا
ورنہ مرجاؤن ابھی جان سے بیزار تو ہون

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہین
جنسے کچھہ ہو نہین سکتا وہ دعا کرتے ہین

خوف محشر سے وہ کب ترک جفا کرتے ہین
بہت اس طرح کے ہنگامے ہوا کرتے ہین

خوب خوشباش گدا اہل صفا کرتے ہین
نہ خفا ہوتے ہین ایسے نہ خفا کرتے ہین

ایک انداز سخن طرز شکایت ٹھہری
ہم جدا کرتے ہین شکوے وہ جدا کرتے ہین

پوچھتا ہے جو مزاج اپنا کوئی فرقت مین
منھہ سے اتنا ہی نکلتا ہے دعا کرتے ہین

کچھہ تعلق تو رہے شکوہ بیجا ہی سہی
نہ کیا تمنے گلا اسکا گلا کرتے ہین

یا الٰہی مرے دربان سے وہ پوچھے اگر
کون ہے کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہین

ہات سے قتل نہ وہ پاؤن سے پامال کرین
گھر ہی مین بیٹھے ہوئے حکم کیا کرتے ہین

ہم حسینون کی جو تعریف کرین کیا ضد ہے
وہ طرفداری ارباب وفا کرتے ہین

پرسش روز محشر سے ڈرین کیون عاشق
یہہ خطاوار تو بندے کی خطا کرتے ہین

تمکو بیمار محبت سے بھی عار آتی ہے
ہم تو اچھون کے لئے روز دعا کرتے ہین

اپنے کوچے مین نہ کیجے مری مٹی برباد
آپ ہی خاک اڑا لیتے ہین یہہ کیا کرتے ہین

دست مژگان کا اشارہ ہے کہ رسوا کیجے
انہین ہاتون سے وہ انگشت نما کرتے ہین

اب یہی ضد ہے کہ ہم قتل کرین گے تمکو
وہ تو ہر بات مین اپنا ہی کہا کرتے ہین

انکو پروا نہیں کیوں دل کے خریدار نہیں
مفت کے قصّے ہی وہ مول لیا کرتے ہیں

آپ کے عشق میں جو مجھکو نہ کرنا تہا کیا
دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں

صبر کرنے کا ہمارے بہی یہی ہے انداز
آپ جسطرح سے پیمان وفا کرتے ہیں

سچ کہا تذکرۂ غیر سے کیا حاصل ہے
اِک تماشے کے لیئے چہیڑ دیا کرتے ہیں

جان بلب جان سے مجھکو یہہ پیام آیا ہے
لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہیں

داغ کا رشک سنا غیر سے اُسنے تو کہا
اُنکی تقدیر مین جلنا ہے جلا کرتے ہین

ہم دل کی بات داورِ محشر سے کیا کہین
یہہ راز کہہ کے اُس بت کافر سے کیا کہین

آشوبِ حشر اُس بُتِ خود سر سے کیا کہین
محشر کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہین

گو اپنی ضد کے ایک ہو تم مان جاؤ گے
یہہ مانتا نہین دل مضطر سے کیا کہین

بنتی نہین ہے بات مصیبت کہے بغیر
کہتے ہین پہر کہ داورِ محشر سے کیا کہین

ہے میکدہ مین قلقل مینا کی یہہ صدا
ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہین

سمجھے ہو تم کہ غیر کے شکوے ہین ایکدو
یہہ داستان کم نہین دفتر سے کیا کہین

دلبر اشارہ فہم ہے دشمن لگا ہے باز
ہم چُپکے چُپکے بہی دل مضطر سے کیا کہین

لب تک اُمنڈ اُمنڈ کے تو آتی ہین حسرتین
چلتی نہین زبان ترے ڈر سے کیا کہین

تم اور کان رکہہ کے سنو بات غیر کی
مجبور ہو گئے ہین مقدر سے کیا کہین

دل کا فسانہ کس سے کہین اے شبِ فراق
دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہین

کوئی کرے سوال تو کچھہ دیجئے جواب
بت بنگئے جب آپ تو پتھر سے کیا کہیں

سنتا ہے وقتِ ذبح یہہ کب اپنی بیکسی
قاتل سے کہہ بھی سکتے ہیں خنجر سے کیا کہیں

یہہ ہمکو ناگوار ہے وہ اُسکو ناگوار
دلبر سے کیا سنیں دلِ مضطر سے کیا کہیں

کہتے ہیں وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھہ
حیران ہم کھڑے ہیں گھڑی بھر سے کیا کہیں

دل میں ہمارے آپکی چبھہ گئی ہے بات
پیکان سے بڑھکے تیر ہے نشتر سے کیا کہیں

نادان رہنما ہے رہِ شوق ہوگیا
منزل میں جو بلا ہے وہ رہبر سے کیا کہیں

ہوتی صفا ہے دل تو بناتا نہ آئینہ
جوہر اس آئینے کے سکندر سے کیا کہیں

بے وجہ ان بتوں کی خموشی نہیں ہے داغ
کیا جانے کل یہہ داورِ محشر سے کیا کہیں

مجھے دل کی ایذا سے راحت نہیں
پرائی مصیبت سے فرصت نہیں

بہت دور ایسی قیامت نہیں
مگر انکو وعدے کی عادت نہیں

غمِ دو جہان بھی ہے کافی مجھے
مگر آدمی کو قناعت نہیں

نظر کہائے جاتی ہے عشاق کی
حسینوں کو دنیا میں راحت نہیں

بڑی کشمکش میں ہے عہدِ وفا
کبھی ہے کبھی اُنکی نیت نہیں

اٹھا کر مری نعش اُسنے کہا
کوئی اس سے بڑھکر مصیبت نہیں

یہان منصفی حشر پر منحصر
وہان فیصلے کی ضرورت نہیں

رہا تجربت میں دل سنگ سخت
کچھہ اپنوں کو اپنوں سے الفت نہیں

یہہ دل ہے یہہ حسرت یہہ ارمان ہے	مری جان حاضر مین حجت نہین
مزاج آپکا ہے مزاج آج کل	بڑائی طبیعت طبیعت نہین
تری آرزو جسکو ہے انکو ہے	خدا کی قسم ہمکو حسرت نہین
بٹھا کر اُٹھانا مجھے بزم سے	اشارے سے کہنا اجازت نہین
ہوا تو یہ مے سے مین جان بلب	عداوت ہے یہہ ترک عادت نہین
قیامت ہو یا دل ہو یا موت ہو	کوئی انمین ٹرکنے کی آفت نہین
دیا نامہ بر نے یہہ آکر جواب	اُنہین بات کرنے کی فرصت نہین
زمین مین گڑا شرم عصیان سے مین	بچانا کہ محشر مین تُربت نہین

قطعہ

کہا دل سے مینے اسے یاد رکھ	اُنہین تجھ سے نفرت ہے الفت نہین
وہان بے نیازی ہے ہر شان مین	وہان خود نمائی سے فرصت نہین
وہ کیون وعدۂ وصل پورا کرین	یہہ اقرار ہے کوئی منت نہین
وہ کیون جذبۂ دل سے ہون اندیشہ مند	محبت ہے کوئی کرامت نہین
وہ کیون سوزِ داغ جگر سے ڈرین	کہ یہہ آفتاب قیامت نہین
وہ کیون چشم پرخون کی دیکھین بہار	یہہ رونا ہے باران رحمت نہین
وہ کیون سنکے پی جائین غیرون کی بات	یہہ ہین زہر کے گھونٹ شربت نہین
وہ کیون عشق ظاہر کو باور کرین	حقیقت مین کچھ بھی حقیقت نہین

وہ کیون جوشِ مشتاق پر رحم کہاین
عدو کے مرض کی یہہ شدت نہین

وہ کیون دیکھین صورت اٹھا کر نگاہ
یہہ کیا بار ناز و نزاکت نہین

وہ کیون مول لین جنسِ دل کیا غرض
کہ اس شے کی اُنکو ضرورت نہین

وہ کیون شکوۂ رنجِ فرقت سُنین
شکایت ہے یہہ کچھ حکایت نہین

وہ کیونکر نہ دین جھڑکیان گالیان
کہ عاشق مزاجون کی عزت نہین

صلی اللہ علیہ و آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم

دیا دل نے مایوس ہو کر جواب
نہین داغ اب کوئی حسرت نہین

رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مظہرِ نورِ دین معینُ الدین رح
آفتابِ زمین معینُ الدین رح

خواجۂ خواجگانِ ہندستان
بے گمان بالیقین معینُ الدین رح

سرورِ انبیا رسولُ اللہ
حامیِ مسلمین معینُ الدین رح

مین ترے آستان کا خاک نشین
تو مرا دلنشین معینُ الدین رح

المدد المدد کہ تیرے سوا
کوئی میرا نہین معینُ الدین رح

ورِ فتنہ دوس پر ہو آپکا ہات
اور یہہ آستین معینُ الدین رح

وہ جہان ہے وہین ہے دلِ میرا
مین جہان ہون وہین معینُ الدین رح

داغ تیرا ہی دم بھرے جائے
تا دمِ واپسین معینُ الدین رح

جو کہدی ہو تو ہو بات کا یقین ہے یقین
کہانسے ہان ہے کہ مہربان نہین سے نہین

تری گلی کے مقابل جو لائین جنت کو — مکان مکان سے کرے روکشی مکین سے مکین

علاج اور نہین کوئی خوش نصیبی کا — نصیب ہو تو لڑون غیر کی جبین سے جبین

ہمارے دل پہ محبت کا نقش کندہ ہے — ملا سکے نہ سلیمان بھی اس نگین سے نگین

تمہارے سامنے یہہ آئینے کی صورت ہے — کہ جسطرح سے کرے لاگ ہر حسین سے حسین

وہ کیون بلائین مجھے اپنی بزم عشرت مین — غرض کسے جو کوئی منفعت ہو حزین سے حزین

صفائے دل ہو تو ہو پیدار کیون تقریر — یہہ باتین آپ کی ہمنے چنان چنین سے چنین

درِ صنم سے گیا منہہ اٹھا کے کعبے کو — اڑا کے لیگئی وحشت مجھے کہین سے کہین

پڑا ہے تفرقہ کیا دل مین اور دلبر مین — ہزارون کوس ہو گر ہو بہت قرین سے قرین

نشانہ دل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر — نگہہ کے تیر کو چلنا پڑا یہین سے یہین

غزل مین داغ کی مضمون ہین خاکساری کے
نہین ہے پست ان اشعار کی زمین سے زمین

اڑائی خاک تری جستجو مین ہر کہین برسون — پھری ہے آسمان بنکر مرے سر پر زمین برسون

نہ آیا ہے نہ آئے انکے وعدے کا یقین برسون — یونہین ہے آجکل پیون مگر ملتے نہین برسون

برا ہو جذبہ دل کا اسے کیون کھینچ لایا تھا — کہ آنکھونسے دبائے ہمنے پائے نازنین برسون

کسی کوچے مین جب ہم اچھی صورت دیکھہ لیتے ہین — لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ زمین برسون

نہ آنکھونکا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے اپنے پر — وہ خود مختار ہین ٹھیرین کہین دم بھر کہین برسون

ہوا ہے جان کا خواہان کوئی اب رہ نہین سکتی — رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امین برسون

کسی خورشید رو کے پاؤن پر کہتا تہا سر اکدن
مثال ذرہ چمکی ساتہ قسمت کے جبین برسون

تہہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی مینے
لب دشمن سے بہی نکلی صدائے آفرین برسون

نہین تہا تو بہی تہا وہ ہوا آغوش دشمن مین
کہ میری بدگمانی نے اسے رکہا وہین برسون

جنون کو بہی تو بیابان نہین دیکہا گیا مجہسے
رہی ہی گرد وحشت مین ہماری آستین برسون

یہین پہنا یہین سہنا یہین مرنا یہین پہرنا
یہی تہی ہی سر پر گرا سنگے یہین برسون

کسی نازک بدن کی اکدن خوشبو جو سونگہی تہی
اسی حسرت مین سونگہا ہمنے عطر یاسمین برسون

مرے آنسو کہکر کیون نہ نکلین دیدۂ تر سے
کہ آنکہون مین پہری ہی تیرے کوچہ کی زمین برسون

تڑپتے جسنے دیکہا اس دل بیتاب کو دم بہر
رہا ہی ہول دل مین مبتلا وہ ہمنشین برسون

صفائی اسکو کہتے ہین اسی پر ناز ہے ہمکو
کدورت بیٹہکر دل سے نکلتی ہی نہین برسون

مجہے رکہا ہی ایسا زندہ در گور آپکی فرقت نے
زمین پر یون رہا گویا رہا زیر زمین برسون

خدا کی شان اب تم داغ کی صحبت سے بچتے ہو
وہی دلسوز ہی جو رہ چکا ہی دلنشین برسون

حال دل تجہسے دل آزار کہون یا نہ کہون
خوف ہی مانع اظہار کہون یا نہ کہون

نام ظالم کا جب آتا ہی بگڑ جاتے ہو
آسمان کو بہی ستمگار کہون یا نہ کہون

آخر انسان ہون مین صبر و تحمل کب تک
سیکڑون سنکے بہی دو چار کہون یا نہ کہون

بات کیون رکہتے ہو منہ پر مرے مطلب کیا ہی
باعث رنجش و تکرار کہون یا نہ کہون

تم سنو یا نہ سنو اس سے تو کچہ بحث نہین
جو ہی کہنا مجہے سو بار کہون یا نہ کہون

مجھہ سے قاصد نے کہا سنکے زبانی پیغام
یہی کہنا تو ہی دشوار کہون یا نکہون

کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے
مجھکو کیا حکم ہی سرکار کہون یا نکہون

فکر ہی سوچ ہی تشویش ہی کیا کیا کچھہ ہی
دل سے ہی عشق کے اسرار کہون یا نکہون

آپکا حال جو غیرون نے کہا ہی مجھسے
ہین مرے کان گنہگار کہون یا نکہون

نہین چھپتی نہین چھپتی نہین چھپتی الفت
سب کہے دیتے ہین آثار کہون یا نکہون

داغ ہی نام مرا برق طبیعت میری
گرم اس طرح کے اشعار کہون یا نکہون

مستعد جیسا وقت کا پابند ہر حالت مین ہون
مین زمین پستی مین ہون تو آسمان رفعت مین ہون

ایکساعت بھی دل کے نہونے سے ہزار آفت مین ہون
غم مین ہون ماتم مین ہون حیرت مین ہون حسرت مین ہون

ہوش جب آیا تو یہہ جانو قیامت آگئی
زندگی میری جبھی تک ہی کہ مین غفلت مین ہون

کیون ہوا جاتا ہی دل پر ان بتون کا اختیار
مین تو یا اللہ تیرے قبضہ قدرت مین ہون

جلوہ دیدار کو ہی خودنمائی سے غرض
اور مین کمبخت بیخود شوق کی حالت مین ہون

پندگو تیری سنون کیا اس ہجوم شوق مین
چھیڑنا یہہ تذکرہ اسوقت جب فرصت مین ہون

ہین یہا مین ہزارون چاہنے والے مرے
آپکا بندہ ہون جبتک آپکی خدمت مین ہون

خار دامنگیر تہا اہل وطن سے ہی ہوا
مین غریز اہل حشت ادی غربت مین ہون

وجہ تسکین ہوگیا وقت مین آخر اضطراب
اب تڑپنے کی نہین طاقت بڑی راحت مین ہون

چارہ اب زندگی سے موت بہتر ہی مجھے
اب اگر اچھا بھی ہون مین تو بڑی ذلت مین ہون

شاد میرا قدردان احباب میرے مہربان
مین دکن مین جب سے ہون اے داغ اک جنت مین ہون

زلفین رخسار پر نہ آئین کیون — انکے پیچھے پڑین بلائین کیون
غیر باتون مین زہر اگلتا ہے — اسکی جھوٹی مجھے پلائین کیون
اپنی عادت نہین ہے اے غم عشق — ہم بڑہا کر تجھے گھٹائین کیون
بدگمان ہون جب امتحان کے بعد — پھر کسیکو وہ آزمائین کیون
جھوٹی قسمین بہت ہین کہانیکو — میرے مرنیکا غم وہ کھائین کیون
مست دیکھو رہے زمانے مین — دیکھے اچھی بری ہوائین کیون
مے اگر تیز ہے تو اے ساقی — آگ پانی مین ہم لگائین کیون
جب تڑپتا ہے کوئی کہتے ہین — برچھیان بنگئین ادائین کیون
آج غیرون کے شکوے ہوتے ہین — آپ اپنون کو منھ لگائین کیون

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داغ پروردہ ہین صدائین کیون

دور ہی دور سے اقرار ہوا کرتے ہین — کچھ اشارے سر دیوار ہوا کرتے ہین
مٹ گئے ہم تو فقط نام ہی اسکا سنکر — دیکھکر جنس خریدار ہوا کرتے ہین
دو دو دل سلسلۂ عشق بنا ہی تو کیا — کہین معشوق گرفتار ہوا کرتے ہین
آپ کی بزم محبت کی عدالت ٹھیری — روز دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہین

وہ نہ آئین گے مری مین یہہ نہ مانونگا کبھی
حسب عادت یونہین انکار ہوا کرتے ہین

بادہ کش معصیت شب سے بری خوب ہوئے
کچھ یونہین صبحکو ہشیار ہوا کرتے ہین

کوئی سنتا بھی ہی یہہ پند و نصیحت ناصح
آپ کیون کہکے گنہگار ہوا کرتے ہین

بوسہ دیجیے لعل نمکین کا مجھکو
جان نثار آپ سے نمکخوار ہوا کرتے ہین

ہون برا اور طبیعت مری اچھی کیا خوب
منتخب کیون مرے اشعار ہوا کرتے ہین

بہاگتے ہی نظر آتے ہین تری آنکھون سے
لٹنے مرنے کو جو تیار ہوا کرتے ہین

چشم بیمار کے دیکھے سے ہوئی یہہ صحبت
جو ہین اچھے وہی بیمار ہوا کرتے ہین

تیغ بھاری ہی وہ نازک ہین مری عمر دراز
مشورے قتل کے ہر بار ہوا کرتے ہین

داغ نے خط غلامی جو دیا فرمایا
ایسے ہی لوگ وفادار ہوا کرتے ہین

دیکھین تو کیسے فتنہ ہین نیچی نگاہ مین
آئینہ رکھدے کاش کوئی انکی راہ مین

دیکھو پڑا نہو دل گم گشتہ راہ مین
میری نگاہ مین نہ تمہاری نگاہ مین

امیدوار رحمت باری ہون اسقدر
ہوتا ہون مین شریک پرائے گناہ مین

کس فتنہ گر کی چال نے بیتاب کر دیا
نقش قدم بھی لوٹتے پھرتے ہین راہ مین

وہ شوق وصل و رنگ تمنا ہی مٹ گیا
عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ مین

یوسف غلام بنکے بکے جا سے ننگ ہی
سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تہا چاہ مین

تقدیر کو جب آگ لگاتا ہی سوز عشق
ہوتی ہی روشنی مرے بخت سیاہ مین

پھینکے جو کاٹ کر کسی لاغر کے ہات پانون
کانٹے بچھائے آپ نے دشمن کی راہ مین

ہوتی ہی دیکھنے کے لئے آنکھ مین نگاہ
دیکھو تمہاری آنکھ ہے میری نگاہ مین

کرتے ہین یون بگڑ کے مرے باب مین سوال
جرأت جواب کی نہین رہتی گواہ مین

محشر مین کس طرف سے یہ آنے لگی صدا
آنا ہو جسکو آئے ہماری پناہ مین

دل ہی کہین جمے تو ہمارا قدم جمے
اک پانون بتکدہ مین تو اک خانقاہ مین

جو پیچ پڑ گئے تھے وہ سارے نکل گئے
اب گفتگو رہی مری اُنکی نباہ مین

ہنگام شکوہ خوف بٹھانے سے فائدہ
تم خود ہی بیٹھ جاؤ دل دادخواہ مین

ہم دوسرے کو دیکھ نہین سکتے اُنکے پاس
کیا آگیا ہے فرق ہماری نگاہ مین

بجلی گری کہ آہ پڑی بادہ خوار کی
ہلچل پڑی ہوئی ہے عجب خانقاہ مین

کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پر رہا
اک بوند بھی لہو کی نہین قتلگاہ مین

کیون داغ دہلوی کی زبان مستند ہو
پیدا کیا خدا نے اُسے تختگاہ مین

خواب راحت سے وہ بیدار ہوئے ہین کہ نہین
فتنۂ حشر کے آثار ہوئے ہین کہ نہین

ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کم سن تھے
دیکھیے قابل اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب بھی عنقا مرض عشق و محبت کی دوا
کبھی پہلے بھی یہ آزار ہوئے ہین کہ نہین

شاہد حال ترے دیدہ و دل ہین میرے
ان گواہون کے بھی اظہار ہوئے ہین کہ نہین

بوسۂ غیر نے کیا داغ لگائے دیکھو
نیلگون چاند سے رخسار ہوئے ہین کہ نہین

تیرے جلوہ نے دورنگی سے کیا ہے یکرنگ
منفق کافر و دیندار ہوئے ہین کہ نہین

گھر سے نکلین نہ کبھی پوچھہ نہ لین وہ جبتک
جمع دس بیس خریدار ہوئے ہین کہ نہین

وعدہ مہر و وفا یہہ تو ہے معمولی بات
ہمسے کچھہ اور بھی اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب جو تو مجھکو پھنساتا ہے بتا اے صیاد
کچھہ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہین کہ نہین

بادۂ عشق مین سرشار جو ہین اے واعظ
ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہین کہ نہین

آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی
وہ بھی ہشیار خبردار ہوئے ہین کہ نہین

میری آنکھون سے ذرا جانچیئے اپنی قیمت
آپ بھی اپنے خریدار ہوئے ہین کہ نہین

داغ اس فکر مین دن رات گھلا جاتا ہے
مجھہ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہین کہ نہین

چھین کر دل بت خودکام لئے جاتے ہین
لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہین

نظر آتا ہون نہ اس بزم سے اٹھہ سکتا ہون
ناتوانی سے بڑے کام لئے جاتے ہین

مر گیا کون شب وصل کی امید مین آج
کسکا تابوت سر شام لئے جاتے ہین

گرچہ دیتے ہین زبان سے وہ شکایت کا جواب
دل مین کیا کیا دم الزام لئے جاتے ہین

نامہ بر ایک بھی سچا نہین دیکھا ہمنے
سیکڑون مفت کے انعام لئے جاتے ہین

شکوۂ مہر و وفا کس نے کہا کس سے سنا
پھر وہی آپ مرا نام لئے جاتے ہین

جب تصور مین کوئی پردہ نشین ہوتا ہے
دل سے آنکھون کے بہت کام لئے جاتے ہین

عشق کرتا ہے مرے دل کی صفائی کیا کیا
ایسے مہمان سے بھی کام لئے جاتے ہین

مول جنت کا ہوا نقد عبادت زاہد
ہم کہین مال کہین دام لئے جاتے ہین

دل لئے جو ہم سے کہا ہی وہ ادا کرتا ہی
اپنا ہم آپ ہی پیغام لئے جاتے ہین

کیا مزا ہی کہ شکایت مین مزا آتا ہے
خود وہ الزام پر الزام لئے جاتے ہین

میکشو حضرت زاہد کی تلاشی لینا
کہ چھپائے ہوئے وہ جام لئے جاتے ہین

پہلے تو ایسے وفادار کو آزاد کیا
مول اب **داغ** کے ہمنام لئے جاتے ہین

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہی منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑکے ضعف سے نالے
ساتوان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہی زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہہ سنا ہی مرے لئے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہہ نہ کہہ ہمسے تیرے منہہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہی اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

منزل شوق طی نہین ہوتی
ٹھیکیان ناتوان لیتے ہین

کر گذرتے ہین ہو بری کہ بھلی
دل مین جو کچھ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات مین نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہو کے یہہ کہو تو سہی
آئے امتحان لیتے ہین

داغ بھی ہے عجیب سحر بیان
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

نادان ہے دوست کچھ خبر نیک و بد نہین
مجھہ بیگناہ پر یہہ ستم جسکی حد نہین

یہہ کیا کہا کہ غیر کو تجھہ سے حسد نہین
بنجاؤ تم گواہ تو اسکی سند نہین

بندیکو آسرا ہے فقط اسکی ذات کا
اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہین

تجھسا ہی بلکہ تجھسے بھی اچھا ملیگا اور
تو اس صنمکدہ مین صنم ہے صمد نہین

ہمکو ملے تو لطف رہے ایجناب خضر
گردش زدونکو لذت عمر ابد نہین

ہم کس شمار مین رہے ہو کر خمیدہ پشت
یہہ حرف ہمزہ وہ ہے کہ جسکا عدد نہین

کیا دیکھکر نہال ہون شمشاد و سرو کو
وہ بانکپن وہ چال وہ بوٹا سا قد نہین

بچ بچکے میری قبر سے چلتا ہے کیون عدو
عشرت سرائے خلد ہے کنج لحد نہین

کیا فرض ہے کہ ہو نہ آدم ہی مین رقیب
شیطان روسیاہ بھی تو لا ولد نہین

وہ دل کہان کہ تیری محبت ہو دلنشین
کوئی بھی ایسی روح کے قابل جسد نہین

خون جگر کہان صف مژگان کے واسطے
افسوس ایسی فوج کو ملتی رسد نہین

دشمن کو چار چاند لگے ہین تو کیا کرین
ہمکو کسی سے کینہ و بغض و حسد نہین

کیونکر رہے ہمیشہ طبیعت کا ایک حال
وہ بحر بحر ہی خاک اگر جزر و مد نہین

وہ امتحان کرین تو سہی سوزِ عشق کا
ای **داغ** داغِ دل سے زیادہ سند نہین

دِل گیا تمنے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

ہم نے مر کر ہجر مین پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کرین

اپنے ہی غم سے نہین ملتی نجات
اِس بنا پر فکرِ عالم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کرین

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہی آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

آئینہ ہی اور وہ ہین دیکھیے
فیصلہ دونون یہ باہم کیا کرین

آدمی ہونا بہت دشوار ہی
پھر فرشتے حرصِ آدم کیا کرین

تند خو ہے کب سنے وہ دل کی بات
اور بھی برہم کو برہم کیا کرین

حیدرآباد اور لنگر یاد ہی
اب کے دِلّی مین محرم کیا کرین

کہتے ہین اہلِ سفارش مجھ سے **داغ**
تیری قسمت ہی بُری ہم کیا کرین

تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین
تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہین

ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہین
وہ نظرین نہین جنکو ہم دیکھتے ہین

زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہین
ہمین جانتے ہین جو ہم دیکھتے ہین

پہرے بتکدے سے تو اہل کعبہ
پہر آکر تمہارے قدم دیکھتے ہین

ہمین چشم بینا دکہاتی ہی سب کچہہ
وہ اندہے ہین جو جام جم دیکھتے ہین

نہ ایمائے خواہش نہ اظہار مطلب
مرے منہہ کو اہل کرم دیکھتے ہین

کبہی توڑتے ہین وہ خنجر کو اپنے
کبہی نبض بسمل مین دم دیکھتے ہین

غنیمت ہی چشم تغافل بہی اُنکی
بہت دیکھتے ہین جو کم دیکھتے ہین

غرض کیا کہ سمجہین مرے خط کا مضمون
وہ عنوان و طرز رقم دیکھتے ہین

سلامت رہے دل بُرا ہی کہ اچہا
ہزارون مین یہہ ایک دم دیکھتے ہین

رہا کون محفل مین اب آنے والا
وہ چارون طرف دمبدم دیکھتے ہین

اُدہر شرم حایل ادہر خوف مانع
نہ وہ دیکھتے ہین نہ ہم دیکھتے ہین

اُنہین کیون نہو دلربائی سے نفرت
کہ ہر دل مین وہ غم اَلم دیکھتے ہین

جواب خط شوق لکہتا ہی مشکل
وہ گہڑیون شگاف قلم دیکھتے ہین

نگہبان سے بہی کیا ہوئی بدگمانی
اب اُسکو ترے ساتہہ کم دیکھتے ہین

ہمین داغ کیا کم ہی یہہ سرفرازی
کہ شاہ دکن کے قدم دیکھتے ہین

دل مفت لوں گر نہ دوں وہ یہہ کہے مین یون کہون
اسکے سوا بہی سوچ لون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وصفِ لبِ عیسیٰ کرون تقریر سحر اگین سنون
ہو فرق اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

انعام چاہے خط رسان تو مین سناؤن گالیان
اسکو طمع مجہکو جنون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دشمن کے طعنے جب سنون کیونکر نہ مین دشنام دون
بہجائیگا دریا سے خون وہ یہہ کہے مین یون کہون

ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہے دو بدو
بہتر ہی یہہ بدتر ہے یون وہ یہہ کہے مین یون کہون

جو یہہ کہے اچہا ہے تو اُس سے کہون چہوٹا ہے تو
کیونکر نہو حالت زبون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دیکہا جو اندازِ صبا لائی خبر دل نے کہا
مین منکر فال و شگون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کرتا ہے واعظ ہجو بھی کہتا ہون مین بہی خوب شے
کیونکر نہو صحبت فزون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کہتا ہے ناصح کر دوا مجہکو طپش مین ہے مزا
کسطرح دلکو ہو سکون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کیا دیکہیے ہو وقت پر قاصد چلا ہے سوچکر
وہ یہہ کہے مین یون کہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وہ چاہتا ہے فصل ہو مین چاہتا ہون وصل ہو
اے داغ کس آفت مین ہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

اے رنج و مصیبت کے دن گذارے ہین
کبہی جو لڑ گئی قسمت تو وارے نیارے ہین

الی شان کریمی کا پوچہنا کیا ہے
غضب تو یہہ ہے گنہگار ہم تمہارے ہین

ازل سے سوختہ قسمت رہے ترے عاشق
ستارے اُنکے نصیبون کے کیا شرارے ہین

گلہ کیا جو رقیبون کا اُسنے فرمایا
تمہارے دوست ہی سب ملنے والے ہمارے ہین

بُرا نہ جان حسینون کو ہان اے واعظ
خدا گواہ یہہ بندے خدا کے پیارے ہین

تمہاری چشم فسون ساز سے نہین شکوہ
ہمین ہی خوب خبر جسکے یہہ اشارے ہین

بگڑ گئی ہی طبیعت بدل چکا ہی مزاج
نہ تم ہمارے ہو اب سے نہ ہم تمہارے ہین

وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو
بُرے ہین یا ہین بھلے جیسے ہین تمہارے ہین

کہلے نہ باب اجابت تو کیا کرے کوئی
بہت دُعا نے پکارا ہی ہاتھہ مارے ہین

بھٹکتی پھرتی ہین آہین تباہ ہین نالے
رفیق دل کے سہارے بے سہارے ہین

ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانین
کہ تمنے ایک زمانہ کے مال مارے ہین

تری ادا جو قضا ہو تو کچھہ نہین پروا
ڈرین گے موت سے کیا دل کے جو کرارے ہین

زمین پہ شکل مہ و مہر ہین حسین لاکھون
فلک پہ دو ہی تو چمکے ہوے ستارے ہین

وہ تُندخو ہی تو ہو **داغ** کچھہ نہین پروا
مزاج بگڑے ہوے سیکڑون سنوارے ہین

یہ لطف زہد و رندی ہی کہ ہر فرقہ مین داخل ہون
کوئی دن اُنمین شامل ہون کوئی دن اُنمین شامل ہون

وہ مین ہون نام ہستی مین غیرِ اہل محفل ہون
ہزارون جان کی اکجان لاکھون مین اکا اک دل ہون

مزا ہی تجھہ مین کیا ای سوز الفت واہ قایل ہون
جگر بھی لوٹتا ہی اِس تمنا مین کہ مین دل ہون

ضعیفی پر جناب خضر کی کیا رحم آتا ہی
وہ جس منزل مین ہین مین اُنسے آگے چند منزل ہون

برابر کا نہ ہو کوئی تو لطفِ خودنمائی کیا
وہ کہتا ہی کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہون

چھپایا تہا بہت کمبخت کو دزدیدہ نظرون سے
پکار اُٹھا مرے پہلو مین تُو حاضر ہون مین دل ہون

ترے لب پر زبان پر تیری میرا نام کیون آئے
اُسے بھی عار آتی ہی کہ کیون جھوٹون مین شامل ہون

شگون بد تر ہی میرا بیقراری اُس سے بہی بدتر
ٹھہرنے کیلئے حسرت تڑپنے کے لئے دل ہون

نگاہ شوق نے کی عرض حاجت وہ بہی ڈر ڈر کر
کبہی لگا نہین اپنی زبان سے مین وہ سایل ہون

زمانہ کیا ستائیگا فلک آزار کیا دیگا
مصیبت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہون

مجھے ساری بلائین ہجر کی شب دیکھنی ہونگی
جگا دے لیکے چٹکی درد دل جسوقت غافل ہون

نکرای چارہ گر ناحق کا صرفہ زہر دینے مین
جو مرنیکے نہین قابل تو کیا جینے کے قابل ہون

کہین میری روانی ہی کہین افتادگی میری
کہین مین آب دریا ہون کہین مین خاک ساحل ہون

وہان ہی زاہدا ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی
نہ جنت میرے قابل ہی نہ مین جنت کے قابل ہون

کرے تو پا بجولان اپنے ہاتون سے جو وحشی کو
جنون کو بہی یہہ سودا ہو کہ پابند سلاسل ہون

ترا کوچہ اگر فردوس ہی تجھکو مبارک ہو
مجھے کیا فایدہ کیون جیتے جی جنت مین داخل ہون

محبت اور پہر میری محبت چھپ سکے کیونکر
وہان اثبات پر اثبات ہی مین دل مین قایل ہون

خدا کی مہر ہی شاہ دکن کی قدردانی سے
کہ مین آرام سے خوشحال ہون اے **داغ** خوشدل ہون

جہان ہون جسجگہ ہون ہمدم اصحاب کامل ہون
نظر آنکھون مین ہون منہہ مین زبان ہون سینے مین دل ہون

کھٹکتا ہون ہر اک کو کیا شریک اہل محفل ہون
کہان بیٹھون کہان اُٹھون الٰہی کسکے شامل ہون

جسے مین راہ پر لاؤن مجھے وہ راہ پر لائے
کہین مین ہادی منزل کہین گم کردہ منزل ہون

جو تو ہی خودنما تو مین بہی ہون آئینہ عرفان
مخاطب مجھسے مخاطب ہون مقابل سے مقابل ہون

پتے کی کہہ رہا ہون سچی سچی بیخودی مین ہا
عجب مجذوب سالک ہون عجب ہشیار غافل ہون

محبت کی نشانی دفتر عالم مین ہی مجھہ سے
نہ کوئی مدّ زاید ہون نہ کوئی حرف باطل ہون

خدا نے خیر کرلی بچگئی وہ زبان سے غیرت
یہی کہنا پڑا کچھہ مانگنے آیا ہون سایل ہون

ذرا سے ضبط غم پر یہہ شکایت ہونے لگتی ہی
مجھے جسطرح چاہے رکھہ ترا قیدی ترا دل ہون

نہ روکے سے رکے وہ چلتے چلتے کہہ گئے یہہ بھی
ٹہر جاؤن جو ٹہرانے سے کیا مین اپکا دل ہون

کبھی جینے کی تدبیرین کبھی مرنے کے سامان ہین
کبھی اپنا مسیحا ہون کبھی مین اپنا قاتل ہون

لیا اقرار جرم عشق انکے شاد کرنے کو
اب آفت آگئی اپنی زبان سے آپ قایل ہون

کہان کی دادخواہی حشر مین یہہ کہا جب اسنے
ترا بھی چاہتا ہی مین گنہگارون مین داخل ہون

اسیکو اتحاد عاشق و معشوق کہتے ہین
پکار اٹھتا ہی خود مجنون کہ مین لیلا کے محمل ہون

زمین سے آسمان تک جا چکے ہین جانے والے
مجھے دیکھو کہ مین اپنے کئے سے آپ غافل ہون

بنا جاتا ہی محشر بھی تو مقتل کیا تماشا ہی
ہراک کو آرزو ہی کشتۂ انداز قاتل ہون

چراتا ہون نگاہ یاس حسرت رنا ہی قاتل
تجھے بھی اک اشارے مین لٹا دون مین وہ بسمل ہون

خدا جانے فلک کو داغ مجھسے کیون عداوت ہی
کسی فن مین نہ لایق ہون نہ فایق ہون نہ کامل ہون

جل کے ٹھنڈے ہوئے ترے غم مین
ہمکو جنت ملی جہنم مین

کچھہ ترا شوق کچھہ تری حسرت
اور رکھا ہی کیا ہی اب ہم مین

عرق آلودہ رخ ترا شب وصل
عرق سے آفتاب شبنم مین

کیا اسی ناز کی پہ دعوی ہی
آپ پھرتے ہین چشم عالم مین

چل گئی چال آپ کی ہمپر
سیدھے سادے تھے آ گئے دم مین

ہوگیا عید اُن کو میرا سوگ
قہقہے اُڑ رہے ہین ماتم مین

رُوسیاہی گئی نہ اے زاہد
ڈوب مرنا تھا چاہِ زمزم مین

بزم دشمن مین کسطرح مرتا
موت آتی نہین جہنم مین

دل کی قیمت بہت ہے نیم نگاہ
یہہ تو آئیگا اِس سے بہی کم مین

دل کو آشفتگی نے کیون گہیرا
یہہ بہی ہو جمع زلفِ برہم مین

جب سے دیکہی ہے ہمنے تیری پلک
پڑگیا بال چشمِ پُرنم مین

اب عنایت ہے کیون خدا کے لئے
کون سی بات بڑہ گئی ہم مین

داغ کو وہ جلا کے کہتے ہین
ہمنے روشن کیا ہے عالم مین

شکر بہی ٹہیرا شکایت مین کرون تو کیا کرون
بات کرتی ہے قیامت مین کرون تو کیا کرون

کردیا مجبور اِس عاشق مزاجی نے مجھے
آہی جاتی ہے طبیعت مین کرون تو کیا کرون

جتنی باتین کام کی تہین کر گئے سب اہلِ عشق
تو گرفتارِ محبت مین کرون تو کیا کرون

التجائین جسقدر تہین اُس بُتِ کافر سے کین
اب خدا سے عرضِ حاجت مین کرون تو کیا کرون

اُنکو عادت جور کی ہے وہ کرین تو کیا کرین
ترک عادت ہے عداوت مین کرون تو کیا کرون

پا برہنہ دشت ویران دور منزل راہ سخت
تو بتا اے شامِ غربت مین کرون تو کیا کرون

دل تو ہے اُنکی نظر مین کیا بہانہ چل سکے
دوستو حاضر ہین حجت مین کرون تو کیا کرون

میرے لاشہ پر کہا کیا بیوفا یہہ شخص تہا / بے مروت سے مروت مین کرون تو کیا کرون

یہہ کسی نے سچ کہا ہر بندگی بیچارگی / شکوۂ آزار قسمت مین کرون تو کیا کرون

مجھہ سے فرماتے ہین وہ یہہ تو خدا کا کام ہر / تیری تسکین طبیعت مین کرون تو کیا کرون

ہوش ہی جاتے رہین تو آدمی کیا کر سکے / دیکھہ لون جب اچھی صورت مین کرون تو کیا کرون

دل سے وہ کافر صنم نکلے تو سب کچھہ ہو قبول / جا کے مسجد مین عبادت مین کرون تو کیا کرون

دل نے کی ہر جو خطا اپنے کئے کو پائیگا / ایسے مجرم کی شفاعت مین کرون تو کیا کرون

ضبط غم ہی ناصح مشفق کیا دو چار دن / اور ای حضرت سلامت مین کرون تو کیا کرون

کر دیا شاہِ دکن نے **داغ** مستغنی مجھے
آرزوئے جاہ و دولت مین کرون تو کیا کرون

اِس ادا سے وہ جفا کرتے ہین / کوئی جانے کہ وفا کرتے ہین

یون وفا عہد وفا کرتے ہین / آپ کیا کہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو چھیڑوگے تو پچھتاؤ گے / ہنسنے والون سے ہنسا کرتے ہین

نامہ بر تجھکو سلیقہ ہی نہین / کام باتون مین بنا کرتے ہین

چلئے عاشق کا جنازہ اُٹھا / آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہین

یہہ بتاتا نہین کوئی مجھکو / دل جو آتا ہر تو کیا کرتے ہین

حسن کا حق نہین رہتا باقی / ہر ادا مین وہ ادا کرتے ہین

تیر آخر بدل کافر ہے / ہم اخیر آج دعا کرتے ہین

کسقدر ہین تیری آنکھین بیباک — اِسلئے نیتنے بہی حیا کرتے ہین
رُوتے ہین غیر کا رُونا پہرون — یہہ ہنسی مجھسے ہنسا کرتے ہین
اِس لئے دل کو لگا رکھا ہے — اِس مین محبوب رہا کرتے ہین
تم ملوگے نہ وہان بہی ہمسے — حشر سے پہلے گِلا کرتے ہین
جہانتک کرو زنِ دَر سے مجکو — کیا وہ شوخی سے حیا کرتے ہین
اُسنے اِحسان جتا کر یہہ کہا — آپ کِس منھہ سے گِلا کرتے ہین
روز لیتے ہین نیا دِل دلبر — نہین معلوم یہہ کیا کرتے ہین

داغ تو دیکھہ تو کیا ہوتا ہے
جبر پر صبر کیا کرتے ہین

انکو کہان ہے صبر و تحمل عتاب مین — دم بہر کے بعد اور خط آیا جواب مین
کیون شکر اسقدر ہے رقیبون کے باب مین — انکے گنہ بہی ڈالدو میرے حساب مین
دیکھا دِل انکا غیرنے سینے پہ رکھہ کے ہات — وہ کاش دیکھتے نہ مجھے اضطراب مین
صوفی کو اجتناب ہے واعظ کو احتراز — کیا زہر گھل گیا ہے الٰہی شراب مین
یارب نہ پوچھہ عرصۂ محشر مین ازدلا — کرتا ہون مین حجاب کی باتین حجاب مین
عاشق تو کب دبین گے فرشتون سے بعد مرگ — تکرار ہو نہ جائے سوال و جواب مین
پر دل وہ لیکے مفت مول لیا پہر ہزار بار — اپنے دہوئین کہو گئے عہدِ شباب مین
اُسنے بغیر خط کے پڑہے لکہدیا جواب — یہہ بات بہی ہے لکہنے کے قابل کتاب مین

تر بتر ہوے ہین کیسے وہ برسے ہین کسقدر
لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب مین

آو نہ اتنی دیر ہمین تم کرین کلام
روز جزا ابہی ہی توقف حساب مین

مین دیکہتا ہون دیکہتے ہی وصل ہجر ہی
تعبیر مجہکو خواب کی ملتی ہی خواب مین

پوچہے تو کوئی حضرت واعظ سے اتنی بات
ایسے ہی تہے جناب بہی عہد شباب مین

آنکہہ اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹھہ گیا
دیکہا تہا ہمنے خاک جہان خراب مین

تم مجہپہ جور کرکے پشیمان ہی نہین
مین تمسے دل لگاکے پڑا کس عذاب مین

کچہہ ہوش ہو تو داغ کو سمجہائین نیک و بد
ڈوبا ہوا ہے نشۂ جام شراب مین

یا تو ایسی مہربانی مجہپہ یا کچہہ بہی نہین
ابتدا ہی ابتدا تہی انتہا کچہہ بہی نہین

بعد شوخی کے تری طرز حیا کچہہ بہی نہین
وہ ادائے دلربا تہی یہہ ادا کچہہ بہی نہین

دیکہکر تصویر یوسف کہدیا کچہہ بہی نہین
آپ ہی سب کچہہ ہین گویا دوسرا کچہہ بہی نہین

پوچہنے والون نے میرا ناک مین دم کردیا
جسنے پوچہا حال کچہہ کہنا پڑا کچہہ بہی نہین

گر نہو عمر جوان و شاہد و سامان عیش
بے مزہ ہی زندگی اسکا مزا کچہہ بہی نہین

انکو خط لکہا ہی سو پہلو بچاکر خوف سے
ہی عبارت ہی عبارت مدعا کچہہ بہی نہین

سیکڑون دین جہڑکیان مجکو ہزارون گالیان
اور پہر کہتے ہین مین نے تو کہا کچہہ بہی نہین

سنکے حال دل مرا رکہتے ہین وہ کانون پہ ہات
ہاے اس انداز سے گویا سنا کچہہ بہی نہین

اس ستم پہ صبر کرنا یہہ ہمارا کام ہی
آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچہہ بہی نہین

جب نہو قدر وفا اپنی وفا ہے بے نشان
ہمنے یہہ مانا اگر ہے بھی تو کیا کچھہ بھی نہین

تم اگر بیداد گر ہو تو خدا ہے داد گر
یہہ نہ سمجھو پرسش روز جزا کچھہ بھی نہین

آگے اُس بیگانہ وش کے ہیچ ہین سب کوئی ہو
آشنا کچھہ بھی نہین نا آشنا کچھہ بھی نہین

بیخودی ہے وصل مین یا چھا گئی ہے تیری حیا
دیکھتا سب کچھہ ہون لیکن سوجھتا کچھہ بھی نہین

اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جان لے
خاک کا پھر ڈھیر ہے بعد فنا کچھہ بھی نہین

تو نے قسام ازل غیرونکو کیا کیا کچھہ دیا
داغ ہے محروم اسکے نام کا کچھہ بھی نہین

زندگی کا نہین سامان سر مُو دل مین
مژدہ یار نے کیا پھیر دی جھاڑو دل مین

ایک تیرے ہی نرہنے سے رہا کیا کیا کچھہ
کوئی حسرت نرہی جبسے رہا تو دل مین

یہی دھڑکا ہے کہ خالی نرہے وصل کی شب
دل ہے پہلو مین تو ہے آپکا پہلو دل مین

اشک پیتا ہون اگر ضبط محبت کے لئے
ریزے الماس کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

سانپ سا لوٹ رہا ہے شب ہجران کیا کیا
لہرین لیتا ہے خیال خم گیسو دل مین

ساتھہ ہر سانس کے آجاتی ہے پھولون کی مہک
بس گئی ہے گل عارض کی جو خوشبو دل مین

ضعف اس درجہ بڑھا ہے کہ الہی توبہ
درد بھی اب تو بدلتا نہین پہلو دل مین

اب کہان ہوش کہان صبر کہان تاب و توان
کر گئی گھر یہہ تری نرگس جادو دل مین

تیر کی طرحسے چلتی ہین نگاہین دلپر
تیغ کی طرح اُتر جاتے ہین ابرو دل مین

پہلوے غیر مین بیٹھے وہ نظر آتے ہین
سوچتا ہون جو کبھی وصل کا پہلو دل مین

کیا کہون کند سے ہین ذرات مجھے سُولی پر / جب سمایا ہی کسیکا قد دلجو دل مین
روح قالب مین ہی یا غنچہ مین بُو ہی پنہان / بند شیشے مین پری ہی کہ پری رو دل مین
نوک پیکان جو اُدہر ہی تو ہی لب سوفار ادہر / تیر سفّاک ہوا خوب ترازو دل مین
اب وہ آتے ہین نکلنے کے لئے ہو تو یہ آ / آرزو بیٹھ رہی چھپکے کہان تو دل مین
خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم / سبکے سب ایکطرف سب سے سوا تو دل مین
شیوہ راستی ایسا ہی دکن مین اے داغ / بل نہین رکھتے مسلمان سے ہندو دل مین

کسیکا مجکو نہ محتاج رکھ زمانے مین / کمی ہی کونسی یارب ترے خزانے مین
اس انفعال سے گہر چہوڑنا پڑا مجھکو / وہ آج آئینگے میرے غریب خانے مین
جو ہوا جازت صیّاد و طاقت پرواز / قفس کو لیکے چلا جاؤن آشیانے مین
رقیب بہی تو اُسے کان رکھ کے سُنتے ہین / عجب طرح کا مزہ ہی مرے فسانے مین
نہ باز آ دلِ مضطر سوال سے پہلے / وہ سوچتے ہین ابہی دیر ہی بہانے مین
لڑین وہ میری عوض تجھسے رحم کہا کہا / اگر ہون لیلی و شیرین ترے زمانے مین
ملا نہ خرمن ہستی سے کچھ سوائے اجل / بہرا ہی زہر مگر اسکے دانے دانے مین
ہمارے دل پہ لگا ہین تو وہ خدنگ نگاہ / پہنچ کے تیر ڈوب کے رہجائیگا نشانے مین
سر نیاز کے جُھکتے ہی آنکھ سے دیکھا / بہرا ہی جلوہ عجب تیرے آستانے مین
نہ رکھ مجھے قفس آہنی مین اے صیّاد / بجائے خار ہین گل میرے آشیانے مین

مرے وکیل بنے ہین جو حضرت ناصح
یہہ فکر ہی اُنہین کیا دونگا محنتانے مین

پڑہینگے حضرت زاہد وہان ہی جاکے نماز
بنیگی چہوٹی سی مسجد شراب خانے مین

مآل کار خدا جانے داغ کیا ہوگا
خدا سے کام پڑا آخری زمانے مین

وہ دشنام لاکہون مجہے دیتے رہے ہین
مزے لینے والے مزے لے رہے ہین

تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہین
کلیجے مین وہ چٹکیان لے رہے ہین

عجب خوبیان خوبرویون مین دیکہین
برائی مین ہی سب سے اچھے رہے ہین

رقیبون کی ہی چاندنی چار دن کی
ہمیشہ کہین دور دورے رہے ہین

وہان خاک اُڑتی ہی اب وائے حسرت
جہان سالہا سال جلسے رہے ہین

مزہ دے گیا ہی فسانہ ہمارا
مہینون وہان اسکے چرچے رہے ہین

جدہر سے وہ گذرے قیامت بپا تہی
کہ نقش قدم تک تڑپتے رہے ہین

عدم کو چلے جائینگے ہجر مین ہم
اکیلے رہینگے اکیلے رہے ہین

محبت مین اچہا نہین دوڑ چلنا
جو آگے چلے ہین وہ پیچہے رہے ہین

نصیبون سے ملتا ہی درد محبت
یہان مرنے والے ہی اچھے رہے ہین

یونہین روز محشر ہی انکار ہوگا
کبہی میری سنکر وہ چپکے رہے ہین

یہہ حجت نئی ہی کہ اب دل کو واپس
نہین لیتے ہم اور وہ دے رہے ہین

جنہین اُسنے لکہا ہی حرف تسلّی
وہ کمبخت برسون تڑپتے رہے ہین

خدا زندہ رکھے مرے دوستوں کو ۔ بہت چل بسے اور تھوڑے رہے ہیں

گئی داغ کے ساتھ مہر و محبت
فقط اب تو دعوے ہی دعوے رہے ہیں

خط میں لکھے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہیں ۔ کس قیامت کے یہہ نامے مرے نام آتے ہیں

تاب نظارہ کسے دیکھے جو اُنکے جلوے ۔ بجلیاں کوندتی ہیں جب لب بام آتے ہیں

تو سہی حشر میں تجھسے جو نہ یہہ کہواؤں ۔ دوست ہوتے ہیں جو وقت پہ کام آتے ہیں

رہرو راہ محبت کا خدا حافظ ہے ۔ اسمیں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

وہ ڈرا ہوں کہ سمجھتا ہوں یہہ دھوکا تو نہو ۔ اب وہاں سے جو محبت کے پیام آتے ہیں

صبر کرتا ہے کبھی اور تڑپتا ہے کبھی ۔ دل ناکام کو اپنے یہی کام آتے ہیں

نہ کسی شخص کی عزت نہ کسیکی توقیر ۔ عاشق آتے ہیں تمہارے کہ غلام آتے ہیں

رسم تحریر بھی مٹ جائے یہی مطلب ہے ۔ اُنکے خط میں مجھے غیروں کے سلام آتے ہیں

وصل کی رات گذر جائے نہ بے لطفی میں ۔ کہ مجھے نیند کے جھونکے سر شام آتے ہیں

گریہ و نالہ ہو حسرت ہو کہ ارمان وصال ۔ آنے والے تری فرقت میں تمام آتے ہیں

داغ کی طرح سے گل ہوتے ہیں صدقے قربان
پھر گلگشت چمن میں جو نظام آتے ہیں

ہوا رشک عدو بھی عاشقی میں ۔ لگا دی اور قسمت نے لگی میں

کروں کیا چار دن کی زندگی میں ۔ رہی جاتی ہے حسرت جی کی جی میں

بتون سے اب معافی چاہتا ہون / خدا سے کچھ کہا تھا بیخودی مین
نہ اِترا اے دلِ نادان شبِ وصل / کوئی غم ہو ہی جاتا ہے خوشی مین
مری جانب سے اے قاصد یہہ کہنا / تجھے مین دیکھہ لیتا زندگی مین
غضب وہ ہے ادا پر اُسکا کہنا / بھلا یہہ بات دیکھی ہے کسی مین
اکیلے بیٹھکر کیا سوچتے ہو / یہہ تنہائی ہے داخل بیکسی مین
نہین کھل جائیگی دل کی تمنا / ابھی ہے بند خوشبو اِس کلی مین
وہ لیکر کیا کرین عشاق کے دل / کسی مین داغ ہے کانٹا کسی مین
عدو سے ملکے پھر ایسی ڈِٹھائی / ذرا شرمائے ہوتے اپنے جی مین
دیا دل ہمنے اُنکو یہہ سمجھکر / کہ اپنی جان بچتی ہے اسی مین
نہو راحت نصیب اہلِ زمین کو / ہمیشہ ہے فلک اِس پیروی مین
وہ بگڑے ذکرِ دشمن پر شبِ وصل / غضب کا رنج پھیلا ہے خوشی مین
تجھی پر جان دیتا کیون زمانہ / اگر یہہ بات ہوتی ہر کسی مین
نہ دیکھا سایۂ دیوار تک بھی / بہت چکّر لگائے اُس گلی مین
دلِ ویران کے ظاہر پر نہ جاؤ / نہونے پر بھی سب کچھہ ہے اسی مین
ترا آزردہ ہونا بھی ادا ہے / مگر وہ دل لگی مین یا ہنسی مین
پری سے نقشہ اچھا حور سے آنکھہ / تری صورت نہین ملتی کسی مین
عداوت اُنکی ظاہر ہے نہ اُلفت / وہی ہے جو سمجھہ لو اپنے جی مین

تمہین کیا چھیڑ کر خوش ہون وہ ای داغ
کہ تم تو رو دیتے ہو ہنسی مین

اثر ہی خار حسرت کے بیان مین ۔ کہ اسکے حرف چبھتے ہین زبان مین
نزاکت سے نہ آئے جو گمان مین ۔ کوئی کیا لائے اُسکو امتحان مین
سپئے تھے اشک جو عشق نہان مین ۔ وہ چھالے بنکے پھوٹے ہین زبان مین
کھلے گر بال و پر ابکے تو صیاد ۔ قفس رکھا ہوا ہی آشیان مین
ہوئی جاتی ہی عالم کی صفائی ۔ رہو تم امتحان ہی امتحان مین
نہین مرنیکا اپنے غم یہہ غم ہی ۔ کہ پھر آنا نہوگا اس جہان مین
یہہ ممکن تہا کہ رسوائی نہوتی ۔ سمائی بہی ہو تیرے رازدان مین
مقدر نے دکھایا مین نے دیکھا ۔ نہ تہا جو کچھ مرے وہم و گمان مین
ادہر وحشت ادہر ہی خوف صیاد ۔ کبہی تنہا کبہی مین کاروان مین
یہہ کہکر وہ مرے دل مین نہ ٹھیرے ۔ ہمین ہوتی ہی وحشت اس مکان مین
غنیمت ہی جو وہ کرتے نہین بات ۔ ہماری موت ہی اُنکی زبان مین
خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا ۔ زبان میری لگا لینا زبان مین
سنا دے قصہ خوان اُنکو مرا حال ۔ لگا دے یہہ بہی ٹکڑا داستان مین
ہوا بگڑی ہوئی ہی کچھ چمن کی ۔ چلوا ہی ہمصفیر و آشیان مین
نہین سہے انتہا اہل وفا کی ۔ بہت دشواریان ہین امتحان مین

کیا ہے عاشقون نے اُسکو بدنام — بُرائی کونسی ہے آسمان مین
جو کچھہ کہتے ہو مُنہہ سے کر دکہاؤ — دَہرا کیا ہے فقط خالی بیان مین
چلے آتے ہین وہ مقتل سے ناخوش — بُرا نکلا ہی کوئی اِمتحان مین
نمودِ حسن کو ہے عشق درکار — بہت ہوتے ہین یوسف کاروان مین
مرے دِل کو مرے نالونکو رُوکے — اگر طاقت ہو تیرے پاسبان مین
چل ای شوقِ ستم اُس سرزمین پر — جو ہو کچھہ مِلتی جُلتی آسمان مین
کہا دِل تہا مگر اُس سنگدل نے — اثر ہو دردمندون کی فغان مین

کہا سب نے کلام **داغ** سنکر
غنیمت ہے یہہ دم ہندوستان مین

دم نہین دِل نہین دماغ نہین — کوئی دیکھے تو اب وہ **داغ** نہین
گر قناعت نہین ہو انسان کو — کبھی حاصل اسے فراغ نہین
ایسے ویرانے مین وہ کیون آئین — خانۂ دل ہو خانہ باغ نہین
بات کرنی تو بار ہے تمکو — بات سننے کا بہی دماغ نہین
تہی زمانے مین روشنی جسکی — ہاے اُس گہر مین اب چراغ نہین
مست کردے نگاہ سے ساقی — حاجتِ ساغر و ایاغ نہین
فصلِ گل جوش پر ہو ایکبے برس — دِل افسردہ باغ باغ نہین
کہوج مِلتا ہو ہر مسافر کا — عمرِ رفتہ کا کچھہ سراغ نہین

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دل سے ہو دور یہہ وہ داغ نہین

نیند آئے جو کسی رات یہہ ممکن ہی نہین
مجھپہ گذرے نہ قیامت وہ کوئی دن ہی نہین

دم شماری دل مہجور بُری ہوتی ہے
جان کی خیر اِسی مین ہے کہ تو گن ہی نہین

قابل دید ہے بیتابی دل کا مضمون
حرف کوئی مرے مکتوب مین ساکن ہی نہین

کس بھروسے پہ دکھاؤن نگہہ یار کو دل
چور کا سارے جہان مین کوئی ضامن ہی نہین

ہے لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانین
ابھی موسم ہی نہین دن ہی نہین سن ہی نہین

مانگتا ہون جو دعا وصل کی اونکے آگے
چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہین ممکن ہی نہین

غیر آسیب ہے سایہ سے ہی اُسکے بچنا
آدمیت ہو اگر اُس مین تو وہ جن ہی نہین

کون گرداب محبت سے نکالے مجھکو
آشنا کوئی مددگار و معاون ہی نہین

آپ کے دل کی خبر کیون نہو میرے دلکو
کیا زمانے مین کوئی صاحب باطن ہی نہین

آپ ہی حضرت ناصح کوئی تدبیر کرین
آپ سا کوئی مرا مشفق و محسن ہی نہین

کسکو اے داغ سنائین غزل اپنی لکھکر
میر و مرزا ہی نہین غالب و مومن ہی نہین

خدا سے گفتگو ہے اور مین ہون
گلہ اے بے مہر تو ہے اور مین ہون

اُدہر محفل مین ہین پروانہ و شمع
اِدہر وہ شمعرو ہے اور مین ہون

شب وصل عدو ہے اور تو ہے
دل پُر آرزو ہے اور مین ہون

نکالوں چھانکر ساری خدائی
اب اسکی جستجو ہے اور میں ہون

مے و ساغر کہاں روزِ جدائی
مرے دل کا لہو ہے اور میں ہون

تن بے سر سے ہے قاتل کی تعریف
صدائے بے گلو ہے اور میں ہون

ہمیشہ تازہ گلرو دیکھتا ہون
بہارِ رنگ و بو ہے اور میں ہون

نکالی چھیڑ گر مجھسے سرِ بزم
سمجھ لو پھر عدو ہے اور میں ہون

نہ چھوڑونگا دلِ خون گشتہ تجھکو
کہ اب تیرا لہو ہے اور میں ہون

نہ آئے اور کوئی دم تو پھر کیا
یہ ننھی سی آرزو ہے اور میں ہون

کہیں جمتی نہیں اپنی طبیعت
خیالِ چارسو ہے اور میں ہون

ملیں گے کل کہ وہ سمجھینگے سب مجھسے
کہا ہے **داغ** تو ہے اور میں ہون

صبح تک دل کو دلاسے شبِ غم دیتے ہیں
جسکو تم دے نہیں سکتے اُسے ہم دیتے ہیں

حسبِ خواہش وہ کہاں رنج و الم دیتے ہیں
مانگنے والے کو آزار بھی کم دیتے ہیں

خاک دیتے ہیں جو یون اہلِ کرم دیتے ہیں
سو بتاتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں

وعدہ کرنیکو وہ تیار تھے سچے دل سے
میں نے کمبخت یہہ جانا مجھے دم دیتے ہیں

کس نے خوشبو سے بسایا ہے کفن کو میرے
کہ دعائیں مجھے سب اہلِ عدم دیتے ہیں

وہ جو ارشاد کریں یاد رہے یا نہ رہے
نامہ بر ہم تجھے قرطاس و قلم دیتے ہیں

مجھسے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تو نے
دیکھ یون جلتے ہیں اسطرح سے دم دیتے ہیں

خاکساران محبت کا یہی تو ہے علاج
کھول کر آنکو ترا النقش قدم دیتے ہین

سادگی ہے کہ شرارت ہے جو ہر بات پہ وہ
میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہین

عہد لیتے ہو کہ پھر بوسہ نہ لینا دیکھو
دینے والے بھی کہین لے کے قسم دیتے ہین

طعنۂ الفت دشمن پہ کہا ظالم نے
ایک سے لیتے ہین دل ایک کو ہم دیتے ہین

مدعا یہ ہے تڑپتا ہے سسکتا ہے یہ
کھولکر آب بقا مین مجھے سم دیتے ہین

دلشکنی اُنسے زیادہ کوئی لکھیگا جواب
کس لیے ہات مین دشمن کے قلم دیتے ہین

تو وفا کرتی جو اے عمر رواں کیا ہوتا
بیوفائی پہ تری سیکڑون دم دیتے ہین

زاہدون کو برکت کا ہے مہینا رمضان
فاقے کرتے ہین مگر کب یہ بھرم دیتے ہین

ابر نیسان کے ہر اک قطرے پہ یہ کہتی ہے صدف
واہ دل کھول کے یون اہل کرم دیتے ہین

داغ

رنج دینے کا عبث ہے شکوہ اُن سے
جسکو دیتا ہے خدا اُسکو صنم دیتے ہین

کیون چراتے ہو دیکھکر آنکھین
کر چکین میرے دل مین گھر آنکھین

ضعف سے کچھ نظر نہین آتا
کر رہی ہین ڈگر ڈگر آنکھین

چشم نرگس کو دیکھ لین پھر ہم
تم دکھا دو جو اک نظر آنکھین

ہے دوا انکی آتش رخسار
سینکتے ہین اُس آگ پر آنکھین

کوئی آسان ہے ترا دیدار
پہلے بنوائے تو بشر آنکھین

جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی
لوٹ آئین ہین کسقدر آنکھین

دل کو تو گہونٹ گہونٹ کر رکہا
مانتی ہی نہین مگر آنکہین

نہ گئی تاک جہانک کی عادت
لیئے پہرتی ہین دربدر آنکہین

کیا یہہ جادو بہرا نہ تہا کاجل
سرخ کرلین جو پونچہکر آنکہین

ناوک و نیشتر تری پلکین
سحر پرداز و فتنہ گر آنکہین

یہہ نرالاہی شرم کا انداز
بات کرتے ہو ڈہانک کر آنکہین

خاک پر کیون ہو نقش پا تیرا
ہم بچہائین زمین پر آنکہین

نوحہ گر کون ہی مقدر پر
رونے والون مین ہین مگر آنکہین

یہی رونا ہی گر شب غم کا
پہوٹ جائین گی تا سحر آنکہین

حال دل دیکہنا نہین آتا
دل کی ہوائین چارہ گر آنکہین

داغ آنکہین نکالتے ہین وہ
اُنکو دیدو نکال کر آنکہین

سب لوگ جدہر وہ ہین اُدہر دیکہہ رہے ہین
ہم دیکہنے والون کی نظر دیکہہ رہے ہین

تیور ترے ای رشکِ قمر دیکہہ رہے ہین
ہم شام سے آثار سحر دیکہہ رہے ہین

میرا دل گم گشتہ جو ڈہونڈا نہین ملتا
وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکہہ رہے ہین

کوئی تو نکل آئیگا سر بازِ محبت
دِل دیکہہ رہے ہین وہ جگر دیکہہ رہے ہین

ہی مجمع اغیار کہ ہنگامۂ محشر
کیا سیر مرے دیدۂ تر دیکہہ رہے ہین

اب ای نگہہ شوق نہ رہجاے تمنا
اِسوقت اِدہر سے وہ اُدہر دیکہہ رہے ہین

ہرچند کہ ہر روز کی رنجش ہے قیامت
ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھ رہے ہین

آمد ہے کسیکی کہ گیا کوئی ادھر سے
کیون سب طرف راہ گذر دیکھ رہے ہین

تکرار تجلی نے ترے جلوے مین کیون کی
حیرت زدہ سب اہل نظر دیکھ رہے ہین

نیرنگ ہے ایک ایک ترا دید کے قابل
ہم اے فلک شعبدہ گر دیکھ رہے ہین

کب تک ہے تمہارا سخنِ تلخ گوارا
اس زہر مین کتنا ہے اثر دیکھ رہے ہین

کچھ دیکھ رہے ہین دلِ بسمل کا تڑپنا
کچھ غور سے قاتل کا ہنر دیکھ رہے ہین

ابتک تو جو قسمت نے دکھایا وہی دیکھا
آیندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھ رہے ہین

پہلے تو سُنا کرتے تھے عاشق کی مصیبت
اب آنکھ سے وہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین

کیون کفر ہے دیدارِ صنم حضرتِ واعظ
اللہ دکھاتا ہے بشر دیکھ رہے ہین

خطِ غیر کا پڑھتے تھے جو ٹوکا تو وہ بولے
اخبار کا پرچہ ہے خبر دیکھ رہے ہین

پڑھ پڑھ کے وہ دم کرتے ہین کچھ ہاتھ پر اپنے
ہنس ہنس کے مرے زخمِ جگر دیکھ رہے ہین

مین **داغ** ہون مرتا ہون ادھر دیکھیے مجھکو
منھ پھیر کے یہ آپ کدھر دیکھ رہے ہین

اُنکے اک جان نثار ہم بھی ہین
ہین جہان سو ہزار ہم بھی ہین

تم بھی بیچین ہم بھی ہین بے چین
تم بھی ہو بیقرار ہم بھی ہین

اے فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے
عیش کے خواستگار ہم بھی ہین

کھینچ لائیگا جذبِ دل اُنکو
ہمہ تن انتظار ہم بھی ہین

بزم دشمن مین لے چلا ہے دل
کیسے بے اختیار ہم بھی ہین

شہر خالی کیے دکان کیسی
ایک ہی بادہ خوار ہم بھی ہین

شرم سمجھے ترے تغافل کو
واہ کیا ہوشیار ہم بھی ہین

ہاتھ ہمسے ملاؤ اے موسیٰ
عاشق روے یار ہم بھی ہین

خواہش بادۂ طہور نہین
کیسے پرہیزگار ہم بھی ہین

تم اگر اپنی گون کے ہو معشوق
اپنے مطلب کے یار ہم بھی ہین

جس نے چاہا پھنسا لیا ہمکو
دلبرونکے شکار ہم بھی ہین

آئی میخانے سے یہہ کسکی صدا
لاؤ یارونکے یار ہم بھی ہین

لے ہی تو لیگی دل نگاہ تری
ہر طرح ہوشیار ہم بھی ہین

ادہر آکر بہی فاتحہ پڑہ لو
آج زیر مزار ہم بھی ہین

غیر کا حال پوچھیے ہمسے
اُسکے جلسے کے یار ہم بھی ہین

کونسا دل ہے جسمین داغ نہین
عشق مین یادگار ہم بھی ہین

یہہ تو نہین کہ تمسا جہان مین حسین نہین
اس دل کو کیا کرون یہہ بہلتا کہین نہین

ہان ہان کہو زبان سے یا تم نہین نہین
ہمکو تمہاری بات کا مطلق یقین نہین

دل کے سوا نہ کعبے مین ہے وہ نہ دیر مین
گر ہے تو بس یہین ہے نہین تو کہین نہین

چکر ہے رات دن مجھے مانند آسمان
بہلے جہان یہہ دل وہ کوئی سرزمین نہین

اُس در پہ جبہہ سا ہو تو پھر کوئی کیون اُٹھے
یا سنگ آستان ہی نہین یا جبین نہین

تم مہربان ہو کہ نہ ہو اِس سے بحث کیا
وہ دِل نہین وہ لاگ نہین وہ ہمین نہین

دنیا کا حال حضرتِ عیسیٰؑ سے پوچھیے
کیا آسمان والو نہین اہل زمین نہین

کسطرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بدلحاظ
کیا میرے دلمین وہ نگہہ شرمگین نہین

یہہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سُنا
دم دے رہا ہون ہین دمِ واپسین نہین

کیون ذکر بیوفائی دشمن پہ یاد ہے
گردن ہلا ہلا کے وہ کہنا نہین نہین

کہتا ہون دل سے اور جبین ڈھونڈیے کوئی
آتا ہے پھر خیال کہ ایسا کہین نہین

مذہب مین اپنے ترکِ ملاقات کفر ہے
یہہ بات ہمنشین کی تو کچھہ دلنشین نہین

واعظ تجھے دکھائین گے ہم کوے یار ہی
جا پہونچے ایک دم مین یہہ خلد برین نہین

کیا لطف دے رہی ہین ادائین عتاب کی
ہر موج بحر حسن وہ چین جبین نہین

معشوق بنکے چھوٹ گئی سب ستم شعار
یا رب ستم رسیدونکی پرسش کہین نہین

افسوس ہے کہ درد بھی اب چھوڑتا ہے ساتھ
یہہ بھی اخیر وقت کہین ہے کہین نہین

احباب چشم تر سے اُٹھاتے ہین ہات کیون
یہہ پردہ آنکھہ کا ہے مری آستین نہین

باتین تمہاری اور تمہاری شکایتین
جو کچھہ سنی ہین ہم نے وہ تم سے کہین نہین

جلوت مین یون ہے وہ کہ تلاشی ہے چشم شوق
خلوت مین اسطرح ہے کہ خلوت گزین نہین

کہتے ہین لوگ **داغ** سے وہ بدگمان ہے
ایسا تمہاری ذات سے اُسکو یقین نہین

وہ نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں
پاس بیٹھے ہیں مگر دور نظر آتے ہیں

زاہد خشک کی بھی رال ٹپک پڑتی ہے
تر و تازہ اگر انگور نظر آتے ہیں

اشک پرخون کا جو بھاہا لگا رہتا ہے
دل کے اندر کئی ناسور نظر آتے ہیں

یاد آتے ہیں وہ دندان مسی آلود
جب ستارے شب دیجور نظر آتے ہیں

ہمنشیں انکے منانے کے لئے بھیجے
وہ سوا مجھسے بھی مجبور نظر آتے ہیں

سرد مہری سے تری سرد ہوئے ہیں آہ
دل جو پر سوز تھے کافور نظر آتے ہیں

چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہنے دے
ہمکو کیا کیا رخ پر نور نظر آتے ہیں

چشم مستان قدح خوار میں شب کو اختر
چرخ پر ساغر بلور نظر آتے ہیں

وصف خوبان جہان پر یہ کہا اُس بت نے
آپ کی آنکھ میں سب حور نظر آتے ہیں

اے فلک انکے علاوہ بھی حسین ہیں کہ نہیں
جو زمانے میں ہیں مشہور نظر آتے ہیں

خانۂ غیر میں بے پردہ ہے وہ ماہ جمال
کہ ستارے مجھے بے نور نظر آتے ہیں

نہیں خمخانۂ عالم میں کوئی بھی ہشیار
ہمکو مخمور ہی مخمور نظر آتے ہیں

سخت جان ہو دل بسمل تو کرے کیا قاتل
وار بیٹھے ہوئے بھرپور نظر آتے ہیں

شکر کرتا ہوں انہیں دیکھ کے شمع ہوں کہ دو
مجھکو دنیا میں جو مسرور نظر آتے ہیں

اجر ملتا ہے اٹھاتے ہیں جو بار غم عشق
ہمکو عاشق ترے مزدور نظر آتے ہیں

مر کے بھی داغ محبت کے نشان کچھ نہ مٹے
داغ کے دل میں بدستور نظر آتے ہیں

اس نہین کا کوئی علاج نہین
روز کہتے ہین آپ آج نہین

کل جو تہا آج وہ مزاج نہین
اس تلوّن کا کچھہ علاج نہین

آئینہ دیکھتے ہی اترائے
پھر یہہ کیا ہر اگر مزاج نہین

لے کے دل رکھہ لو کام آئیگا
گو ابہی تمکو احتیاج نہین

ہو سکین ہم مزاجدان کیونکر
ہمکو ملتا ترا مزاج نہین

چپ لگی لعل جانفزا کو ترے
اس مسیحا کا کچھہ علاج نہین

دل بے مدعا خدا نے دیا
اب کسی شی کی احتیاج نہین

کہوٹے داموں مین یہہ بہی کیا ٹھیرا
درہم داغ کا رواج نہین

بے نیازی کی شان کہتی ہے
بندگی کی کچھہ احتیاج نہین

دل لگی کیجیے رقیبون سے
اسطرحکا مرا مزاج نہین

عشق ہے پادشاہ عالمگیر
گرچہ ظاہر مین تخت و تاج نہین

درد فرقت کی گو دوا ہی وصال
اسکے قابل بہی ہر مزاج نہین

یاس نے کیا بجھا دیا دل کو
کہ تڑپ کیسی اختلاج نہین

ہم تو سیرت پسند عاشق ہین
خوبرو کیا جو خوش مزاج نہین

حور سے پوچھتا ہون جنت مین
اس جگہہ کیا بتون کا راج نہین

صبر بہی دل کو داغ دے لینگے
ابہی کچھہ اس کی احتیاج نہین

یہہ بُت جو دیتے ہین جھوٹی زبان دیتے ہین
خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہین

ہم امتحان کے ساتھہ امتحان دیتے ہین
وہ جان لینے کو آئین تو جان دیتے ہین

زمین کوچۂ جانان کا رتبہ ایسا ہے
فرشتے اِسکے عوض آسمان دیتے ہین

تکان پہنچے نہ قاتل کے دستِ نازک کو
ٹھہر ٹھہر کے بہت اِمتحان دیتے ہین

عدو کی بزم ہی کچھہ اُنکی انجمن تو نہین
وہ اپنے ہاتھہ سے کیون پھول پان دیتے ہین

یہہ نامہ بر نے کہا مجھسے کیا وہ دل مین نہین
کہ آپ اور جگہہ کا نشان دیتے ہین

خیال عارض و لب سے بڑا ہی دل مین لہو
گرہ سے اپنی ہی مہمان دیتے ہین

مرے فسانے کو سُن سُن کے نیند اُڑتی ہے
دعائین مجھکو ترے پاسبان دیتے ہین

خیال رشک سے مر جاے مدعا یہہ ہے
وہ مفت غیر کا مجھکو مکان دیتے ہین

تری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے
دوہائیان یہی سب نوجوان دیتے ہین

کیا ہی بوسے کا وعدہ مگر ہے وہ اِحسان
کوئی یہہ جانے کہ دونون جہان دیتے ہین

ملیگا تارکِ دنیا کو کیا بجز جنّت
وہان مکان کے بدلے مکان دیتے ہین

وہ تم کہ روز نئی بدگمانیان ہین تمہین
وہ ہم کہ روز نیا اِمتحان دیتے ہین

سُنا ہی بات ہی کرنی تمہین نہین آتی
تمہارے مُنہہ مین ہم اپنی زبان دیتے ہین

وہ رنج بندے کو اپنے خدا نہین دیتا
جو مجھکو ایک مرے مہربان دیتے ہین

کہے جو داغ کہ ہم جان نثار ہین سب جھوٹ
یہہ لوگ مفت کہین اپنی جان دیتے ہین

اسیر دام بلا اور کون ہے مین ہون
شکار تیغ جفا اور کون ہے مین ہون

تری ادا پہ فدا اور کون ہے مین ہون
تباہ میرے سوا اور کون ہے مین ہون

شہید زہر حیا اور کون ہے مین ہون
قتیل تیغ ادا اور کون ہے مین ہون

کہان سے آئی شب غم صدا تسلی کی
یہان تو یار خدا اور کون ہے مین ہون

مجھے تو رنج ندے تو کہ اے دل ناداں
جہان مین دوست ترا اور کون ہے مین ہون

بندھی ہے شرط اسی سے رہ محبت مین
حریف باد صبا اور کون ہے مین ہون

شریک روح بھی میری ہے میرے ماتم مین
شمول اہل عزا اور کون ہے مین ہون

تمہارا عاشق شیدا ہون خیر جیسا ہون
برا ہون یا ہون بھلا اور کون ہے مین ہون

دعا جو مین نے یہہ مانگی خدا برون سے بچائے
تو سنکے بولے برا اور کون ہے مین ہون

مٹے ہوونکا ہمیشہ نشان رہتا ہے
بقا کے غم مین فنا اور کون ہے مین ہون

عدو کا عشق حسینونکا رشک خو سے ستم
تمہارے دل سے جدا اور کون ہے مین ہون

خیال یار یہہ کہتا ہے مجھسے خلوت مین
ترا رفیق بتا اور کون ہے مین ہون

اس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزار
اس اپنے دم سے خفا اور کون ہے مین ہون

ستم شریک فلک اور کون ہے تم ہو
شریک اہل وفا اور کون ہے مین ہون

حجاب مجھسے حیا مجھسے عار ہے مجھسے
اس انجمن مین نیا اور کون ہے مین ہون

وہ داغ جسکو گل باغ عشق کہتے ہین
بہار رنگ وفا اور کون ہے مین ہون

ردیف واو

واعظ بڑا مزہ ہو اگر یون عذاب ہو
دوزخ مین پانون ہاتھ مین جام شراب ہو

معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو

تو مجھ پہ شیفتہ ہو مجھے اجتناب ہو
یہہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو

دنیا مین کیا دھرا ہی قیامت مین لطف ہو
میرا جواب ہو نہ تمھارا جواب ہو

ساقی ہمارے جام مین کیون بال پڑ گیا
ایسا نہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو

نکلے جدہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو

دو بار تو نے ذکر کیا رشکِ حور کا
ناصح خدا کرے تجھے دونا ثواب ہو

دنیا سے روسیاہ چلا ہون پسِ فنا
منھ پر مرے کفن سے جدا اک نقاب ہو

مہجور کی دعا کو شبِ قدر چاہیئے
یوسفؑ کے دیکھنے کو زلیخاؑ کا خواب ہو

بولین سؤالِ وصل پہ وہ اُنکو کیا غرض
خاموش ہین کہ کوئی کہے لاجواب ہو

ایسا لگا ہوا ہی مئے ناب کا مزہ
پانی بھی مین پیون تو مرا مُنھ خراب ہو

جلتا نہین رقیب تعجب کی بات ہی
بجلی تھین زمین پہ تھین آفتاب ہو

یارب شمارِ جرم سے بس منفعل نکر
تنخواہ تو نہین ہی کہ جسکا حساب ہو

یہہ مدعا ہی کہہ نسکون حرفِ مدعا
کیونکر نہ عرض حال سے پہلے عتاب ہو

عاشق کی ایک حال مین گذرے تو لطف کیا
دل کو کبھی سکون ہو کبھی اضطراب ہو

مین بوالہوس نہین جو سزاوار لطف ہون | میرے لیے نصیب جو مجہپر عتاب ہو

در پردہ تم جلاؤ جلاؤن نہ مین چہ خوش
میرا ہی نام **داغ** ہو گر تم حجاب ہو

ہو تاک مین دزدیدہ نظر دیکہیے کیا ہو | پہر دیکہہ لیا اُسنے اِدہر دیکہیے کیا ہو

بہیجا ہی خطِ شوق اُسے دل نے نمانا | اب فکر ہی یہہ آٹہہ پہر دیکہیے کیا ہو

لڑنے تو لگین اُسکی نگاہون سے نگاہین | اِس جنگ کا انجام مگر دیکہیے کیا ہو

دل جب سے لگایا ہی کہین جی نہین لگتا | کسطرح سے ہوتی ہی بسر دیکہیے کیا ہو

جب چہیڑتی ہی بادِ صبا زلفِ دوتا کو | دوہری ہوئی جاتی ہی کمر دیکہیے کیا ہو

لٹکے تو ہی مشکل دلِ مضطر کو سنبہالا | اندیشہ ہی یہہ بارِ دگر دیکہیے کیا ہو

جو کہنے کی باتین ہین وہ سب کہہ گئے ہین | اُنکو مرے کہنے کا اثر دیکہیے کیا ہو

اندیشۂ فردا مین عبث جان گہلاتین | ہو آج سے کل کی خبر دیکہیے کیا ہو

زاہد کو بڑا ناز ہی میکش کو بڑا عجز | اللہ کو مقبول مگر دیکہیے کیا ہو

پی پاہمنے مے ہوش ربا اور بہت پی | سوچا نہین کچہہ نفع و ضرر دیکہیے کیا ہو

وہ بیٹہے بٹہائے تو اُٹہاتے ہین قیامت | جائین جو سرِ راہ گذر دیکہیے کیا ہو

مین وصل مین بیتاب ہون جب آخرِ شب سے | دل اُنکا دہڑکتا ہے سحر دیکہیے کیا ہو

پہر یاس ہٹاتی ہی جو بیدل کی تمنا | بن بن کے بگڑتا ہی یہہ گہر دیکہیے کیا ہو

ای **داغ** اُنہین ہی تو ہر دشمن ہی کا دہڑکا

ہر دو نون طرف ایک ہی ڈر دیکھیے کیا ہو

کیون وعدۂ وصال سے دل بدگمان نہو
یہہ شرط ہی نہی کہ خدا درمیان نہو

دل بدگمان ہی اور سوا بدگمان نہو
دیتے ہی خط اُسکو جسکے دہن ہو زبان نہو

مرتا ہی تجھپر ایک زمانہ شباب مین
اچھا تو ہی کہ ہیہ کوئی نوجوان نہو

کھلتی ہی جان ایک ہی دشمن کی فکر مین
یارب شریک حالِ عدو آسمان نہو

سارا جہان جان کو کہتا ہی بیوفا
مجھکو یہہ فکر ہی تمہین جانِ جہان نہو

اندازِ جان وہی نہین آتا ہی مجھے
مٹی مری خراب دمِ امتحان نہو

پوچھین وہ جب خوشی سے قیامت کی بات ہے
میرا ہی حال اور مجھی سے بیان نہو

یارب پس فنا ہی رہے شرمِ بیکسی
یہہ مشتِ خاک گردِ رہِ کاروان نہو

حوروں کی بات پڑ گئی جنت مین ہم غریب
کیا آدمی کا بس ہی جو اپنا مکان نہو

تڑپاؤگے جگر کو کہ دل کو لٹاؤگے
منظور کیا ہی درد کہان ہو کہان نہو

رہتی ہی اُس سے ہی درِ جانان پہ لگی
سر پھوڑین سنگِ در سے اگر پاسبان نہو

مجھکو ملا یہہ شکوۂ دشنام پر جواب
آپ اُس سے عشق کیجیے جسکی زبان نہو

یارب بنادے تو اسی صورت کا اور کچھ
اس آسمان سے تنگ ہین یہہ آسمان نہو

آفت کی تاک جہانک قیامت کی شوخیان
پھر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہو

کیا کرسکے وہ غیر کی تجھ سے شکایتین
جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہو

واعظ بجا ہی کہیے جو ویرانہ کو بہشت
جنت اُسیکا نام ہی آدم جہان نہو

جھوٹا ہوا جو وعدہ ترا اسکا غم نہین
ڈر ہی کہ لب سے غیر کے جھوٹی زبان نہو

اب اُس نگاہِ شرم مین وہ شوخیان کہان
وہ تیغ کیا چلیگی جو برسون میان نہو

تقدیر پھیر لائی ترے در سے رات کو
دُھوکا سب مجھے ہوا کہ پرایا مکان نہو

اے داغ عیش مین ہون دلِ شاد شاد سے
انسان وہ ہی جسکو غمِ دو جہان نہو

میرے پہلو سے وہ اُٹھے غیر کی تعظیم کو
بندگی کو بندگی تسلیم ہی تسلیم کو

اے تپِ سوزِ محبت تیری آمد دیکھکر
رونگٹے اُٹھتے ہین میرے جسم پر تعظیم کو

ہی رضاے دوست بڑہکر اُلفتِ فرزند سے
ورنہ کیا دُوبھر تھے اسمٰعیل ابراہیم کو

آج مجھسے حضرتِ ناصح یہہ چلکر کہہ گئے
آسمان سے اب فرشتے آئینگے تعلیم کو

مجھسے مے آشام کی کب اُوس سے بجھتی ہی پیاس
بجھ گیا دل دیکھتے ہی کوثر و تسنیم کو

ہی بڑی دولت جو ہاتھ آجائے کوئی خوبرو
اے ہوس ڈھونڈتا ہی کیا طلا و سیم کو

آسمان دیتا ہی مجھکو رنج غیرونکو خوشی
واہ کیا کہنا ہی کیا کہتے ہین اس تقسیم کو

اپنے دل کا حال ہم [illegible]
آگ لگجائے الٰہی اس اُمید و بیم کو

جب نہین اے داغ وحشت ہی تو آسایش کہان
جائے ہندوستان سے کونسی اقلیم کو

ہمارے دلمین لے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو
امانت دار کا گھر ہی امانت اپنی رہنے دو

جو ہین مشتاق اُنکے دلمین حسرت اپنی رہنے دو
کوئی دن اور بھی پردے مین صورت اپنی رہنے دو

نہین ہی شتہا ابتک بہت غم کہاکے آیا ہون
کہونگا اہل جنّت سے یہہ نعمت اپنی رہنے دو

غضب کی بات ہی یہہ مشورہ دیتے ہین وہ مجھکو
رقیبون سے بہی تم صاحب سلامت اپنی رہنے دو

کسیکو چاہ کر پچہتاؤگے وہ مجھہ سے کہتے ہین
تم اپنے ہی لئے جہوٹی محبت اپنی رہنے دو

ڈرایا ہی منایا ہی یہہ کہکر وصل مین اُسنے
بگڑ جائینگے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو

شکایت نامہ آیا ہی جواب خط مین اے ہمدم
یہہ ہی قسمت کا لکہا خیر قسمت اپنی رہنے دو

اٹھینگے فتنۂ محشر سے یہہ فتنے نگاہون کے
ابہی تم اپنے قبضہ مین قیامت اپنی رہنے دو

ہمین دیدار سے محروم رکہکر ہی نظر دل پر
پرایا مال تاکو اور دولت اپنی رہنے دو

محبّت اور پہر کسکی محبّت یار نادان ہین
کہا کیون مجھہ سے قابو مین طبیعت اپنی رہنے دو

مرے ناصح جو تنگ آئے تو یون کہنے لگے باہم
نہین سنتا کوئی یارو نصیحت اپنی رہنے دو

اگر اے حضرت دل ہی وہ ہرجائی تو کیا غم ہی
بہٹکتی تم بہی ڈانوان ڈول نیت اپنی رہنے دو

دعائین مانگتا ہون مین جناب کبریائی مین
نہ چہیڑو یہہ نہین موقع شرارت اپنی رہنے دو

بظاہر مہربانی ہی تو دل مین بدگمانی ہے
سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو

نہ گہبرا جائے رہکر ایک مہمان خانۂ دل مین
کچہہ الفت میری رہنے دو کچہہ الفت اپنی رہنے دو

نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ رو ہوکر
اسی مین ملتی جلتی کچہہ شباہت اپنی رہنے دو

وہان ہی بے نیازی **داغ** اُس سے کیا غرض اُسکو
یہہ طاعت اپنی رکہہ چہوڑو عبادت اپنی رہنے دو

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجہے چین اصلا ہو
مگر پہر یہہ دعا دیتا ہون تو ہو اور دشمن ہو

ترے دیدار کو بھی مجمع محشر ہی زیبا ہو — کہ جیسے دیکھنے والے ہوں ویسا ہی تماشا ہو
اُنہیں یہہ جستجو ہی مرنے والا کوئی پیدا ہو — مگر بہتر سے بہتر ہو مگر اچھے سے اچھا ہو
جو وحدت میں دُوئی اس مرتبہ کی ہو تو زیبا ہو — نہیں تم ہو تو بہتر ہو نہیں ہم ہوں تو اچھا ہو
یہہ فرمایا اُنہوں نے دیکھکر تصویر یوسفؑ کی — اسے تو مول لے جو کوئی آنکھوں کا اندھا ہو
خمارے سے یوں وقتِ سحر بگڑا مزاج اپنا — کسی نے رات بھر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو
کلیجے سے لگا لیتا ہوں برگ لالہ و گل کو — عجب کیا ہی اگر یہہ بھی کسیکے دل کا ٹکڑا ہو
تری زلفیں بھی ہیں صیاد آنکھیں بھی شکاری ہیں — تماشا دیکھنے کا ہی جو میرے دل پہ جھگڑا ہو
اگر غافل نہ ہوتے ہم تو کب کے مرچکے ہوتے — کسے یہہ یاد کل کیا تھا کسے معلوم کل کیا ہو
جہنم ہو کہ جنت کیا اندھیرے میں نظر آئے — شرر ہی سنگ مرقد کا چراغِ راہِ عقبیٰ ہو
ہوئی یہہ انتظارِ یار میں ہر اشک کی صورت — جو تھم جائے تو پتھر ہو جو بہہ جائے تو دریا ہو
نہ عاشق ہو سکیگا کوئی دنیا میں وہ کہتے ہیں — ہمارا چاہنے والا ہی پیدا ہو جو پیدا ہو
نگاہِ پاک سے دیکھے جمالِ پاکِ محبوبی — اگر دامان یوسفؑ پردہ چشم زلیخاؑ ہو
لڑینگے آپ حوروں سے ملینگے آپ غیروں سے — مجھے ڈر ہی کہ جنت میں کوئی فتنہ نہ برپا ہو

ابھی نفرت ہی ہمکو داغ سے وہ دن بھی آتے ہیں
خدا چاہے تو اُس کمبخت کو دل سے تمہیں چاہو

عشق تاثیر کرے اور وہ تسخیر بھی ہو — یہہ تو سب کچھ ہو مگر خواہشِ تقدیر بھی ہو
کاش تجھسے ہی مقابل تری تصویر بھی ہو — دعویِ ناز بھی ہو شوخیِ تقریر بھی ہو

جعلسازون نے بنایا ہے شکایت نامہ | کیون خفا آپ ہوئے یہہ مری تحریر ہی ہو
طمع زر ہی سے انسان کی مٹی ہی خراب | خاک مین ہم تو ملا دین اگر اکسیر ہی ہو
جب مقابل ہی نہون کسکو بتاؤن اچھا | سامنے آپ ہی ہون آپکی تصویر ہی ہو
پہلے یہہ شرط مصور سے وہ کر لیتے ہین | بانکی صورت ہی کھنچے ہاتھ مین شمشیر ہی ہو
مارے باندھے ہی سہی چھوڑیگا فلک اپنی چال | کہکشان اسکے لئے تیغ ہی زنجیر ہی ہو
کوئی نادان ہون یارونکے کہے مین آؤن | جسکو تدبیر بتاتے ہین وہ تدبیر ہی ہو
کاش وہ محفل اغیار مین ای جذبۂ دل | میری تعظیم ہی دے مجھسے بغلگیر ہی ہو
جو نکمے ہین کوئی کام نہین کرسکتے | انہین بوڑہون مین شمار فلک پیر ہی ہو
لڑپڑے غیر سے کیا خیر ہی کیسا ہی مزاج | تم جو چپ چپ ہو کچھ مضطر ہی ہو دلگیر ہی ہو
وصل کا خواب سناتے ہین تمہین یہہ سن لو | خواب جسطرحکا ہی ویسی ہی تعبیر ہی ہو
تیری بزم طرب و عیش کو لگتی ہی نظر | ہین جہان ہم اور وہان عاشق دلگیر ہی ہو
گو ہی شوخی وہ اثر دیدۂ نرگس مین کہان | اسکی آنکھون کی طرح سرمۂ تسخیر ہی ہو

تم نمکخوار ہوئے شاہ دکن کے ای داغ
دام اقبالہ
اب خدا چاہے تو منصب ہی ہو جاگیر ہی ہو

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکھتے جاؤ | مری طرف ہی تو سرکار دیکھتے جاؤ
نہ جاؤ حال دل زار دیکھتے جاؤ | کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکھتے جاؤ
بہار عمر مین باغ جہان کی سیر کرو | کہلا ہوا ہی یہہ گلزار دیکھتے جاؤ

یہی تو چشمِ حقیقت نگر کا سُرمہ ہے
نزاعِ کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

اُٹھاؤ آنکھہ نہ شرماؤ یہہ تو محفل ہے
غضب سے جانبِ اغیار دیکھتے جاؤ

نہیں ہے جنسِ وفا کی تمہیں جو قدر نہو
بنینگے کیتنے خریدار دیکھتے جاؤ

تمہیں غرض جو کرو رحم پایمالوں پر
تم اپنی شوخیِ رفتار دیکھتے جاؤ

قسم بھی کہائی تھی قرآن بھی اُٹھایا تھا
پھر آج ہے وہی انکار دیکھتے جاؤ

یہہ شامت آئی کہ اُسکی گلی مین دل نے کہا
کھُلا ہے روزنِ دیوار دیکھتے جاؤ

ہوا ہے کیا ابھی ہنگامہ اور کچھہ ہوگا
فغان مین حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

شبِ وصال عدو کی یہی نشانی ہے
نشانِ بوسۂ رخسار دیکھتے جاؤ

تمہاری آنکھہ مرے دل سے بے سبب بے وجہ
ہوئی ہے لڑنے کو تیار دیکھتے جاؤ

اِدھر کو آ ہی گئے اب تو حضرتِ زاہد
یہین ہے خانۂ خمار دیکھتے جاؤ

رقیب بر سرِ پرخاش ہمسے ہوتا ہے
بڑھے گی مفت مین تکرار دیکھتے جاؤ

نہین ہین جرمِ محبت مین سب کے سب ملزم
خطا معاف خطاوار دیکھتے جاؤ

دِکھا رہی ہے تماشا فلک کی نیرنگی
نیا ہے شعبدہ ہر بار دیکھتے جاؤ

بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
تم اپنی گرمیِ بازار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ بند کئے آنکھہ رہروانِ عدم
اِدھر اُدھر بھی خبردار دیکھتے جاؤ

سُنی سُنائی پہ ہرگز کبھی عمل نکرو
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

جناب داغ کے اشعار دیکھتے جاؤ

ردیف ہاے ہوز

کیون کرتے ہو دنیا کی ہر اک بات سے توبہ
منظور تو ہی میری ملاقات سے توبہ

کیونکر نہ کرون شور مناجات سے توبہ
آغاز ہو جب چار گہڑی رات سے توبہ

زاہد نے چھپا یا ہی اُسے گوشۂ دل مین
بہاگی تہی کسی رند خرابات سے توبہ

یہہ فصل اگر ہوگی تو ہر روز پیئینگے
ہم مے سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ

کیونکر وہ اِدہر آسکے کہ اَی حضرتِ زاہد
بچتی ہی نہین قبلۂ حاجات سے توبہ

تعریفِ صنم بات ہی بہتر نہین زاہد
کیا ٹوٹ گئی حرف و حکایات سے توبہ

بیعت بہی جو کرتا ہی تو وہ دست سبو پر
چلّاتی ہی کیا رند خرابات سے توبہ

اللہ دکہاے نہ مجھے روز و شبِ ہجر
اُس دن سے حذر کیجئے اُس رات سے توبہ

خود ہم نہ ملینگے نہ کہین جائینگے مہمان
کی آپ نے واللہ نئی گہات سے توبہ

کافر تری تقریر تو اچھی ہی کرین کیا
کرتے ہین مسلمان بُری بات سے توبہ

وہ آئی گہٹا جہوم کے للچانے لگا دل
واعظ کو بلاؤ کہ چلی ہات سے توبہ

پہسلاتے ہین کیون آپ مجھے حضرتِ ناصح
منت سے کرونگا نہ مدارات سے توبہ

آفت ہی قیامت ہی یہہ پاداش غضب ہے
توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ

دنیا مین کوئی بات ہی اچھی نہین زاہد
اِس بات سے توبہ کبھی اُس بات سے توبہ

مسجد نہین دربار ہی یہہ پیر مغان کا
دروازے کے باہر رہی اوقات سے توبہ

امید ہے مجھکو یہہ نِدا آئے دم مرگ ۔ مقبول ہوئی اُسکی عنایات سے توبہ

یہہ **داغ** قدح خوار کے کیا جی مین سمائی
سنتے ہین کئے بیٹھے ہین وہ رات سے توبہ

کیون بر سرِ عتاب ہو کیا اس سے فائدہ ۔ کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فائدہ
حاصل ہی کچھ نتیجہ ہی کچھ دل جو دین تمہین ۔ نقصان بے حساب ہو کیا اس سے فائدہ
یکتا اگر ہوے تو خدا بن نہ جاؤ گے ۔ مانا تم انتخاب ہو کیا اس سے فائدہ
کیا لطف وصل ہے جو دوبارا نہو نصیب ۔ دونا جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ
چھُریون سے کم نہین ہین نگاہون کی تیزیان ۔ ٹکڑے جو یون نقاب ہو کیا اس سے فائدہ
گر دل ملے تو آنکھ ملانے کا لطف ہے ۔ کیون شکوۂ حجاب ہو کیا اس سے فائدہ
چلتا ہے کون کون چلے بزم وعظ سے ۔ بدنام کیون شراب ہو کیا اس سے فائدہ
کیون خاکسار بنکے رہون کوے یار مین ۔ مٹی مری خراب ہو کیا اس سے فائدہ
حرفِ سوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیئے ۔ جب صاف ہی جواب ہو کیا اس سے فائدہ

ایسو نسے وہ نگاہ ملاتے نہین کبھی
گر **داغ** آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ

دل کی ہے پرورش خلش و درد و غم کے ساتھ ۔ کتنے لگے پڑے ہین یہان ایک دم کے ساتھ
چلتا ہے ساتھ ایک مسافر کے دوسرا ۔ اے کاش آرزو بھی نکلجائے دم کے ساتھ
مُردے سے بھی قریب کے مجھکو تو خوف ہے ۔ کیا جانے کیا کریگا یہہ اہل عدم کے ساتھ

عادت ہی ہو دروغ کی خوف خدا ہی ہو — وہ کانپ جاتے ہین جہوٹی قسم کے ساتہہ

لکہتا ہوا چلا ہون خط شوق راہ مین — چلتے ہین میرے پانون برابر قلم کے ساتہہ

اسکو یہہ آرزو ہو مرا حال دیکہہ لو — لب پر مرے دل آنے لگا شرح غم کے ساتہہ

ہر آسمان کو ابر گہر بار سے حسد — رہتی نہین بخیل کی اہل کرم کے ساتہہ

کیا جور کا مزہ ہو اگر آسمان نہو — جو بات جسکی ہو وہ اسکی ہر دم کے ساتہہ

دونون کا نام عشق مین مشہور ہو گیا — میرا وفا کے ساتہہ تمہارا ستم کے ساتہہ

سیدہی طرح کبہی نہین رہتی تمہاری زلف — کرتی ہو بانکپن یہہ ہر پیچ و خم کے ساتہہ

اکبار جان لی جو کبہی تو کیا مزہ — کچہہ کچہہ کرم بہی کیجیے ہر ہر ستم کے ساتہہ

افسوس اس زمانہ مین وہ چیز ہی نہین — دل کو ملا کے دیکہتے ہم جام جم کے ساتہہ

اہل دول نہ دیکہین مجہے چشم کم سے داغ
دولت لگی پڑی ہو مرے دم قدم کے ساتہہ

مانند طور بام پہ دیکہا تو کچہہ نہ کچہہ — بجلی تہی یا چہلاوہ مگر تہا تو کچہہ نہ کچہہ

قاصد کی چال اور ہو تیور کچہہ اور ہین — اچہا برا جواب یہہ لایا تو کچہہ نہ کچہہ

گو محفل رقیب مین جانا نہ چاہیئے — دیکہینگے ہم بلا سے تماشا تو کچہہ نہ کچہہ

ہرچند اضطراب مین ہمنے کہا ہو حال — قاصد بڑا فہیم ہو سمجہا تو کچہہ نہ کچہہ

گو عرض مدعا پہ مجہے گالیان ملین — نکلیگی میرے دل کی تمنا تو کچہہ نہ کچہہ

اچہا برا جواب ملے جائے نامہ بر — انکار ہی سہی مجہے لکہا تو کچہہ نہ کچہہ

کچھہ وہم ہے کہ فکر ہے دلمین شب وصال
اندیشہ مند آپ کو پایا تو کچھہ نہ کچھہ

کیون تیر وہ لگاے جو لے دلمین چٹکیان
ہوتی ہے اُسکی بات مین ایذا تو کچھہ نہ کچھہ

ہنگام امتحان ستم یاد تو کیا
بارے اُنہین ہوئی مری پروا تو کچھہ نہ کچھہ

گو داور قیامت اُسے صاف چھوڑ دے
ہم ہی جتاے جائینگے دعوا تو کچھہ نہ کچھہ

عشرت نہو قلق ہو یہہ قسمت کی بات ہے
پہل عاشقی کا داغ نے پایا تو کچھہ نہ کچھہ

دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ
اس واسطے چھوڑ دو عالم سے واسطہ

تیرے مریض غم کی دعا ہے یہہ دمبدم
ڈالے خدا نہ عیسیٰ مریم سے واسطہ

رشک پری اُنہین جو کہا یہہ ملا جواب
جب پری ہین کیا ہمین آدم سے واسطہ

جب غیر غیر ہے تو اُسے کیون ہو لاگ ڈانٹ
کچھہ تم سے واسطہ ہے نہ کچھہ ہم سے واسطہ

سچ ہے مقام دوست کے طالب کو کیا غرض
جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ

الفت مین دونون لازم وملزوم ہو گئے
غم کو غرض ہے دل سے اُسے غم سے واسطہ

پیغامبر رقیب کو آخر بنالیا
پیدا کیا یہہ کوشش پیہم سے واسطہ

آخر بغیر تر ہوے دامن نہ بچ سکا
اسکو پڑا ہے دیدۂ پرنم سے واسطہ

کیون مانتے ہین حضرت زاہد کو مغبچے
کوئی تو ہے جناب مکرم سے واسطہ

محبوب بادشاہ دکن دام اقبالہ شادمان رہے
اے داغ ہمکو ہے فقط اس دم سے واسطہ

ردیف الیاء

نفرت ہے حرف وصل سے اچھا نہین سہی
تو آؤ اور بات سنو وہ نہین سہی

چھوڑونگا مین نہ ہات چلے آؤ ساتھ ساتھ
نازک کلائی دکھتی ہے تو آستین سہی

ظاہر تو اختلاط کی باتین ہوا کرین
سرجفا مین اگر نہین ہے محبت نہین سہی

مشق جفا کے واسطے کسکی تلاش ہے
آنکھون مین ہے تو یہہ ستمگرین سہی

اقرار کرکے گھورتے ہو کیون مری طرف
باور نہین سہی یقین سہی دل نشین سہی

آرام کچھ کہین نہ کہین مل ہی جائیگا
زیر فلک نہین ہے تو زیر زمین سہی

بیداد کرکے چاہتے ہو پھر جفا کی داد
بہتر بجا درست صحیح آفرین سہی

سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری راہ مین
ہر نقش پاسے عار تو نقش جبین سہی

بے دلگی ہی داغ گذرنی محال ہے
وہ دل نہین سہی وہ تمنا نہین سہی

ایک طوفان ہے غم عشق مین رونا کیا ہے
نہین معلوم کہ انجام کو ہونا کیا ہے

دیکھکر سانولی صورت تری یوسف بھی کہے
چٹ پٹا حسن نمکدار سلونا کیا ہے

چار باتین ہی کبھی آپ نے گھل ملکے کہین
انہین باتون کا ہے دونا مجھے رونا کیا ہے

کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار رہی
اور اب اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہے

آشنا بحر محبت سے نکالین نہ مجھے
ڈوبنے والے کو دشوار ڈبونا کیا ہے

کاش ملجائے ترا سایۂ دیوار ہمین — اوڑہنا کیا ہے فقیرونکا بچھونا کیا ہے
لحد تنگ مین کروٹ بہی نہ لینے پائے — پانون پہیلا کے نہ سوئے تو وہ سونا کیا ہے
تیغ کہینچے ہوئے وہ ترک پہر اُسپر یہہ غضب — ہم تڑپ ہی دیتے ہین بس آپ سے ہونا کیا ہے
مزرعِ دل مین عبث تخمِ محبت بویا — جس سے حاصل نہو اُس تخم کا بونا کیا ہے
ابرِ رحمت ہے اُدہر دیدۂ پرنم ہے اِدہر — مشکل اس نامۂ اعمال کا دہونا کیا ہے
تمپہ مرجائینگے اس آس پہ ہم — زندگی شرط ہے تو جان کا کہونا کیا ہے
چمپئی رنگ پہر اُس رنگ مین بجلی کی چمک — مات کندن ہے ترے رنگ سے سونا کیا ہے

داغ

اُسکی ٹہوکر سے بہی کمبخت نہ جاگا افسوس
موت ہے داغ سیہ مست کا سونا کیا ہے

آرزو ہے وفا کرے کوئی — جی نہ چاہے تو کیا کرے کوئی
گر مرض ہو دوا کرے کوئی — مرنے والے کا کیا کرے کوئی
کوستے ہین جلے ہوئے کیا کیا — اپنے حق مین دعا کرے کوئی
اُن سے سب اپنی اپنی کہتے ہین — میرا مطلب ادا کرے کوئی
چاہ سے آپ کو تو نفرت ہے — مجھکو چاہے خدا کرے کوئی
اُس گلے کو گلا نہین کہتے — گر مزے کا گلا کرے کوئی
یہہ ملی داد رنجِ فرقت کی — اور دل کا کہا کرے کوئی
تم سراپا ہو صورتِ تصویر — تم سے پہر بات کیا کرے کوئی

سب کہتے ہین ہم نہین خدائے کریم
کیون ہماری خطا کرے کوئی

جس مین لاکھون برس کی حورین ہون
ایسی جنت کو کیا کرے کوئی

اِس جفا پر تمہین تمنا ہے
کہ مری التجا کرے کوئی

منھہ لگاتے ہی داغ اترایا
لطف ہے پھر جفا کرے کوئی

ہرچند شوخیون کی حیا پردہ دار ہے
آنکھون مین تیری فتنہ بہت بیقرار ہے

جتنا وہ مہربان ہے یہہ بیقرار ہے
دل کا معاملہ ہی عجب پیچدار ہے

سب کچھہ تو ہوچکا یہہ فقط انتظار ہے
کہدین بگڑکے آپ تجھے اختیار ہے

اُس فتنہ گر سے ہمسے تو رہتے ہین توڑ جوڑ
شامت تو اُسکی ہے کہ جو ناکردہ کار ہے

قیمت سوائی پہونچی ہے پہلے کشید سے
جو میفروش ہے وہ مرا قرضدار ہے

بے وجہ یون ہو آپ کی تصویر حیرتی
مشتاق ہے کسیکا اِسے اِنتظار ہے

اِن پہلوؤن سے پوچھہ لیا اُسنے دردِ دل
نکلا مری زبان سے بے اختیار ہے

دل مین ہین نامہ بر سے بہت بدگمانیان
منھہ پر یہہ کہہ رہا ہون ترا اعتبار ہے

ابتک تو ابتدائے محبت مین ہین مزے
آگے مرا نصیب ہے اَللہ یار ہے

جبتک وفا ہو وعدہ یہان زندگی کہان
مجھہ سے زیادہ عہد ترا پائدار ہے

یہہ آپ جانین داغ مین جو ہین برائیان
اِتنا تو ہم کہین گے بڑا وضعدار ہے

کب وہ چھوٹنگے شرابِ عشق سے مستانہ ہے
شورِ محشر اُسکو پھر خواب اک افسانہ ہے

پھر سرِ شوریدہ پر جوشِ جنون دیوانہ ہے
پھر دلِ تفسیدہ پر برقِ بلا پروانہ ہے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگسِ مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

آتے جاتے ہین نئے ہر روز مرغِ نامہ بر
بندہ پرور آپکا گھر بھی کبوتر خانہ ہے

فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر وہ شمعرو
آج میری قبر کا جو پھول ہے پروانہ ہے

دور سے بھر آتے ہین آنسو ضبط سے پیتے ہین ہم
آنکھ کی ہے آنکھ یہہ پیمانے کا پیمانہ ہے

پائے ساقی پر گرایا جب گرایا ہے مجھے
چال سے خالی کہان یہہ لغزشِ مستانہ ہے

کوہکن کا تھا یہی پیشہ جو کاٹا تھا پہاڑ
کام مشکل جانکنی اے ہمتِ مردانہ ہے

جب پڑا ہے وقت کوئی ہو گئے ہین سب الگ
دوست بھی اپنا نہین بیگانہ تو بیگانہ ہے

اُسکے در پر جا کے ہوتا ہے گدا کو بھی پناہ
لوگ کہتے ہین مزاج اِس شخص کا شاہانہ ہے

مجھکو لیجا کر کہا ناصح نے اُنکے روبرو
آپکے سر کی قسم یہہ آپکا دیوانہ ہے

اِسکو دیوانہ بنا لون تو کرون جھک کر سلام
مین تو بھولا ہون مگر دشمن بڑا فرزانہ ہے

ہمنے دیکھا ہی نہین خالی نحوست سے کوئی
زاہدون کو نا مبارک سبحۂ صد دانہ ہے

داغ
یہہ ہر کوئی سے قاتل ہان نادان ضد نکر
اُٹھ یہان سے آ ادھر گھر بیٹھ کچھ دیوانہ ہے

کلیجا کرے خون وہ دل یہی ہے
تمہارے برابر کا قاتل یہی ہے

جو بے آگ جلجائے وہ دل یہی ہے
جو بے زخم تڑپے وہ بسمل یہی ہے

نہین یکدلی سخت مشکل یہی ہے — کہ وہ دِل وہی اور یہہ دِل یہی ہر
بُرائی نہ چاہے بُرون سے نباہے — اگر ہر تو دنیا مین مشکل یہی ہر
نہ ٹھہرا وہ ناوک تو دِل یون پُکارا — ٹھہر اے مسافر کہ منزل یہی ہر
چُھپاتے ہو مُٹھی مین کیون دیکھہ پایا — یہی ہے یہی ہے مرا دِل یہی ہر
کرے مجھہ سے ہرچند وہ بھولی باتین — مگر یہہ کہونگا کہ قاتِل یہی ہر
طبیعت کا آنا ہر آفت کا آنا — کرے صبر انسان مُشکل یہی ہر
رہِ عشق مین راہزن کیا تھوگا — مجھے خوف منزل بمنزل یہی ہر
نہ آئیگا کوئی نہ بیٹھیگا کوئی — اگر آپ کا رنگِ محفل یہی ہر
ترا جلوہ ٹھہرا ہر مقصودِ عالم — کہ ساری خدائیکا حاصل یہی ہر
بھری بزم مین تجھکو آتا ہر کیسا — یہہ پہچان جب ناکہ مائل یہی ہر
تڑپنے سے جسکے تسلّی ہو تجھکو — مری جان اس کام کا دِل یہی ہر
ہماری شبِ غم گذر جائے یارب — کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہر
خدا نے بنایا بتون نے بگاڑا — نہ کعبہ نہ بتخانہ وہ دِل یہی ہر
مری بزم کا عیش سُنکر وہ بولے — اگر موت سے ہم غافِل یہی ہر

وفا وہ کرین داغ یہہ کہنے نا
مگر آپ کا زعم باطل یہی ہر

غیر ہو ناشاد کیون کیسی کہی — چاہتا ہون داد کیون کیسی کہی

پہلے گالی دی سوالِ وصل پر — پہر ہوا ارشاد کیون کیسی کہی
پیرزن کے ساتہہ بولی اُٹہی اجل — اِسنے ای فریاد کیون کیسی کہی
تمنے دِل کی بات کیون کیسی سنی — ہمنے یہہ رُوداد کیون کیسی کہی
عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی — آپ ہین جلّاد کیون کیسی کہی
مانگتے تہے میرے ملنے کی دعا — وہ بہی دن ہین یاد کیون کیسی کہی
لے چلین گے آج تجہکو اُنکے پاس — ای دلِ ناشاد کیون کیسی کہی
حشر مین پوچہونگا کہکر سرگذشت — یہہ کہانی یاد کیون کیسی کہی
سُن لئے وصلِ عدو کے تمنے شعر — یہہ مبارکباد کیون کیسی کہی
مین کرون تیری طرح تجہپر ستم — ای ستم ایجاد کیون کیسی کہی
دِل لگایا اب تو ہمنے پندگو — ہرچہ بادا باد کیون کیسی کہی
صید کرلو طائرِ جان رقیب — تم بنو صیّاد کیون کیسی کہی
ہمنے تجہسے آج اپنی آرزو — کہکے کی فریاد کیون کیسی کہی
تو بہی ای ناصح کسی پر جان دے — ہاتہہ لا اُستاد کیون کیسی کہی

داغ تجہکو باغِ جنت ہو نصیب
خانمان برباد کیون کیسی کہی

کہا تہا ہمنے جو کچہہ رازدان سے — سنا وہ آج دشمن کی زبان سے
یہہ ہی اُمید جسمِ ناتوان سے — کرون مین اُڑکے باتین آسمان سے

ملا تھا یا نہین اُس دلستان سے
ترا آنا ہوا قاصد کہان سے

برستے ہین وہ فتنے آسمان سے
قیامت مٹ گئی میری نشان سے

نکالو داغ کو اپنے مکان سے
چلا آیا یہہ دیوانہ کہان سے

وہی کہتا ہون مین سنتا ہون جو کچھ
ملی ہی یون زبان اُنکی زبان سے

ہدف دل کو کریگا اِک نہ اِک دن
یہہ تیرا کھیلنا تیر و کمان سے

اُنہین غصہ ہمین ہی شوق قاصد
چلین گے وہ وہان سے ہم یہان سے

مری آہین رقیبون کی دعائین
یہہ فوجین لڑ رہی ہین آسمان سے

چلے بے راہ اکثر رہروِ شوق
بچی جاتی ہی منزل کاروان سے

ہر اِک مین عیب نکلین گے کہان تک
تمہین اچھے سہی سارے جہان سے

سنا ہی آ گئی کچھ اُس پہ ہی آفت
مزہ مٹنے کا اب ہی پاسبان سے

کہان اے داغ اب اپنا ٹھکانا
اُٹھا بیٹھے ہین دل دونون جہان سے

تاثیر محبت نے کیون دیر لگائی ہی
یا رب مری قسمت نے کیون دیر لگائی ہی

مظلومِ جفا آخر کب داد کو پہونچین گے
کیا جانے قیامت نے کیون دیر لگائی ہی

میخانہ پہ آجائے گھنگھور گھٹا گھر کر
اللہ کی رحمت نے کیون دیر لگائی ہی

وہ سنگدل آتا ہی کب میرے جنازے پر
لیجانے مین خلقت نے کیون دیر لگائی ہی

لڑتی نہین آنکھ اُنکی گو سامنے بیٹھے ہین
شوخی نے شرارت نے کیون دیر لگائی ہی

کم ظرف نہیں میکش ہے انکو حیا کا رنج
ساقی تری ہمت نے کیون دیر لگائی ہے

کل صبح قیامت ہے کیا جانے کوئی اسکو
میری شب فرقت نے کیون دیر لگائی ہے

دشوار نہیں میرے لکھے کا بدل دینا
پھر کاتب قدرت نے کیون دیر لگائی ہے

تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت اچھے
اے داغ طبیعت نے کیون دیر لگائی ہے

کسطرح کہون قیس ترے دل کو لگی ہے
نالون سے کبھی آگ بھی محمل کو لگی ہے

اے راہنما راہ لے تو اور طرف کی
کچھہ اور ہوا رہرو منزل کو لگی ہے

چلتی ہے کوئی داغ محبت کی نشانی
یہہ چوٹ غضب کی مہ کامل کو لگی ہے

جام مے کوثر لئے مشتاق ہین حورین
کیون دیر ابھی مرے قاتل کو لگی ہے

تعریف سنی حضرت یوسف کی جو مجھہ سے
اک چوٹ مرے حور شمایل کو لگی ہے

انصاف سے دشمن نے کبھی حق مین ہمارے
اچھی ہی کہی ہے تو بری دل کو لگی ہے

مین تیرے سوا اور نہ اللہ سے مانگون
مدت سے یہی دھن ترے سایل کو لگی ہے

مجبور رہا شکر جفا سے ہی کم بخت
کیا موت کی ہچکی ترے بسمل کو لگی ہے

دیکھا نہ کنارا کبھی کشتی نے ہماری
کب ٹھیس حباب لب ساحل کو لگی ہے

کچھہ روتے ہین کچھہ مرتے ہین کچھہ لوٹ رہے ہین
کس کی نظر بد تری محفل کو لگی ہے

جب سے ہے سنا داغ نے کی عشق سے توبہ
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین کیا دل کو لگی ہے

وقتِ انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے
روبرو داورِ محشر کے اشارے ہوتے

بزمِ دشمن میں ترے ہمکو نظارے ہوتے
اور اس بات کے آنکھوں میں اشارے ہوتے

کسنے یوں پیار کیا کسنے وفا ایسی کی
کیوں کریں قتل کسیکو وہ ہمارے ہوتے

شبِ فرقت میں ہوا ابر گھٹا چھائی ہے
کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے

پھول تھے غیر کی قسمت میں اگر اے ظالم
تو نے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے

قیس و فرہاد بھلے کو نہ ہوئے آج کے دن
وہ بھی ہو جان سے قربان تمہارے ہوتے

تارے گن گن کے گذاری شبِ ہجر و فراق
کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے

نامہ بر رہ کے وہاں تجھکو خبر لانی تھی
چار دن اور مصیبت کے گذارے ہوتے

جور کے لطف تھے جب بدمزگی کے تھے مزے
جو تمہارے تھے وہی ڈھنگ ہمارے ہوتے

کیوں مرے پاس تڑپنے کو رہے پہلو میں
آپ ہی حضرتِ دل اٹھ کے سدھارے ہوتے

زلفیں بکھری ہوئیں تمنے جو سنواریں تو کیا
کام بگڑے ہوئے عاشق کے سنوارے ہوتے

چار دن ہی نہ رقیبوں سے نبھی دیکھ لیا
جو ہمارے نہ ہوئے کب وہ تمہارے ہوتے

امتحان گاہِ محبت میں نہ ٹھہرے اغیار
یوں نہ گھبراتے اگر دل کے کرارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان میں نہ ہوتی ہرگز
داغ یہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

وہ قتل کیا اسنے یہ شہرت ہو کسیکی
کیا لطف ہو محشر میں بھی تربت ہو کسیکی

ہم اپنے ہی سر لیں گے مصیبت ہو کسیکی
آئے گی اسی جان پہ آفت ہو کسیکی

مٹ جائے کوئی حسن سے شہرت ہو سکیگی
ماتم ہو کسیکا شب عشرت ہو سکیگی

پیغام دیا تہا کوئی مرتا ہی خبر لو
قاصد سے کہا گر ہی عادت ہو سکیگی

تم ظلم کئے جاؤ یہہ ذمہ ہی ہمارا
پرسش ہی جو فردائے قیامت ہو سکیگی

وہ صدمے اُٹہائے ہین کہ ہر دم یہہ دعا ہے
دنیا مین کسیکو نہ محبت ہو سکیگی

ہم لطف کے رہنے کو ابہی جانچ رہے ہین
دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو سکیگی

بیدل ہین یہہ معشوق بہی عاشق سے زیادہ
دل ہو تو ضرور اُس مین محبت ہو سکیگی

کیون وصل کی شب ہاتہہ لگانے نہین دیتے
معشوق ہو یا کوئی امانت ہو سکیگی

انصاف اُسی روز تو ٹہہرا ہے ہمارا
ایسا نہو شرمندہ قیامت ہو سکیگی

اے نامہ بر انداز سخن سیکہہ لے ہمسے
تعریف کے پہلو مین شکایت ہو سکیگی

لپٹا دے مجھے تیغ سے اے شوق شہادت
پوری نہ کسیطرح سے حسرت ہو سکیگی

دشمن کی کبہی تم سے برائی نہ کرونگا
کیا فائدہ کیون مفت مین غیبت ہو سکیگی

دیکہی ہی وہ شوخی کہ یہہ جی چاہ رہا ہی
مٹی کے ہی پتلے مین شرارت ہو سکیگی

آتا ہی مجھے نرگس حیران سے ہی وہم
کمبخت کی آنکہون مین نہ حسرت ہو سکیگی

اے داور محشر نظر رحم کسی پر
مجھکو نہین منظور کہ ذلت ہو سکیگی

راحت طلبی نے مجھے رکہا نہ کہین کا
طاعت ہو سکیگی نہ اطاعت ہو سکیگی

اے نامہ بر احوال غم ہجر تو لکہدون
ایسا نہو میری ہی سی حالت ہو سکیگی

لڑنا کبہی ملنا کبہی آنا کبہی جانا
تم شوخ ہو یا شوخ طبیعت ہو سکیگی

اور رہنے دو تسکین کے لئے غیر کی تصویر | شاید جو نہون مین تو ضرورت ہو کسیکی

یہہ داغ ہماری نہین سنتا نہین سُنتا
ایسی ہی الٰہی نہ بُری مت ہو کسیکی

عشق مین عیش کے بدلے یہہ تباہی کیسی | پھنس گئی جان مصیبت مین الٰہی کیسی
چاہتے ہو مری چاہت کا رقیبون سے ثبوت | جب ہو مجرم کو خود اقرار گواہی کیسی
ابھی آئی ابھی چھائی شب ہجران اے چرخ | دوڑتی ہے ترے مُنہہ پر یہہ سیاہی کیسی
ترک خونخوار ترا غمزہ ہے اُسپر چالاک | دل سے لڑتا ہے لڑائی یہہ سپاہی کیسی
دل نہین مال تو اس کا تمہین لالچ کیسا | تم نہین چور تو دزدیدہ نگاہی کیسی
تم تو دلدار و وفادار ہو لو کیا کہنا | منصفی شرط ہے کیون ہمنے بناہی کیسی
پارسا جان کے وہ مجھہ سے ملے دیکھو مین | آگئی کام مری پاک نگاہی کیسی
ابر آیا ہے فلک پر کہ شب غم یارب | یہہ سپیدی مین جھلکتی ہے سیاہی کیسی
اس سے بڑھکر تو گنہگار نہ دیکھا نہ سنا | جب کیا عشق تو ناکردہ گناہی کیسی

کیا بُری چیز ہے الفت کا بُرا ہو اے داغ
دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی

فراق یار مین تسکین دل بیتاب کو ہوتی | جو اپنے عیش سے فرصت مرے احباب کو ہوتی
پسند آتی اگر اس شوخ کو اس دل کی بیتابی | یہہ حسرت برق کو یہہ آرزو سیماب کو ہوتی
[illegible] یان حسینون کو تباہی کے لئے ورنہ | ترقی سی ترقی عالم اسباب کو ہوتی

شب فرقت جو دیکھا چودھوین کا چاند کیا دیکھا
میسر اُسکی صورت دیدۂ بیخواب کو ہوتی

پڑی ہی مخمصے مین جان مجھہ مے کش کی مرجاتا
اگر کچھہ دیر بہی زاہد شراب ناب کو ہوتی

نئی سیرین نرالے رنگ کیونکر دیکھتا کوئی
ہمیشہ کیون نہ گردش عالم اسباب کو ہوتی

رہا پردے مین وہ بت ورنہ ابرو کے اشارے سے
قیامت تہی کہ جنبش کعبہ کی محراب کو ہوتی

مزا جب تہا ترستا نام کو بہی اُس مین دم باقی
یہانتک پیاس تیری خنجر بے آب کو ہوتی

نگاہ شوق موسی کی طرح گر دیکھتی تجھکو
کہان یہہ تاب تیرے روے عالمتاب کو ہوتی

شب غم **داغ** سینہ سے نہ اُٹہا تہا ہی ورنہ
فروغ داغ سے نسبت نہ کچھہ مہتاب کو ہوتی

یہہ چرچے ہین ہمین دونون کے دم سے
نہ تم سے پہر زمانے مین نہ ہمسے

اگر مر جائین تو چھٹ جائین غم سے
مگر یہہ ہو نہین سکتا ہی ہم سے

ہمین ہر کس کی حسرت تیری حسرت
محبت کس کے دم سے تیرے دم سے

نہ لکھین گے جواب خط کسیکو
یہی لکھدے وہ کاش اپنے قلم سے

یہانتک ہوگئی ہین محو دیدار
یہہ آنکھین کم نہین بیت الصنم سے

نہ کیون ہو اُنکی گھبرائی ہوئی چال
کہ فتنے لپٹے جاتے ہین قدم سے

پسند آئی اُنہین خود طرز رفتار
نظر اُٹہتی نہین اپنے قدم سے

ٹالا ہر وعدہ پہر ہر بار کہنا
ہماری توبہ ہی جہوٹی قسم سے

کہا یہہ شکوہ روز جزا پر
تجھے پالا پڑیگا پھر بہی ہم سے

شب وعدہ ہمارے جو خواب میں آئے — وہ سچے بن گئے جھوٹی قسم سے
ملا یہہ خامہ فرسائی پہ الزام — ہمیں لکھا ہی خط ٹوٹے قلم سے
مرے سر پر نہ رکھو ہاتھہ اپنا — کہ ہوگا درد سر جھوٹی قسم سے
نہ مانے کو فلک کو ساتھہ لے لو — یہہ جی بھرتا نہیں تھوڑے ستم سے
دم تحریر خط یہہ ہیں دعائیں — چلے قاصد سوا میرے قلم سے
کہیں گے ہم کہ ہمکو چاہتے ہو — اگر تم ہاتھہ اٹھا بیٹھے ستم سے

خدایا آبرو دے رزق ای داغ
نہیں ہی بحث ہمکو بیش و کم سے

اجل روز جدائی کیوں نہ آئی — کسی کی مجھکو آئی کیوں نہ آئی
بہت عاشق تھے خواہان قیامت — بلائے سے نہ آئی کیوں نہ آئی
تعجب ہی کہ اس بیداد پر بھی — ترے آگے برائی کیوں نہ آئی
محبت میں جو دلپر آئی تھی چوٹ — جگر پر وہ سوائی کیوں نہ آئی
عدو کو پھیر لاتا تیرے در سے — مجھے یہہ رہنمائی کیوں نہ آئی
ترا شفاف چہرہ تن بدن صاف — طبیعت میں صفائی کیوں نہ آئی
مسیحائی اگر آتی ہے تمکو — ادا سے جانفزائی کیوں نہ آئی
مجھے بھولا سمجھ لے ورنہ واعظ — سمجھ میں پارسائی کیوں نہ آئی

ہزاروں چاہتے ہیں داغ تمکو

تمہین پھر بیوفائی کیون نہ آئی

پوچھتے ہین وہ مزاج اچھا تو ہر — مار رکھنے کا علاج اچھا تو ہر
یاس گلّی وجہ استغنا ہوئی — جب نہو کچھہ احتیاج اچھا تو ہر
گر حسینون مین بھی ہو رسم وفا — کیا برا ہی یہہ رواج اچھا تو ہر
آشیان زیبِ سرِ مجنون ہوا — ای جنون تنکون کا تاج اچھا تو ہر
سینہ کوبی دل خراشی چاہیئے — ہو سکے جو کام کاج اچھا تو ہر
دِل نہ ٹھہرے گا تو کیا ٹھہرے گا عشق — قلب کا یہہ اختلاج اچھا تو ہر

داغ کو دی ہے تسلّی آپ نے
واقعی وہ کل سے آج اچھا تو ہے

پہلے دن بھر مین تر و تازہ کہان رہتا ہر — آدمی تیس برس تک ہی جوان رہتا ہر
داغِ حسرت جو پسِ مرگ عیان رہتا ہر — یہہ نشانِ قدمِ عمرِ روان رہتا ہر
دِل مین رہتا ہی جو آنکھون سے نہان رہتا ہر — پوچھتے پھرتے ہین وہ داغ کہان رہتا ہر
کونسا چاہنے والا ہی تمہارا ممنون — سر تو رہتا ہین احسان کہان رہتا ہر
دستِ رد سینۂ عشاق پہ مارا کس — تیغ سے بڑھ کے ترا ہاتھہ روان رہتا ہر
وہ کڑی بات سے لیتے ہین جو چٹکی دِل مین — پھر وہ انکے لبِ نازک پہ نشان رہتا ہر
مین برا ہون تو برا جان کے ملیئے مجھہ سے — عیب کو عیب سمجھیئے تو کہان رہتا ہر
خانۂ دل مین تکلف بھی رہے تھوڑا سا — کہ ترا داغ ترا درد یہان رہتا ہر

لامکان تک کی خبر حضرتِ واعظ نے کہی
یہہ تو فرمائین کہ اللہ کہان رہتا ہے

ہم تو سمجھے تھے کہ وہان ہے تمہارا نوکر
کیا خبر تھی ملک الموت یہان رہتا ہے

اُنکے آتے ہی مجھے حور کا آیا جو خیال
بولے گھبرا کے کوئی اور یہان رہتا ہے

اپنے کوچہ مین نئی راہ نکال اپنے لئے
کہ یہان مجمعِ آفت زدگان رہتا ہے

جیسی دو آنکھین ہین دو دل بھی ملے ہین مجھکو
وقت پر ایک یہان ایک وہان رہتا ہے

گرچہ وہ کوستے ہین فخر ہے اسکا مجھکو
نام میرا ہی اُنہین وردِ زبان رہتا ہے

کچھہ مجھے وہم بندھا کرتے ہین تنہائی مین
کچھہ اُنہین بھی مری جانب سے گمان رہتا ہے

کیا کرون عشق مین بیتابیٔ دل کا شکوہ
صبر کرنے سے بھی پہردن خفقان رہتا ہے

میرے مطلب کی کہانی سے اُنہین ہے نفرت
یہی افسانہ مجھے نوکِ زبان رہتا ہے

زخم آلے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہین
داغ مٹتا ہی نہین اسکا نشان رہتا ہے

لطف وہ عشق مین پائے ہین کہ جی جانتا ہے
رنج بھی ایسے اُٹھائے ہین کہ جی جانتا ہے

جو زمانے کے ستم ہین وہ زمانا جانے
تونے دل اتنے ستائے ہین کہ جی جانتا ہے

مسکراتے ہوئے وہ مجمعِ اغیار کے ساتھہ
آج یون بزم مین آئے ہین کہ جی جانتا ہے

سادگی بانکپن اغماض شرارت شوخی
تونے انداز وہ پائے ہین کہ جی جانتا ہے

اِنہین قدمون نے تمہارے انہین قدمون کی قسم
خاک مین اتنے ملائے ہین کہ جی جانتا ہے

تم نہین جانتے اب تک یہہ تمہارے انداز
وہ مرے دل مین سمائے ہین کہ جی جانتا ہے

کعبہ و دیر میں پتھرا گئیں دونوں آنکھیں
ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہے

دوستی میں تری درپردہ ہمارے دشمن
اسقدر اپنے پرائے ہیں کہ جی جانتا ہے

داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے
اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے

تم لبھاتے ہو بار بار کسے
ایسی باتوں کا اعتبار کسے

واہ کیا شان بے نیازی ہے
دیدیا دل پر اختیار کسے

جب تلون مزاج وہ ٹھہرے
بیوفائی کا اعتبار کسے

مانگتا ہے دعا رقیب اگر
کھینچ لایا مرا مزار کسے

میرے مرنے کے بعد رو کے کہا
اب کہیں گے وفا شعار کسے

تاک میں دل کی ہے نشیلی آنکھ
اور کہتے ہیں ہوشیار کسے

دیکھیے رنگ لائے کیا جوبن
لوٹتی ہے تری بہار کسے

اک زمانے میں پڑ گئی ہلچل
کر دیا تمنے بیقرار کسے

داغ کو دو ہی دن میں بھول گئے
آپ سے کہتے تھے جان نثار کسے

دل کے رہنے کا اعتبار کسے
اور کہنے کا اختیار کسے

دل سے دشمن کا اعتبار کسے
ہم بنائیں صلاح کار کسے

یاد بھی ہے کہ آج بھول گئے
کل کیا تھا امیدوار کسے

موت سے پیشتر ہی مرجاؤن
اسقدر تابِ انتظار کسے

جب کہا مین نے ہاے لوٹ لیا
دِل پکارا کہ میرے یار کسے

غیر کو بھی بلا لیا ہمنے
وہ بنائین گے رازدار کسے

ذکرِ دشمن تو خوب تھا کہیئے
اب گذرتا ہو ناگوار کسے

دِل دعا کیا کرے مرے حق مین
بخشوائے گناہگار کسے

بجلیان ہین یہہ شوخیان تیری
اور کہتے ہین بیقرار کسے

داغ سے وہ اگر نہین ملتے
نہ ملین ہو یہہ افتخار کسے

ہین خونِ دل سے دیدۂ گریان بھرے ہوے
دونون چراغ ہین شبِ ہجران بھرے ہوے

زخمون پہ میرے کانِ ملاحت کے ہاتھہ سے
خالی کبھی ہوے ہین نمکدان بھرے ہوے

منکر ہو قتل غیر سے کیون دیکھہ تو ذرا
آیا ہو کون خون سے دامان بھرے ہوے

خالی نہین فساد سے یہہ تیوری کے بل
آتے ہو تم کہین سے مرجان بھرے ہوے

مجھہ رندِ پاکباز کو خالی سمجھہ نہ شیخ
اس دل مین ہین خزانۂ عرفان بھرے ہوے

ہین جنتی گلی مین تری کشتگانِ تیغ
ہین اس زمین مین گنجِ شہیدان بھرے ہوے

اے داغ دِل ترا نہ شگفتہ ہوا کبھی
عالم مین ہین گلون سے گلستان بھرے ہوے

ایسے تنگ آئے ہاتھہ سے دِل کے
روے ہم غیر سے گلے ملکے

عرش سے آگے آگے ملتے ہین
کچھ کچھ آثار اپنی منزل کے

قطع امید ہو گئی آخر
اور ٹکڑے کرو مرے دل کے

عشق پرزور حسن زور شکن
رہ گئے آج ہاتھ مل مل کے

بوسہ دینے کا لطف تو جب ہے
ہونٹ سے ہلنے نپائین سائل کے

ہاتھ گردن مین ڈال کر بولے
کس سے ملئے ترے گلے مل کے

شوق سے آپ آئینہ دیکھین
ہوش اڑ جائین گے مقابل کے

داغ کے عشق پر یہ ناز کرو
ہم ہین معشوق فرد کامل کے

کام رکنے کا نہین اے دل ناداں کوئی
خود بخود غیب سے ہوجائیگا سامان کوئی

بیچتا ہون جو خریدے مرے ارمان کوئی
مفت دیتا ہون اگر مان لے احسان کوئی

عشق جسکو نہوا ایسا نہین انسان کوئی
آگے تقدیر ہے خوش ہو کہ پشیمان کوئی

مل گیا اور رہی غارتگر ایمان کوئی
لیگیا لوٹ کے مجھ سے ترے ارمان کوئی

تھا ابھی چشم تصور مین نمایان کوئی
ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے پنہان کوئی

لائے کیونکر یہ یقین دل سے مسلمان کوئی
بے قسم کھائے وہ کرتے نہین پیمان کوئی

پانی پی پی کے دعا دین تجھے بسمل قاتل
انکو پہنچا دے سر چشمۂ حیوان کوئی

نا اچٹتی ہوئی باتون سے نہین ہم قائل
کرے انکار باندازۂ پیمان کوئی

ہا دہا جائے بلا سے انہین آرائش
رہ نجائے کسی کمبخت کا ارمان کوئی

رکھہ کے پیکان مرے زخمون مین لگا تا نکلے
ہو یونہین دیکھہ کے انگشت بدندان کوئی

شکوۂ رنجش و بیداد بہی کرتا قاصد
مگر اتنا کہ نہ ہو جائے پشیمان کوئی

جانتے بہی ہو اُس ارمان بہرے کو کہ نہین
شب کو بیٹھا تہا کسی گوشہ مین پنہان کوئی

برسون امید شہادت مین جیئے ہم اے خضر
تیغ سے بڑھ کے نہین دم کا نگہبان کوئی

نظر آتا نہین محفل مین کہین وہ آئے
بنکے بیٹھا ہی کہان شمع شبستان کوئی

حسرتین یون تو محبت مین بہت ہوتی ہین
دل مین رکہنے کا نکل آتا ہی ارمان کوئی

منفعل روز قیامت ہو وہ ظالم توبہ
داد خواہی سے نہ ہو جائے پشیمان کوئی

چشم بد دور وہ صیاد ہین تیری آنکھین
سامنے ہو کے نکلتا نہین انسان کوئی

ایک مہمان نے آتے ہی یہہ گہر لوٹ لیا
وہ جو دل مین ہی تو باقی نہین ارمان کوئی

دل تڑپ کر ادہر آتا ہی تو بڑھتی ہی خلش
ہی مگر دوسرے پہلو مین بہی پیکان کوئی

اُسکو مین لکھہ کے خط شوق پتا بہول گیا
غیر ہی لکھدے مرے نامے کا عنوان کوئی

طبع حاضر ہی صفائی بہی ہی نیت بہی درست
اب تو کر لیجیے خدا کے لئے پیمان کوئی

مین شب وصل زبان چوس کے چہوڑون کیونکر
کر سکے غیر سے کیون وعدہ و پیمان کوئی

اے حیات ابدی کچھہ تو سہارا دینا
نظر آتا ہی مجھے جان کا خواہان کوئی

ہی حسینون کی عدالت مین اُسکی بخشش
ہو جو ناکردہ خطا دل سے پشیمان کوئی

ہو گئی اُس بزم مین گلدستۂ نرگس کی بہار
باندہ دے اُس مین مرا دیدۂ حیران کوئی

آتشین آہ نے بل خاک نکالے دیکھو
سیدہے کرتا ہی ادہر ناوک [illegible]

جب سے کی عشق سے توبہ نظر آتے ہین یہہ جواب
کھینچتا ہی کوئی دامن تو گریبان کوئی

توڑ کر عہدِ بت عہد شکن نے یہہ کہا
آپ کی عمر کا رشتہ نہین پیمان کوئی

دِل مین چبھہ جاتی ہین کسطرح تمہاری آنکھین
سیخ دیکھا نہ کبھی ناوکِ مژگان کوئی

فرصتِ ناز ہی پہرون نہین ملتی افسوس
وہ ہی مصروفِ ستمہاے فراوان کوئی

آنکھہ مین آنکھہ تو ڈالی نہین جاتی ظالم
دِل مین دِل ڈالدے کسطرح سے انسان کوئی

داغ

مٹ چکی ہی خلشِ دِل مگر اب بہی اے داغ
پہانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارمان کوئی

تری محفل مین یہہ کثرت کبھی تھی
ہمارے رنگ کی صحبت کبھی تھی

اس آزادی مین کیا وحشت کبھی تھی
مجھے اپنے سے بہی نفرت کبھی تھی

ہمارا دل ہمارا دِل کبھی تہا
تری صورت تری صورت کبھی تھی

ہوا انسان کی آنکھون سے ثابت
عیان کب نور مین ظلمت کبھی تھی

دکن مین آئے ہم ہندوستان سے
تصور مین بہی یہہ صورت کبھی تھی

مِٹی کیا آبروئے عشق افسوس
کہ اس ذلت مین بہی عزت کبھی تھی

جہان سو حسرتون کی پوٹ ہی اب
یہین اِک شخص کی تربت کبھی تھی

ذرا انصاف کیجے کون ہون مین
نہ تھی یا کچھہ مری عزت کبھی تھی

حسرت مین اب دِل مبتلا ہی
کہ جس اُمید مین حسرت کبھی تھی

یاد ہی کچھہ آزار کا شوق
وہ پہر ہو جو مری حالت کبھی تھی

ترحم بھی تجھے ہم پر کبھی تھا ۔ تسلی بھی دم رخصت کبھی تھی
نہ دی دو گز زمین مرقد کو میرے ۔ کہا اس کوچہ مین تربت کبھی تھی
کرین کیا اب زمانے کی شکایت ۔ کہ دنیا منزل راحت کبھی تھی
محبت سے تری ہوتا ہے اب رنج ۔ عداوت سے تری الفت کبھی تھی
شب ہجران مین سویا کون کمبخت ۔ کبھی کچھ ہوش تھا غفلت کبھی تھی
دل ویران مین باقی ہین یہہ آثار ۔ یہان غم تھا یہان حسرت کبھی تھی
مزا آتا نہین وہ قتل مین اب ۔ ترے خنجر کو ان مین جو لذت کبھی تھی
شکایت سن کے یہہ ہوتا ہے ارشاد ۔ تری تقدیر مین راحت کبھی تھی
یہہ تہمت رکھہ کے ہم اُنسے ملین گے ۔ ہماری آپ کی صحبت کبھی تھی
تمہاری سادگی یہہ کہہ رہی ہے ۔ نگاہ ناز اک آفت کبھی تھی
ہجوم غم سے اب تک مر نجاتا ۔ مجھے مرنے کی بھی فرصت کبھی تھی
دل برباد مین اُڑتی ہے اب خاک ۔ یہہ بستی غیرت جنت کبھی تھی
یہہ دل حاضر ہے لیجے اس سے کیا بحث ۔ نہی یا آپ کی نیت کبھی تھی
نہین ہے اب نہین ہے صاف سنلو ۔ کبھی تھی مجھکو ہان چاہت کبھی تھی

تم اترائے کہ بس مرنے لگا داغ
بناوٹ تھی جو وہ حالت کبھی تھی

ہم تیرے کام اے دل مضطر بنائین گے ۔ اب کے بگڑ گئے تو مگر نہ بنائین گے

تصویر یار اپنی جبین پر بنائین گے
بگڑا ہوا ہم اپنا مقدر بنائین گے

جنّت کے بدلے دلمین ترے گہر بنائین گے
یہہ یادگار ہم سرِ محشر بنائین گے

ایمان کی تو یہہ ہے غضب ہین بتان ہند
اپنا ہی سا مجہے بہی یہہ کافر بنائین گے

حرف غلط نہین مری تقدیر کا لکہا
احباب [illegible] سے کیونکر بنائین گے

اور و نیہ کیون نزول بلا اپنے ساتہہ ہو
اب ہم مکان شہر سے باہر بنائین گے

کیا بن پڑیگا کوئی نہ دل کا مسوّدہ
اکثر مٹائین گے ابہی اکثر بنائین گے

ہوگا یونہین جو تشنۂ خون ایک ایک کا
کیون میفروش بادۂ احمر بنائین گے

دینے لگا ہے ہمکو مزا خار آرزو
اسکو بڑہا کے صورت نشتر بنائین گے

باعث بگاڑ کے ہین وہی جنسے تہی امید
اِنسے بنین گے کام یہہ اکثر بنائین گے

افسوس ہے کہ ٹوٹ پڑیگا وہین فلک
ہم جان توڑ کر جو کہین گہر بنائین گے

جب دل بگڑ چکا تو بنائے سے کب بنا
کیا خاک وہ بنائین گے پہر بنائین گے

دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیون کرین
ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائین گے

داماں چشم خانہ بدوشون سے کب چہٹا
اُسکو بہی چیر پہاڑ کے بستر بنائین گے

تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہے دل مرا
تیرے بناؤ بہی کوئی ہم پر بنائین گے

خالی نہوگی لطف سے بیداد محتسب
ہم شیشۂ شکستہ کو ساغر بنائین گے

کہتے ہین وہ جلائین گے ہم تجہکو حشر تک
دشمن کی قبر تیرے برابر بنائین گے

ہوگا شب فراق کا غم بہی بہت بڑا
دل کو ضرار ہاتہہ کا کیونکر بنائین گے

اُس نازنین کو لکھیں گے جب سطرِ اشتیاق — دل کی رگوں سے ہم خطِ مسطر بنائیں گے
بیکار جائیگا نہ کوئی فتنہ خرام — وہ رفتہ رفتہ شہر کو محشر بنائیں گے
کیوں عکس جا سکیگا جو تو ناز کر سکے — ہم آئینے میں سدِّ سکندر بنائیں گے
عادت ہی ہو گئی ہے وہ دیکھیں گے جب مجھے — چتون غضب کی قہر کے تیور بنائیں گے
منہ دیکھتے ہیں دور سے نیچی نظر کئے — پلکوں سے آئینے میں وہ جوہر بنائیں گے
وہ جھانکنے جو آئینگے ہم دیکھ لینگے صاف — تصویرِ غیر روبروے در بنائیں گے
وہ کم سنی میں کھیل ہی کھیلیں گے تو بھی — مٹی کے تیغ و ناوک و خنجر بنائیں گے
کچھ تجھکو بھی تو خانہ خرابی کی قدر ہو — خانہ خراب دل میں ترے گھر بنائیں گے

ہر وقت داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھکو تونگر بنائیں گے

گر میرے اشکِ سرخ سے رنگِ حنا ملے — جو چور کی سزا ہو وہ مجکو سزا ملے
جاتے تھے منہ چھپائے ہوئے میکدہ کو ہم — آتے ہوئے اُدھر سے کئی پارسا ملے
پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تھا — جو رہگیر تھے راہ میں بارے وہ آ ملے
اپنی ہی شامت آگئی توبہ کے ساتھ ہی — عہدِ شباب کے جو کہیں آشنا ملے
جنت سے عار حور کی صحبت سے اجتناب — کیا جانئے بندگی کا صلہ مجھکو کیا ملے
شوقِ وصال خاک میں سبکو ملائیگا — تم کیوں ملو کسی سے تمہاری بلا ملے
اللہ دے تو فقر کی دولت ہے سلطنت — جیسے فقیر مجھکو ملے بادشا ملے

جو اپنے دل سے آپ کرے بدمزاجیان
ایسے اکھلکھرے سے بھلا کوئی کیا ملے

دنیا مین دلّگی کے لئے کچھہ تو چاہیئے
ہم اِن بتون سے ملتے ہین جبتک خدا ملے

اِک بات ہم کہین تو ابھی کھوئے جاؤگے
اِسطرح سے کہ تمکو نہ اپنا پتا ملے

اب منصفی ہو داور محشر کے علم پر
میرے گواہ توڑ کے دشمن سے جا ملے

لو آؤ دل ملائین تمہاری نگاہ سے
شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے

اُس دلستان کا ہو وہی دروازہ نامہ بر
دربان ہی تجھسے دلکو جہان پوچھتا ملے

یہہ بھید کیا ہی مجھہ سے ملا آج یون رقیب
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ملے

اُسکے ہجوم ناز مین کھویا گیا ہو دل
جو اسطرح کی بھیڑ مین گُم ہو وہ کیا ملے

اِسواسطے اُٹھائی ہین تیری بُرائیان
ڈرتا ہون مین کہ اور نہ تجھہ سے بُرا ملے

ای داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کھچے کھچے کوئی ہمسے ملا ملے

ساقیا دے ہی مے روح فزا تھوڑی سہی
ہیو فا عمر کرے اور وفا تھوڑی سہی

ہم تو اُس آنکھہ کے ہین دیکھنے والے دیکھو
جس مین شوخی ہو بہت اور حیا تھوڑی سہی

وعدۂ غیر پہ کیا ہوتی ہو جلدی انکو
ہاتھہ دہو ڈالتے ہین ملکے حنا تھوڑی سہی

نغمۂ دلکش ہو تو دمساز دم عیسیٰ ہو
کبھی آجاتی ہو کانون مین صدا تھوڑی سہی

تم مرے جرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھہ سے
کہ خطا وار بتاتا ہو خطا تھوڑی سہی

ابھی بتخانہ کے سجدون سے تو فرصت ہولے
جاکے مسجد مین بھی کرلین گے ادا تھوڑی سہی

مرگ فرہاد پہ حسرت سے کہا شیرین نے / عمر عاشق ہی کو دیتا ہے خدا تھوڑی سی
وائے تقدیر گرے ٹوٹ کے ناخن اپنے / رہگئی تھی گرہ بند قبا تھوڑی سی
آئے ہمسایہ مین وہ گو نہ ہمارے تک آئے / آج مقبول ہوئی میری دعا تھوڑی سی
کیون فلک مجھکو کھلاتا ہے غم عشق بہت / ایسے بیمار کو دیتے ہین غذا تھوڑی سی
بعد مردن مری مرقد مین بنا دین روزن / آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تھوڑی سی
منصفی شرط ہے آخر کو دی کبتک بخشے / روز ہوجاتی ہے بھولے سے خطا تھوڑی سی

داغ یہہ مئے ہجر ہے یہہ ساغر ہے کہان کی توبہ / پی خدا کے لئے اے مرد خدا تھوڑی سی

جانسے چھوڑ دے تو اے ستم ایجاد مجھے / کہ ملے روز نئی لذت بیداد مجھے
تم سلامت رہو آزار کے دینے والے / کون سنتا ہے مبارک مری فریاد مجھے
اہل محشر سے یہہ پوچھیگا خدا الگی بات / تمنے دیکھا بھی ہے دنیا مین کبھی شاد مجھے
حسن کا نام بڑا ہے چمن عالم مین / نظر آتا ہے ہر اک پھول ہی صیاد مجھے
بندگی ایسی غلامی کو اگر قید رہو / قتل کر ڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے
آسمان ٹوٹ پڑا مجھپہ تری الفت مین / پہلے ہی سے نظر آتی تھی یہہ افتاد مجھے
کچھ تو امید نہ رہے اسنے وفاداری کی / کاش دشمن ہی سمجھکر وہ کرین یاد مجھے
خانۂ دل سے یہہ ماتم کی صدا آتی ہے / غم سے آباد کیا جان سے برباد مجھے

ہچکیان **داغ** دم نزع چلی آتی ہین

شاید اُس بھولنے والے نے کیا یاد مجھے

تمنے بدلے ہم سے گن گن کے لیئے — ہمنے کیا چاہا تھا اسدن کے لیئے

کچھہ نرالا ہے جوانی کا بناؤ — شوخیان زیور ہین اس تن کے لیئے

وصل مین تنگ آکے وہ کہنے لگے — کیا یہہ جوبن تھا اسی دن کے لیئے

چاہنے والون سے گر مطلب نہین — آپ پھر پیدا ہوئے کن کے لیئے

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا — یہہ اُٹھا رکھا ہے کس دن کے لیئے

دے مجھے بے دُرد اے پیر مُغان — چاہیئے اک پاک باطن کے لیئے

دل کے لینے کو ضمانت چاہیئے — اور اطمینان ضامن کے لیئے

می کشو مژدہ اب آئی فصل گُل — بلبلون نے چونچ مین تنکے لیئے

ہمنشینون سے مرے کہتے ہین وہ — چھوڑ دین غیرونکو کیا ان کے لیئے

ہین رُخ نازک پہ گنتی کے نشان — کس نے تیرے بوسے گن گن کے لیئے

وہ نہین سُنتے ہماری کیا کرین — مانگتے ہین ہم دُعا جن کے لیئے

آجکل مین داغ ہوگے کامیاب
کیون مرے جاتے ہو دو دن کے لیئے

آئے بھی تو وہ منھہ کو چھپائے مرے آگے — اسطرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

کیا دم کا بھروسا ہے پھر آئے کہ نہ آئے — جانا ہے جو قاصد کو تو جائے مرے آگے

کچھہ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا — دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے

دل میں نے لگا یا ہی مگر دیکھیے کب ہو
سب جھینکتے ہیں آپنے پر آئے مرے آگے

بجھتے ہوئے دیکھونگا نہ میں دل کی لگی کو
کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے

مانگی ہی دعا وصل کی کچھہ اور نہ سمجھو
کوسا ہوا گر میں نے تو آئے مرے آگے

تیور یہی کہتے تہے کہ یہہ نام ہی میرا
لکھکر کبھی حرف اُسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصد جانان کی دلیری
واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملیں سبکو الٰہی
تنہا کوئی جنت میں نہ جائے مرے آگے

محشر میں بھی ہی خواہش خلوت مجھے ایسی
کہتا ہون کیا میرا نہ آئے مرے آگے

کچھہ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے تہے بُرا حال بنائے مرے آگے

یہہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اس لئے روٹھہ رہے ہیں کہ منائے کوئی

یہہ نہ پوچھو کہ غم ہجر میں کیسی گذری
دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک میں ہی نگہہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھسے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہو بالیدگی عیش و نشاط
آپ اپنے میں خوشی سے نہ سمائے کوئی

جہان افلاک و زمین کا جو بنایا بھی تو کیا
بات وہ ہی جو ترے دل کی بنائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہیں قسمت والے
خوش دلی ہی نہیں ہی کہ نہ کہائے کوئی

کیا وہ مَی داخلِ دعوت ہی نہین ہے واعظ
مہربانی سے بُلا کر جو پلائے کوئی

وعدہ وصل اُسے جانکے خوش ہوجاؤن
وقتِ رخصت ہی اگر گلا نہ ملائے کوئی

سرد مہری سے زمانہ کی ہوا ہے دل سرد
رکھکر اِس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو مُنھہ بھی نہ لگایا افسوس
اسکو رکھتا ہے کلیجے سے لگائے کوئی

وہ کھینچتے ہین خنجر بُران کبھی کبھی
مشکل ہماری ہوتی ہے آسان کبھی کبھی

بھولے ہی بہنکے کام نکلتا ہے گاہ گاہ
بنجاتے ہین ہم آپ ہی نادان کبھی کبھی

اقرار سے زیادہ ہے انکار آپ کا
ہر دم نہین نہین ہے تو ہان ہان کبھی کبھی

ہر وقت اُنکی شرم سے اُٹھتی نہین پلک
ہوتا ہے دل کے پار یہ پیکان کبھی کبھی

دل رفتہ رفتہ خوگرِ غم ہو تو خوب ہے
آیا کرے مری شبِ ہجران کبھی کبھی

وہ ہات رکھکے سر پہ مرے کہاتے ہین قسم
ہوتے ہین جھوٹ موٹ کے احسان کبھی کبھی

رہ رہکے یاد آتے ہین اپنے ستم انہین
ہوتے ہین دل ہی دل مین پشیمان کبھی کبھی

اس چیز پر بھی ہے وہی آفت لگی ہوئی
ہوتا ہے شوق سلسلہ جنبان کبھی کبھی

میری مجال ہے جو کرون عرضِ مدعا
نظرون مین بات ہوتی ہے پنہان کبھی کبھی

سُنتے ہین کان رکھکے فرشتے بھی اسکی بات
کہتا ہے دور دور کی انسان کبھی کبھی

شکرِ خدا کہ عشق نے کچھ کچھ اثر کیا
وہ دیکھتے ہین داغ کا دیوان کبھی کبھی

جو نکلا پنجے سے گل کے دل زلف دوتا لپٹی
چھٹا جب اک بلا سے دوسری پیچھے بلا لپٹی

صبا اٹکھیلیاں کرتی ہی گیا کیا راہ مین اپنے
کبھی کاکل سے آلپٹی کبھی دامن سے جا لپٹی

لپٹتا ہی گلے سے جسطرح بچھڑا ہوا کوئی
ہمارے حلق سے اسطرح وہ تیغ جفا لپٹی

کبھی لپٹا نہ تو میرے گلے سے کیون نہ رشک آئے
رہی ای بیوفا ہر دم ترے تن سے قبا لپٹی

وہ ہون مین کشتۂ فرقت غنیمت اسکو جانونگا
زمین ہی میری میّت سے اگر بعد فنا لپٹی

قیامت تہک گئی جب اٹھتے اٹھتے میرے نالونسے
تو آخر مضطرب ہوکر ترے قدمونسے جا لپٹی

کھڑی ہین انکی آنکھین دیکھنا کیا شرم و شوخی مین
نگاہون سے ادا لپٹی تو پلکون سے حیا لپٹی

وہ ہون گردش زدہ مین چھو لیا جب میرے دامن کو
تو چکراتی ہوئی پہرون بگولے مین ہوا لپٹی

جلانے کو مرے بزم و چمن مین رات دن دیکھو
جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا لپٹی

کوئی دیکھے تو بانکی وضع رندلا ابالی کی
کہ اسکے سر سے ہی وہ لٹ پٹی دستار کیا لپٹی

وہ کہتے ہین عجب تاثیر دیکھی خون عاشق مین
چھڑائی جسقدر ہاتون سے مہندی سوا لپٹی

نہ روکے سے رکا آخر گیا داغ اسکے کوچے مین
نمانا ایک کا کہنا بہت خلق خدا لپٹی

گلشن مین ہرے ہوکے شجر لائے ثمر بھی
ای بارش رحمت کوئی چھینٹا تو ادھر بھی

عاشق ہین ترے حور و ملک جن و بشر بھی
دیتا ہی خدا حسن تو پڑتی ہی نظر بھی

وہ صبحکو اٹھتے ہی ملا لیتے ہین صورت
آئینہ بھی رہتا ہی ترا زیر بغل تر بھی

کیا تیز رو راہ محبت ہی الٰہی
پیچھے رہی جاتی ہی مرے دل سے نظر بھی

رکھتا ہی نہین کوئی کہان جاکے رہے دل
مثل گل بازی ہہا ادہر بہی ہی ادہر بہی

ہین صبح شب وصل نہ دیکہون اُسے جاتے
آنکہون ہی مین آجاے سپیدی سحر کوئی

اللہ کرے ہو ترے دربان کو بہی وحشت
میرا ہی گریبان سینے پردہ در بہی

بتخانہ مین کیون رہنے لگے حضرت زاہد
ایسون کا ٹہکانا نہین اللہ کے گہر بہی

اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تہے پیغام
جب وعدہ کیا پہر نہین ہوتے وہ خبر بہی

بیٹہو بہی مرے قتل پہ کیا باندہ کے تلوار
دیکہون تو سہی باندہ ہنی آتی ہی کمر بہی

اے داغ دم نزع ہین وہ منتظر اس کے
کیون دیر لگا رکہی ہی جلدی کہین مر بہی

اک چیز ہی اس عالم ہستی مین ثمر بہی
دنیا کا طلبگار رہی دنیا سے حذر بہی

اس تیر کا زخمی ہی مرا دل بہی جگر بہی
اچہونکی بری ہوتی ہی سیدہی سی نظر بہی

دیکہون کسی محبوب کو مین سامنے تیرے
منت سے کہے تو نگہ لطف ادہر بہی

یہہ کان تک آئیگی بری ہی کہو بہلی ہو
رک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر بہی

کیا ایک ہی ڈورے مین بندہی انکی نزاکت
جب ہلتی ہی گردن تو لچکتی ہی کمر بہی

بیتاب تری بزم مین دیکہا جسے دیکہا
ہوش اوڑتے ہین اوڑتی ہی اوڑتی ہی خبر بہی

دل اُسنے لیا مجہکو ملی دولت دیدار
کیا لوٹ کا سامان ادہر بہی ہی ادہر بہی

گنتے ہین وہ دنیا کے سب چاہنے والے
پوچہے تو کوئی ہی تمہین دنیا کی خبر بہی

جب جرم محبت کی سزا مل گئی اک بار
تقصیر وہی جسسے ہوئی بار دگر بہی

روندا ہی غضب لشکر غم نے مرے دل کو
ایسی نہین پامال کوئی راہگذر بہی

ہوتی ہی دعا کافر و دیندار کی مقبول
اللہ کی سرکار مین لٹتا ہی اثر بہی

اچھا ہی کہ جنگل مین ہو پانی کا سہارا
لیجائے مرا نامہ رسان دیدۂ تر بہی

فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب **داغؔ** کے اشعار
اللہ زبان دے تو زبان مین ہو اثر بہی

ہم سے برگشتہ کسیکی نظر ایسی تو نہتی
گرچہ تہی چشم تغافل مگر ایسی تو نہتی

شب کو جو حال رہا ہی وہ خدا پر روشن
تجہہ سے اُمید مجہے بیخبر ایسی تو نہتی

وہی دل ہی وہی لب ہین وہی انداز نیاز
جیسی اب ہی یہہ دُعا بے اثر ایسی تو نہتی

کئی گہڑی اور جیونگا یہہ بتادے کمبخت
فکر تجہکو کبہی اے چارہ گر ایسی تو نہتی

شکل یوسفؑ کی جو تعریف سنی فرمایا
منصفی شرط ہی دیکہو ادہر ایسی تو نہتی

بارہا آئے گئے نامہ و پیغام و سلام
تجہکو جلدی کبہی اے نامہ بر ایسی تو نہتی

وصل کے ساتہہ ہی جاتے رہے کیا لیل و نہار
شام ایسی تو نہتی وہ سحر ایسی تو نہتی

آگ دل کی بہی اثر کر گئی شاید ہمین
پیشتر سوزش داغ جگر ایسی تو نہتی

داغ صاحب کی محبت نہ چہپائے سے چہپی
ایسی مشہور ہوئی یہہ خبر ایسی تو نہتی

شکستِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہی
اُنہین اس بات کی پرواہی کیا ہی

ترقی کر رہی ہی اُن کی شوخی
الٰہی تڑپے گا دل تڑپا ہی کیا ہی

بڑی آنکھین تمہاری ہین اگر یون — ان آنکھون نے ابھی دیکھا ہی کیا ہی
حقیقت مین ہو تم دنیا سے اچھے — حقیقت مین مگر دنیا ہی کیا ہی
ہمارے دل مین ہی ساری خدائی — خدا کے گھر مین اب رکھا ہی کیا ہی
ملے گی حشر مین کیا داد مجھکو — مری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہی
سمجھتا ہی نہین قاصد مری بات — زبانِ نامہ بر پر کیا ہی کیا ہی
شکایت ہی سہی عرضِ تمنّا — ذرا انصاف کر بیجا ہی کیا ہی
تجھے دنیا مین لون عقبیٰ مین چاہون — بجز اسکے مرا دعویٰ ہی کیا ہی
رہی کیون اس دلِ ویران مین حسرت — نہو وحشت تو وہ صحرا ہی کیا ہی
ہمیشہ دیکھتی ہین دل کی آنکھین — ہمارا آپ کا پردا ہی کیا ہی
ادا ہی ابتدا مشقِ جفا کی — بہت ہوگا ستم اتنا ہی کیا ہی
فقط اک جان وہ بھی تجھپہ قربان — محبّت نے یہان چھوڑا ہی کیا ہی

اگر سن لین وہ حالِ زار اے داغ
ترے کہنے کا پھر کہنا ہی کیا ہی

کسیکے ہین جلوے یہان کیسے کیسے — عیان کیسے کیسے نہان کیسے کیسے

مطلع ثانی

دئے داغ نے امتحان کیسے کیسے — مٹائے ہین اُنکے گمان کیسے کیسے
نشیب و فراز انکو سمجھائے کیا کیا — ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

ہوئین اُنسے غمازیان کیسی کیسی
بنے تھے مرے رازدان کیسے کیسے

وہ جب اوپری دل سے کرتے ہین وعدہ
تو کھاتی ہے پلٹے زبان کیسے کیسے

بنایا کئے مجھکو مجرم وہ ناحق
ملایا کئے ہان مین ہان کیسے کیسے

ملے زاہد پیر کو حور توبہ
وہان ہونگے رعنا جوان کیسے کیسے

نہ آثار عشرت نہ سامان راحت
نشان سے ہوئے بے نشان کیسے کیسے

چھٹے قافلے والے اول ہی منزل
پڑے رہگئے ناتوان کیسے کیسے

نہ مانی نہ مانی مری بات اُسنے
ہوئے دوست ہمداستان کیسے کیسے

کوئی پارسا ہو تو بھر بھر کے ساغر
پلاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

سکھانے پڑہانے کو ہین دوست دشمن
یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے

کھلائے ہین گل نوک مژگان نے کیا کیا
بنائے ہین دل پر نشان کیسے کیسے

نہین حیدرآباد پیرس سے کچھ کم
یہان بھی سجے ہین مکان کیسے کیسے

گئے دیدہ و دل بھی ہمراہ قاصد
روانہ ہوئے ارمغان کیسے کیسے

مرے ساتھ غیرون پہ بھی آفت آئی
نکالے گئے میہمان کیسے کیسے

گذرگاہ ارمان و حسرت رہا دل
گذرتے رہے کاروان کیسے کیسے

شکایت حکایت ہی مین رات گذری
رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے

وطن سے چلے **داغ** جب ہم دکن کو
چھٹے اہل ہندوستان کیسے کیسے

قیامت ہو اگر مین نے فغان کی
فرشتے خیر مانگین آسمان کی

تلاش اُنکو ہو میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

تمنّا اور وہ بھی امتحان کی
خبر تھی کسکو مرگ ناگہان کی

کہان اے چارہ گر دل مین حرارت
یہہ گرمی ہو فقط ضبطِ فغان کی

نہین کچھہ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سنو تو کچھہ رہا ہو یہہ کہان کی

دبا ہو خاکِ صرصر مین نشیمن
نظر پڑتی نہین اب باغبان کی

کرے گی سجدہ میت بھی ہماری
کہ مٹی دی ہو اُسنے آستان کی

شبِ غم آئے خوابِ مرگ کیونکر
یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

تمھین سنواؤن کیونکر اس کی باتین
مرے دل مین ہو کیفیت زبان کی

مرے مرنے سے گو اُسکو ہوئی عید
خوشی جو چاہیئے تھی وہ کہان کی

درِ جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا
کمان اُتری ہوئی ہو پاسبان کی

دہن کو ہو مزا تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہو تیری زبان کی

خدا کے سامنے بھی بت بنے وہ
ہمین نے اُنکی کیفیت بیان کی

یونہین رہجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا
کھلی رہجائین آنکھین پاسبان کی

رگِ بسمل مین باقی ہو ابھی دم
لگا دے اور بھی اِک امتحان کی

دلِ اُسکا ہو کہ جس نے اپنی حالت
بیان کی اور پھر تجھسے بیان کی

وہ سنکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہہ بولی ہے کہان کی

کبھی ہمسے نہ کہنا تیرا کہنا ہم نہ مانینگے — جو ضد آئی تو بے منوائے اصلا ہم نمانینگے

خیالِ غیر ہوگا دِل ہمارا پاسبان ہوگا — رہین خلوت سرا مین آپ تنہا ہم نمانینگے

گواہی کون دے میرا ثبوتِ عشق کیونکر ہو — وہ کہتے ہین قیامت تک یہہ دعوی ہم نمانینگے

ترا ثانی کہان پیدا فقط کہنے کی باتین ہین — اگر سارا زمانہ مان لیگا ہم نمانینگے

ہم ایسے ہی تو ہین وہ ہمکو چھین اِس غنایت سے — یقین آتا نہین قاصد ہو جھوٹا ہم نمانینگے

بہت ہمدرد یکجان و وقالب ہمنے دیکھے ہین — نہین ہے کوئی دنیا مین کسیکا ہم نمانینگے

بلا سے گر کوئی اِسبات کا دِل مین برا مانے — مگر معشوق ہو وعدہ کا سچا ہم نمانینگے

سوال اُنکا یہہ ہے دنیا مین کر لو فیصلہ ہمسے — اُٹھا وگے اگر عقبیٰ مین جھگڑا ہم نمانینگے

وہ کہتے ہین ہم اشک و آہِ سوزان کے نہین قائل — بہم ہون آب و آتش دونون یکجا ہم نمانینگے

نکلجائے اگر پہلو سے دِل یہہ ہے یقین ہمکو — نکلجائے کبھی دل سے تمنا ہم نمانینگے

بڑہیگی تکرار کیون پہلے ہی اِسکا فیصلہ کرلو — یہہ کہنا مان لینگے ہم یہہ کہنا ہم نمانینگے

تمہین خطِ غلامی **داغ** لکھدے کیا سند اُسکی
کہ آیسا شخص ہو بندہ کسیکا ہم نمانینگے

نزاکت مانع زور آزمائی ہوتی جاتی ہے — کہ شاخِ گل سے جب اُنکی کلائی ہوتی جاتی ہے

چھپا کر زلف مین دِل عمر بھر اُنکی بلا رکھے — اسیری ہوتی جاتی ہے رہائی ہوتی جاتی ہے

مبارکباد اب صیاد کو مژدہ اسیری کا — بہت مشہور میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے

بڑہا یا شوق نے آگے ہٹا یا خوف نے پیچھے
رسائی مین بہی اُس تک نارسائی ہوتی جاتی ہی

نکلجاتی ہین کج بل ملنا نہ چھوڑو راست بازونسے
بہت سیدہی تمہاری کج ادائی ہوتی جاتی ہی

ہمین ہی صبر آئے صاف کہدو ہم نہین رہتے
الگ ہر چیز کیون اپنی پرائی ہوتی جاتی ہی

مخاطب ہین کسی سے بزم مین وہ چوٹ ہی مجھپر
مرے ہی سامنے میری بُرائی ہوتی جاتی ہی

وہ چشم فتنہ زا سے دیکھکر آئینہ کہتے ہین
بہت اے شوخ تجھمین بیحیائی ہوتی جاتی ہی

ابہی سے کیا ہوا جاتا ہی خون مدعا یا رب
کہ رنگت کاغذ خط کی حنائی ہوتی جاتی ہی

خدا جانے یہہ ہی کیا بہید کیا ہوتا ہی ایکافر
جدہر تو ہی اُدہر ساری خدائی ہوتی جاتی ہی

نہ مین آتش نہ وہ سیماب یارب کیا سبب اسکا
جہانتک دل ملاتا ہون جدائی ہوتی جاتی ہی

خدا ہی طالب دیدار محشر کوئی رہجائے
بہت مشہور تیری خودنمائی ہوتی جاتی ہی

کدورت سی کدورت تہی مٹایا **داغ** کو جس نے
بحمد اللہ اب اُنسے صفائی ہوتی جاتی ہے

سب سے تم اچھے ہو تمسے مری قسمت اچھی
یہی کمبخت دکھا دیتی ہی صورت اچھی

حُسن معشوق سے بہی حُسن سخن ہی کمیاب
ایک ہوتی ہی ہزارون مین طبیعت اچھی

میری تصویر بہی دیکھی تو کہا شرماکر
یہہ بُرا شخص ہی اسکی نہین نیت اچھی

ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا
نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکار
اس محل پر تو زبان مین تری لکنت اچھی

ہجر مین کسکو بلاؤن نہ بلاؤن کسکو
موت اچھی ہی الٰہی کہ قیامت اچھی

قبر میں نیند اڑاتے ہیں نکیرین عبث
ان سوالوں سے تو دشمن کی حکایت اچھی

دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں
ہمکو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی اسے دشمن کی شبیہ
مسکرا کر یہہ کہا اسنے نہایت اچھی

میری تربت پہ یہہ ظالم نے کہا چپکے سے کر
ملگئی عیش ابد کی تجھے فرصت اچھی

جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر
جسکا انجام ہوا اچھا وہ مصیبت اچھی

آدمیت سے علاقہ ہے نہ دنیا کا ہے
پھر جہنم سے ہے کس بات میں جنت اچھی

پھوٹ کر روئے بظاہر جو لحد پر دشمن
اس بہانہ سے بنا دی مری تربت اچھی

ہمنشینوں کو مشیروں کو ترسے دیکھ لیا
بری صحبت ہے بری اچھی ہے صحبت اچھی

ہے سرِ ناز فروشی تو خریدار ہے بہت
بیچ ڈالا ایسے ملجائیگی قیمت اچھی

عیب اپنے ہی بیان کرنے لگے آخر کار
ہو گئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی

خود ستائی ہے نہ مشغول ہوا ہے تسبیح
کہوں کس منہہ سے کہ ہے میری طبیعت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ
ایسے دعوے میں تو جھوٹی ہی شہادت اچھی

زر و زور سے ہی کہیں داغ حسیں ملتے ہیں
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

ہجر کی یہہ رات کیسی رات ہے
ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

انکی فرمائش نئی دن رات ہے
اور تھوڑی سی مری اوقات ہے

تمکو صحبت غیر سے دن رات ہے
دیکھو اپنی بات اپنے ہات ہے

آپ کی ہر بات مین یہہ بات ہی — چال ہی فقرہ ہی دم ہی گہات ہی
حور کی خواہش پہ یہہ طعنے ملے — واہ کیا نیت ہی کیا اوقات ہی
تونے قاصد جو کہی دل کو لگی — یہہ اُسی کافر کے مُنہہ کی بات ہی
پہر خدا جانے کہان تم ہم کہان — عیش و عشرت کی یہی اِک رات ہی
جان کے خواہان ہین سب جانِ جہان — سچ ہی بے پروا اُسی کی ذات ہی
ذِکر دشمن پر بگڑنا ہی بجا — واقعی لگتی لگائی بات ہی
شکوے کے بدلے کیا شکرِ ستم — پہر خفا ہین کیا مزے کی بات ہی
اُنکا قاصد لے چلا ہی دل مرا — تازہ فرمایش نئی سوغات ہی
یہہ مِلا اظہارِ اُلفت پر جواب — آپ ایسے ہی تو ہین کیا بات ہی
شب کو جاگین بزم مین وہ دِن کو سوئین — رات کا دِن اور دِن کی رات ہی
اُسنے باتون کا مری دیکر جواب — کہدیا خاموش یہہ شہ مات ہی
کیون پہسل پڑتے ہین مُلکِ حُسن مین — کیا وہان برسات ہی برسات ہی
جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین — بولے بسم اللہ اچہی بات ہی
ضعف سے اُٹہتے نہین دستِ دُعا — اب ہماری شرم اُسکے ہات ہی
کہتے ہین دشنام دیکر لیجئے گا — مُفت کیون دیتے ہو کیا خیرات ہی
باوفا ہین غیر اِسکی کیا دلیل — اُنکا دعوے محض بے اثبات ہی

بات کرنی بھی نہ آتی تھی تمہین — یہہ ہمارے سامنے کی بات ہی

داغ سے جا کر ملے تہے ہم بہی آج

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

اب وہ یہہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے
اللہ تیری شان کے قربان جائیے

بگڑے ہوئے مزاج کو پہچان جائیے
سیدہی طرح نہ مانیئے گا مان جائیے

اللہ جانتا ہے اگر جان جائیے
اس دل کے شوق کو تو ابہی مان جائیے

کیسا ہے خوف روکنے والا ہی کون ہے
ہر روز کیون نجائیے مہمان جائیے

محفل مین کسنے آپکو دل مین چہپالیا
اتنون مین کون چور ہے پہچان جائیے

ہین تیوری مین بل تو نگاہین پہری ہوئی
جاتے ہین ایسے آنے سے اوسان جائیے

دو مشکلین ہین ایک جتانے مین شوق کے
پہلے تو جان جائیے پہر مان جائیے

انسان کو ہے خانۂ ہستی مین لطف کیا
مہمان آئیے تو پشیمان جائیے

گو وعدۂ وصال ہو جہوٹا مزہ تو ہے
کیونکر نہ ایسے جہوٹ کے قربان جائیے

رہجائے بعد وصل بہی چیٹک لگی ہوئی
کچھہ رکہیئے کچھہ نکال کے ارمان جائیے

اچھی کہی کہ غیر کے گہر تک ذرا چلو
مین آپکا نہین ہون نگہبان جائیے

آئے ہین آپ غیر کے گہر سے کہڑے کہڑے
یہہ اور کو جتائیے احسان جائیے

دونون سے امتحان وفا پر یہہ کہدیا
منوائیے رقیب کو یا مان جائیے

کیا بدگمانیان ہین انہین مجکو حکم ہے
گہر مین خدا کے بہی تو نہ مہمان جائیے

کیا فرض ہے کہ سب مری باتین قبول ہون
سن سن کے کچھہ نہ مانیئے کچھہ مان جائیے

سودائیان زلف مین کچھہ تو لٹک بہی ہو
جنت مین جائیے تو پریشان جائیے

دل کو جو دیکھہ لو تو یہی پیار سے کہو
قربان جائیے ترے قربان جائیے

ملنے نہ دونگا آپ کو بے فیصلہ ہوئے
دل کے مقدمے کو ابھی چھان جائیے

یہہ تو سمجھا کہ آپ کو ڈہونڈتے کیا غرض
جاتی ہے جس کی جان اُسے جان جائیے

غصہ مین ہاتھہ سے یہہ نشانی نہ گر پڑے
دامن مین لیکے میرا گریبان جائیے

یہہ مختصر جواب بلا عذر وصل پر
دل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

وہ آزمودہ کار تو ہین گو دلی نہین
جو کچھہ بتائے **داغ** اُسے مان جائیے

اس لئے وصل سے انکار ہے ہم جان گئے
یہہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

تو وہ ہے سب بت کافر ترے قربان گئے
جو خدا کو بھی نہ مانین وہ تجھے مان گئے

دعوی مہر و وفا پر وہ برا مان گئے
اُلٹے نادم ہوے احسان کے احسان گئے

غیر کے دل مین نہو اُسکی تلاشی لینا
کہ شب ہجر مین چوری مرے ارمان گئے

تیرے عاشق کا جنازہ نہ گیا ہو آگے
ابھی اس راہ سے کچھہ لوگ پریشان گئے

کیا کرے دیکھئے ہر روز کا آنا جانا
کہ جہان شام ہوئی اور وہ مہمان گئے

دیکھہ کہتے ہین اسے آئی گئی کا سودا
ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گئے

آپ ہی قید ہوے جاتے ہو اپنے گہر مین
بدلیان رہتی ہین وہ آئے یہہ دربان گئے

یا الٰہی کہین اُٹھتی تو نہین راہ عدم
جانے والے جو یہان چہوڑکے سامان گئے

کہتے ہین شکوہ پیدا کرینگے پھر بھی
ہم اگر روز جزا تیرا کہا مان گئے

رہگذرِ دشتِ محبت مین نہ کچھہ ساتھہ دیا
حضرتِ خضر بہی دو چار ہی میدان گئے

آجکل نالۂ بلبل مین بہی تاثیر نہین
کیا عجب گل یہہ پکارے کہ مرے کان گئے

اُنکے عاشق ہین وہ جانین کہ بچائین ہمکو
یہہ سمجھتے ہین کہ جب جان گئے مان گئے

عشق مُنہہ پر مرے لکہا ہو تو کیا اسکا علاج
جان پہچان نہ تہی اور وہ پہچان گئے

مجھکو مشتاق نہ رکہنا تہا شبِ وصل اُنہین
حور کے واسطے کیا چہوڑکے ارمان گئے

ہمنے آتے ہی یہہ محفل مین تماشا دیکہا
غیر کے ہوش اُڑے آپ کے اوسان گئے

خانۂ دل ہی اٰہی کہ مسافر خانہ
کتنے ہی آئے یہان کتنے ہی ارمان گئے

آزمایش ہی پہ ٹہیرا تہا محبت کا ثبوت
اب تو پہچان گئے جان گئے مان گئے

خلشِ خارِ تمنا نے لٹا رکہا تہا
تیرے ارمان گئے دل سے کہ پیکان گئے

بندۂ عشق ہوا ایسے کہ الٰہی توبہ
تم تو معشوق کو اے داغ خدا جان گئے

وہ نیم وعدہ کرکے جو خاموش ہوگئے
اُمیدوار ہوش سے بیہوش ہوگئے

تلچہٹ بہی آج حضرتِ زاہد نے صاف کی
مے نوش کیا ہوئے کہ بلا نوش ہوگئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا انہین لحاظ
دو چار دن کے واسطے روپوش ہوگئے

احباب کو جنازہ اُٹہانا ہی بار تہا
ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہوگئے

بگڑا مزاج اُنکا تو محفل بگڑ گئی
سامانِ عیش اُڑکے مرے ہوش ہوگئے

ماتم ہے طفلِ اشک کا یا دل کا سوگ ہے
کیون مردمانِ دیدہ سیہ پوش ہوگئے

ہان ہان ٹھہر ٹھہر کے اُٹھا رخ سے تو نقاب
پیدا طبیعتون مین بہت جوش ہو گئی

کیا کیا شبِ فراق رہی ہمکو بیخودی
اکثر ستونِ در سے ہم آغوش ہو گئی

میری بُرائیان تو نکرتا ہو مدعی
کیا عذر ہی کہ وہ ہمہ تن گوش ہو گئی

اے داغ سب زمانۂ ماضی کے ذوق شوق
یکبار دل سے محو فراموش ہو گئی

اُس نے جب اک نگاہ دیکھا ہی
حال دل کا تباہ دیکھا ہی

ہیچ ہے تو نے بھی شبِ فرقت
کبھی روزِ سیاہ دیکھا ہی

دل ہی دونون طرف کا جانب دار
کہین آیا گواہ دیکھا ہی

مجھکو بے جرم کیون سزا ملتی
کچھ نہ کچھ تو گناہ دیکھا ہی

بزم مین مجھکو تاک کر بولے
چھپ کے بیٹھے ہو واہ دیکھا ہی

ساتھ اُس بت کے اہلِ تقوی کو
صورتِ گردِ راہ دیکھا ہی

آئینہ دیکھ دیکھ کر تمنے
کیا سفید و سیاہ دیکھا ہی

اُس سے پوچھا ہی اُسنے اپنا حال
جب کوئی داد خواہ دیکھا ہی

واقعی ہمنے تیرے کوچہ مین
داغ کو گاہ گاہ دیکھا ہی

ساتھ شوخی کے کچھ حجاب بھی ہی
اِس ادا کا کہین جواب بھی ہی

رحم کر میرے حال پر واعظ
کہ اُمنگین بھی ہین شباب بھی ہی

عشق مین ہر متاع درد کی قدر
یہہ گران بہی ہر انتخاب بہی ہر

مار ڈالا ہے اس دو رنگی نے
مہربانی بہی ہر عتاب بہی ہر

سُن لی کیفیت جہان واعظ
دیکھہ اس قسم کی شراب بہی ہر

کیا ہوگا یہی ترا عالم
ساتہہ عالم کے انقلاب بہی ہر

جُھٹپٹے وقت گھر چلے جانا
دن بہی ہر گرم آفتاب بہی ہر

عشق بازی کو ہر سلیقہ شرط
یہہ گناہ بہی ہر یہہ ثواب بہی ہر

کچھہ مجھے پاس کچھہ مجھے اُمید
صبر کے ساتہہ اضطراب بہی ہر

اس جفا پر وفا کرون کبتک
آدمیت کا کچھہ حساب بہی ہر

تجھہ سا ناآشنا نہین کوئی
بیوفا جان بہی شباب بہی ہر

دل ہمارا ہر تشنۂ مقصود
دشت مین بحر بہی سراب بہی ہر

سو جہنّم ہر اک تری رنجش
اس سے بڑھکر کوئی عذاب بہی ہر

ہوش مین ہو تو کچھہ کہین تم سے
نشہ بہی ہر خمار خواب بہی ہر

داغ کا کچھہ پتا نہین ملتا.
کہین وہ خانمان خراب بہی ہر.

پھرے راہ سے وہ یہان آتے آتے
اجل مر رہی تو کہان آتے آتے

نہ جانا کہ دُنیا سے جاتا ہر کوئی
بہت دیر کی مہربان آتے آتے

سُنا ہر کہ آتا ہر سر نامہ بر کا
کہان رہگیا ارمغان آتے آتے

یقین ہے کہ ہوجاے آخر کو سچّی — مرے منہہ مین تیری زبان آتے آتے
سُنانے کے قابل جو تھی بات اُنکو — وہی رہگئی درمیان آتے آتے
مجھے یاد کرنے سے یہہ مدّعا تھا — نکلجاے دم ہچکیان آتے آتے
کلیجا مرے منہہ کو آئیگا اِک دِن — یُونہین لب پر آہ و فغان آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان ہُون — اُنہین آئین گی شوخیان آتے آتے
چلے آتے ہین دِل مین ارمان لاکھون — مکان بھرگیا میہمان آتے آتے
نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی — وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے
تمہارا ہی مشتاقِ دیدار ہوگا — گیا جان سے اِک جوان آتے آتے
تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے — مری راہ پر آسمان آتے آتے
پڑا ہے بڑا پیچ پھر دِلّگی مین — طبیعت رُکی ہے جہان آتے آتے
مرے آشیان کے تو تھے چار تِنکے — چمن اُڑگئے آندھیان آتے آتے
کسینے کچھ انکو اُبھارا تو ہوتا — نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے
قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اُس کے — مگر رہگئی ہمعنان آتے آتے
بنا ہے ہمیشہ یہہ دِل باغ و صحرا — بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو — کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودی شوق مین راحت کیسی — ہوگئی دونون جہان سے مجھے وحشت کیسی

کیا کہون دل نے اٹھائی ہی اذیت کیسی
مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی

چھوڑ دی مشق ستم چھٹ گئی عادت کیسی
باندہ لی آپ نے ساتھہ اپنے عداوت کیسی

ایک دل لاکہہ خیال ایک نظر لاکہہ جمال
کوئی دیکھے تو یہہ وحدت مین ہی کثرت کیسی

کیسکی ٹھوکر کا ہی مشتاق مزار عاشق
بے نشان ہوکے ابھر آئی ہی تربت کیسی

اپنی آنکھون مین سمایا ہی کچھہ ایسا جلوہ
نہین تمیز بری ہوتی ہی صورت کیسی

کھینچتا ہی مجھے کانٹون مین جنون وقت علاج
اور شرماتی ہی وحشت کہ یہہ وحشت کیسی

عکس ہی آئینہ مین چار گھڑی بعد آیا
بڑہ گئی حد سے سوا آنکی نزاکت کیسی

خار خار سر بستر سے نہ چھوٹا دامن
رہی کانٹون مین الجھکر شب فرقت کیسی

مجھپر الزام ہی کیون تونے مرا غم کھایا
اور ہوتی ہی امانت مین خیانت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کو ہی پلٹ سکتی ہی
لوگ قسمت کو لئے پھرتے ہین قسمت کیسی

عیش و اقبال عجب شی ہی یہہ ہم دیکھتے ہین
چار ہی دن مین بدل جاتی ہی صورت کیسی

جور معشوق کی پرسش ہی نہین دنیا مین
اپنے بندہ سے خدا کو ہی محبت کیسی

خواری عشق کا رتبہ کوئی ہمسے پوچھے
ایسی ذلت کی کیا کرتے ہین عزت کیسی

عذر بیجا ہی سے ظالم نے نہ دی مجھکو نجات
شکوہ ہجر کہان شرح مصیبت کیسی

امتحان اور جو باقی ہین وہ یون ہوتے ہین
یہہ بھی انداز ہی مجھہ سے انہین نفرت کیسی

ساتھہ غیرونکے وہ کیا چھوڑ گئی چنگاری
میرے ہمراہ جلی ہی مری تربت کیسی

حور سے بحث نہین ہان یہہ بتا اے زاہد
لاکھہ دو لاکھہ مین ہی ایک وہ صورت کیسی

دوست بیرنگ جو اکجا کہین مل بیٹھتے ہین
لطف کے ساتھہ گذر جاتی ہی صحبت کیسی

مین جو خاموش ہون یہہ صرف تمہارا منھہ ہی
ورنہ ہر بات ہوا تیر شکایت کیسی

دہمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی ای داغ
بندہ پرور یہہ محبت مین حکومت کیسی

جا کر اُس بزم مین آجاتی ہی شامت کیسی
میرے اللہ نے رکھہ لی مری عزت کیسی

عشق نے دی ہین دعائین دم رحلت کیسی
مجھسے مل مل کے گلے روئی ہی حسرت کیسی

آدمی مر کے جیئے ہی یہہ مصیبت کیسی
یہین انصاف نہو جاے قیامت کیسی

کبھی آتی ہین تصوّر مین جو دو تصویرین
کیا کہون مین کہ بہٹکتی ہی طبیعت کیسی

سحر و سفاکی و بیباکی و شوخی و عتاب
جسکی آنکھون مین یہہ فتنے ہون مروت کیسی

لے ہی تو لینگے گنہگارونکے ہوتے زاہد
یہہ تو دوزخ کے بہی قابل نہین جنت کیسی

خواب مین بہی جو بُرا اُسنے کہا سب نے سُنا
جلد ہوتی ہی بُری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچہین مجھہ سے
یہہ تو فرمایئے ہی آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالون کا رہا تہا جہگڑا
ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی

چل سکے دو چار قدم آگ لگا دی کس نے
تلملاتی ہوئی پہرتی ہی قیامت کیسی

اسکو مین نے بہی کلیجے سے لگا رکہا ہی
درد دینے پائی ہی میرے سینے نے راحت کیسی

بے محل بات بہلی بہی تو بُری ہوتی ہی
شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہون شکایت کیسی

کوئی دنیا مین نہین تیری طرح ہرجائی
اے اجل تجھکو بہی ہی گردش قسمت کیسی

تھمیئے تھمیئے کہ نکلجائے مری جان حزین
مین تو رخصت نہوا آپ کی رخصت کیسی

تھے کہان رات کو آئینہ تو لیکر دیکھو
اور ہوتی ہی خطاوار کی صورت کیسی

اپنے جینے کی دعا بھی تو نہین کیجاتی
سی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی

نگہہ یار کو مین دل مین جگہہ دون لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہہ یاد رہے
کبھی کیسی ہی کبھی اپنی طبیعت کیسی

بخشدے پرسش اعمال سے پہلے یارب
پوچھکر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی

شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہی
اپنی اولاد سے ہوتی ہی محبت کیسی

دل کو سمجھائینگے بہلائینگے بہسلائینگے
بعد مرجانے کے مل جائے گی فرصت کیسی

نظر آتا ہی پریرو جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہی پھر اے داغ طبیعت کیسی

کیا خوف ہی انکو جو ملے داد کسیکی
کچھہ کھائے تو جاتی نہین فریاد کسیکی

ہر دل مین نئے درد سے ہی یاد کسیکی
ملتی نہین فریاد سے فریاد کسیکی

منصف ہو اگر دوہیگے تم داد کسیکی
سنتی ہی پڑے گی تمہین فریاد کسیکی

جب قطع تعلق ہی تو پھر پاس کہاں انکا
رکھتا لگی لپٹی نہین آزاد کسیکی

آرام طلب ہون کرم عام کے طالب
یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسیکی

دل تہامے ہوے پہرتے ہین سب گبر و مسلمان
کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کسیکی

اس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت
ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسیکی

بڑھتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

پڑتی ہی نہین کل کبھی کروٹ کسی پہلو
آئے تجھے آئی دلِ ناشاد کسیکی

ایذان تو جب ہیچ ایشان کری
مٹ جاے اگر لذتِ بیداد کسیکی

نکلی تو سہی جان اگر سہل نہ نکلی
اٹکی نہین رہتی مرے جلّاد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالۂ بلبل مین اثر کچھ
اُسکو بھی اُچک لیتی ہی فریاد کسیکی

اللہ کرے زندہ رہین دیکھنے والے
اُف اُف وہ حسین شکل خداداد کسیکی

یہہ حُسن کا فتنہ جو بنا بڑھ کے قیامت
تعمیر کسی کی ہی تو بنیاد کسیکی

گھبرا کے اگر موت بھی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہی عدم آباد کسیکی

کیا عیش بھلا دیگا یہہ آزار یہہ تکلیف
جنّت مین بھی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہی اُلفتِ دشمن مین بُرا حال کسیکا
اے حضرتِ دل کیجئے امداد کسیکی

کمبخت وہی **داغ** نہ ہو دیکھو تو جا کر
بے چین کئے دیتی ہی فریاد کسیکی

پرسش جو اُسنے ظلم کی روزِ جزا ہوئی
اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئے وہ خطا ہوئی

دل لیکے پوچھتے ہو تری خیر کیا ہوئی
اچھی کہی یہہ ایک ہی اے دلربا ہوئی

کس دن فقط دلِ خاطرِ اہلِ وفا ہوئی
ناصح کی بات بات ہماری دعا ہوئی

جلوہ دکھا کے دیکھ لیا بزمِ ناز مین
وہ مرگیا وہ روح کسیکی ہوا ہوئی

بے دو بدو ہوے نہ نکلتا کبھی غبار
آج اُسنے صاف صاف مری برملا ہوئی

پوری ابھی سنی بھی نہین تمنے داستان
اک بات مین بگڑ گئی یہہ بات کیا ہوئی

کیون مین نے کی شکایت ہجران بجا درست
کہتا ہون ہات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی

جاتے ہین بزم غیر مین ہم بھی بھرے ہوے
دو ٹوک اُسنے یا نہوئی آج یا ہوئی

جیتا ہی دیکھہ دیکھہ کے تجھکو ہر اک بشر
کیا بند تیرے عہد مین راہ فنا ہوئی

رحمت کے کارخانے ہین دو اغنا کچھہ اور ہی
بخشش اُسیکی ہوگئی جس سے خطا ہوئی

بند قبا شکستہ ہین دامن ہی چاک چاک
کسکی طرف سے یہہ تو کہو ابتدا ہوئی

خنجر مین تیرے خون کی بو آرہی ہی آج
کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی

دل ہاتھہ سے گیا ہی تو پھر مل ہی جائیگا
یہہ جان تو نہین کہ ہوئی جب جدا ہوئی

اِتنا اثر تو نالۂ پُر درد نے کیا
چارون طرف سے حق مین ہمارے دعا ہوئی

کہتے ہین وہ ہماری اطاعت کریگا کیا
جس بندۂ خدا سے نہ طاعت ادا ہوئی

واعظ سے بے طہور کی قیمت گران سہی
ہین وام پھیر لونگا اگر بدمزا ہوئی

مشہور ہی زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ
میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی

یا پی پلا کے حضرت زاہد بھی رنگ لائے
یا یہہ ہوا کہ دختر رز پارسا ہوئی

قاتل نے بعد قتل پڑھی عید کی نماز
میری قضا کے ساتھہ یہہ اچھی ادا ہوئی

اے داغ کسکو دیکھہ لیا تونے خیر ہی
ابتک تو ہوش مین تہا تجھے کیا بلا ہوئی

دنیا مین ہین سب عیش کے سامان کوئی دن
یہہ جلوے نظر آتے ہین نادان کوئی دن

ہین نغمۂ مرغانِ خوش الحان کوئی دم کے — ہین رنگ و بہار چمنستان کوئی دن کے
عالم ہی شب و روز ترے وصل کا خواہان — کرتا ہی کوئی رات کے ارمان کوئی دن کے
ڈرتی ہی بلا بھی تو مرے روز سیہ سے — ہو سکتی ہی روکش شبِ ہجران کوئی دن کے
بیباک ہوے جاتے ہین اب وہ کوئی دن مین — دربان کوئی دن کے ہین نگہبان کوئی دن کے
دِل دیکے اب اُس شوخ پہ جاتی ہی مری جان — ہین اور بھی تقدیر مین نقصان کوئی دن کے

لیجائے کہان دیکھئے اب گردش قسمت
دِل مین ہم اے **داغ** ہین مہمان کوئی دن کے

اِطاعت مین اغیار خامی کرینگے — ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے
وہ کیا چارۂ تلخکامی کرین گے — یہی نا کہ شیرین کلامی کرینگے
کرونگا جب اظہار رنج و مصیبت — حمایت مری اُنکے حامی کرینگے
یہہ ٹہیری ہی آوارگانِ محبت — جنابِ خضر کو مقامی کرینگے
ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچھے — وہی آپ کی نیکنامی کرین گے
یہی غم رہیگا مرے دوست اُنسے — ذرا پختگی مین جو خامی کرینگے
یہہ جانو کہ ہوگی جہان خاکِ عاشق — وہین تو وہ محشر خرامی کرین گے
کرین ہم دعا آپ سے توبہ توبہ — یہہ کونی کرینگے یہہ شامی کرین گے
کوئی کچھ پڑھا کرے مغبچون کو — یہہ بس یاد اشعار جامی کرینگے
کہانتک اُٹھائین یہہ نازک مزاجی — کسی اور کی اب غلامی کرینگے

رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا | وہ خود اُسکی قایم مقامی کرینگے
قیامت بھی مٹ جائیگی ہر قدم پر | قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
مرے قتل کے رُوز میلا لگیگا | یہہ جلسہ وہ اِک دہوم دہامی کرینگے
عجب شان پر رحمتِ عام ہوگی | خوشی خاص بندو نمین عامی کرینگے

نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمہارا
ادا سب پیامی سلامی کرینگے

دل پریشان ہوا جاتا ہی | اور سامان ہوا جاتا ہی
خدمتِ پیرِ مغان کر زاہد | ثوابِ ایمان ہوا جاتا ہی
موت سے پہلے مجھے قتل کرو | اُسکا اِحسان ہوا جاتا ہی
لذتِ عشق اِلٰہی مٹ جائے | درد ارمان ہوا جاتا ہی
دم ذرا لو کہ مرا دم تم پہ | ابھی قربان ہوا جاتا ہی
گریہ کیا ضبط کرون اے ناصح | اشک پیکان ہوا جاتا ہی
بیوفائی سے بھی رفتہ رفتہ | وہ مری جان ہوا جاتا ہی
عرصۂ حشر مین وہ آ پہنچے | صاف میدان ہوا جاتا ہی
مدد اے ہمتِ دشوار پسند | کام آسان ہوا جاتا ہی
چھائی جاتی ہی یہہ وحشت کیسی | گھر بیابان ہوا جاتا ہی
شکوہ سُن سُن آنکھہ ملا کر ظالم | کیون پشیمان ہوا جاتا ہی

آتش شوق بھی جاتی ہی — خاک ارمان ہوا جاتا ہی
عذر جانے مین نکرای قاصد — تو بھی نادان ہوا جاتا ہی
مضطرب کیون نہو ارمان دل مین — قید مہمان ہوا جاتا ہی

داغ خاموش نہ لگجائے نظر
شعر دیوان ہوا جاتا ہے

جنس دل آپکو کیا مہنگی ہی یا سستی ہی — ہم نہین بیچتے کچھ زور زبردستی ہی
مجھکو جلوے سے غش آیا اُسے گذرا یہہ گمان — نیند غفلت کی ہی یا چھائی ہوئی مستی ہی
اہ فلک چین سے دم بھر تو پڑا رہنے دے — ہم بھی بستے ہین جہان خلق خدا بستی ہی
ہی ہمیشہ رخ رنگین کی بہار اے گل تر — روکشی اُس سے کرے تو تری کیا ہستی ہی
ہات سے دامن اُمید کرم چھوٹ گیا — ہم یہہ سمجھے کہ یہی وجہ تہیدستی ہی
زہر چڑھتا ہی تری زلف کے نظارے سے — مار رکھتی ہی یہہ ناگن جو نہین کب ڈستی ہی
ہی یہہ آپ بے اثری غیر کے طعنے کیسے — ہمپر آوازے ہماری ہی فغان کستی ہی
دل کے سو ٹکڑے اُڑے تن کو خبر تک نہوئی — چشم بد دور یہہ قاتل کی سُبکدستی ہی
نعمتین سارے جہان کی ہون تو پروا نہ کرے — فاقہ مستی تری کیا بات ہی کیا سستی ہی
کوئی دم موت کا کھٹکا نہین جاتا دل سے — نیستی کہتے ہین جسکو وہ یہی ہستی ہی
کہین روتا تو ادہر سے نہین گذرا مجنون — پانون سے ناقہ لیلی کے زمین دہستی ہی
حوصلہ چاہیئے انسان کو پائے جو عروج — پست ہمت کو بلندی بھی جو ہی پستی ہی

بہر گلگشت جو آتا ہی وہ نازک اندام — شاخ گل تار رگ گل سے کمر کستی ہی
آدمی روح کو آرام سے رکھے ہر دم — ورنہ پھر اور ہی عالم کو یہہ چل بستی ہی

حیدرآباد رہے تا بہ قیامت قائم
یہی اب داغ مسلمانون کی اک بستی ہی

غیر سے میری طرفداری ہے — یہہ نئی طرح کی عیاری ہی
انکو وعدہ مین بھی دشواری ہی — مجھکو ایک ایک گھڑی بھاری ہی
میرے دلمین وہ حنائی فندق — اک چمکتی ہوئی چنگاری ہی
چشم فتان مین کہان شرم و حیا — مردمک مردم بازاری ہی
غمزہ و ناز نے کھینچی تلوار — کس سے یہہ جنگ کی تیاری ہی
کم نہین موت سے دل کا آنا — سخت مجبوری و ناچاری ہی
سنگ اسود نہ ٹلا کعبہ سے — پتھر اپنی جگہہ بھاری ہی
آنکھین بھرتی ہین ہزارون فتنے — اسکی مژگان کا قلم جاری ہی
کیا کرین شور لب زخم جگر — آپ کا پاس نمکخواری ہی
عرض مطلب پہ زبان قطع ہوئی — بات کرنے کی گنہگاری ہی
آئے چکر مین جناب زاہد — دختر رز کا قدم بھاری ہی
اتنی ہی رات ہی جتنی سمجھو — یہی آدھی ہی یہی ساری ہی
یہہ رہے جان رہے یا نہ رہے — وضعداری بڑی بیماری ہی

داغ دشمن سے بھی جھک کر ملیئے
کچھ عجب چیز ملنساری ہی

خوش کسی حال مین انسان رہا ہی نہ رہے
ہو کے بیفکر کسی آن رہا ہی نہ رہے

دست معشوق بھی پنجۂ وحشت نہ بھی
ثابت اپنا تو گریبان رہا ہی نہ رہے

نہ کیا قتل یونہین سبکو گھلا کر مارا
مرنے والون کے سر احسان رہا ہی نہ رہے

میرے ہی قتل کی حسرت ترے دلمین تو رہی
بجز اِسکے کوئی ارمان رہا ہی نہ رہے

جو حقیقت سے خبردار ہوا یا ہوگا
پھر حقیقت مین وہ انسان رہا ہی یا نہ رہے

کرتے ہین عشق کا ہم جان لگا کر سودا
اِس مین انجام کو نقصان رہا ہی نہ رہے

خون عاشق سے ہمیشہ ہی رہا فندق بند
سادہ اُس تیر کا پیکان رہا ہی نہ رہے

دلِ بیتاب کو کیون لف مین اُلجھاتے ہو
کوئی پابند ہے سے تو مہمان رہا ہی نہ رہے

دخل کیا ہے محبت مین جو بازی لیجائے
غیر کے ہاتھ یہہ میدان رہا ہی نہ رہے

راہ مین تیر نگہ دور سے لیتا ہی خبر
اُنکے ہمراہ نگہبان رہا ہی نہ رہے

سخنِ عشق کی تاثیر سے وہ ڈرتے ہین
سامنے داغ کا دِیوان رہا ہی یا نہ رہے

دیکھیے عشق مین اب جان رہے یا نہ رہے
جان کیا چیز ہی ایمان رہے یا نہ رہے

چاٹ جنت کی قیامت ہی دلِ خلق حریص
عمر بھر شوق مین انسان رہے یا نہ رہے

کیا مصیبت ہی کہ تم وعدہ کرو اور نہ آؤ
کوئی کمبخت پریشان رہے یا نہ رہے

اب تو کھالی ترے ملنے کی قسم ای ظالم / آن رہجاے مری جان رہے یا نہ رہے

ہوش مین آؤ نہ گھبراؤ جواب اسکا دو / شب کو جاکر کہین مہمان رہے یا نہ رہے

آج یارون نے مری موت کی تیاری کی / یہہ بہی کل دیکہیے سامان رہے یا نہ رہے

جلوۂ یار قیامت ہی جناب ناصح / کہئیے حضرت کے بہی اوسان رہے یا نہ رہے

جذب دل کی نہ خبر تہی تو لگا یا کیون ہتا / آپ کے تیر مین پیکان رہے یا نہ رہے

تو توا اکبار مرے دل کی تمنا بر لا / پہر بلا سے کوئی ارمان رہے یا نہ رہے

ہات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گئے / عمر بہر کوئی پشیمان رہے یا نہ رہے

تیری تصویر نے دیکھی تہی کب ایسی صورت / دیکہکر داغ کو حیران رہے یا نہ رہے

قیامت ہین بانکی ادائین تمہاری / ادہر آؤ لیلون بلائین تمہاری

جو پوچھا کبہی شغل تنہائی اوسنے / کہا گنتے ہین ہم خطائین تمہاری

زمانے مین ہین یادگار زمانہ / وفائین ہماری جفائین تمہاری

ہمین دوگے انعام کیا روز محشر / جو ہم بات بگڑی بنائین تمہاری

پہڑک جائے کیونکر نہ انسان سنکر / رسیلی سریلی صدائین تمہاری

تجلی کی موسیٰؑ سے ہون دو دو باتین / اگر شکل ہم دیکہہ پائین تمہاری

ہمین سب تمہارے ہی سم آب و دانہ / قسم بہی جو کہائین تو کہائین تمہاری

ہر اک داستان ہی نہایت مزے کی / ہم اپنی کہین یا سنائین تمہاری

کرین آنکھہ سے ہم نظارے تمہارے
سنین کان سے ہم صدائین تمہاری

کرو صدقہ غیرونکو سر پر سے اپنے
بڑے لینے والے بلائین تمہاری

ظاہر محبت جتانے سے حاصل
مجھے کوستی ہین دعائین تمہاری

وہ گھبرا گئی آخر ای حضرت دل
کہانتک سنین التجائین تمہاری

یقین ہی کہ اب سے زیادہ قلق ہو
محبت جو ہم آزمائین تمہاری

شب غم وہان سے یہہ پیغام آیا
اثر کر چکین بس دعائین تمہاری

اٹھاتے ہین صدمے بہت **داغ** تمنے
الٰہی مرادین برآئین تمہاری

نکہہ نکلی نہ دل کی چور زلف عنبرین نکلی
تری جادار سے کہہ دن آرزو اسے نازنین نکلی
تہہ شمشیر گھٹ گھٹ کر مری جان حزین نکلی
مٹی ہین جبین جبین تو چاندسی تیری جبین نکلی
دعا سے بے اثر کی جب ہوئی کچھہ سر بازاری
اٹھے دست دعا کیا ضعف نے ایسا گھلایا کر
بہت آنکھین لگی رہتی ہین اسکی چشم پرفن پر
بجا ہی حضرت واعظ کہان دنیا کہان جنت
رسائی ضعف سے مشکل تھی اسکے قصر زیبا تک

ادہر لا ہات مٹھی کھول یہہ چوری نہین نکلی
نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی
تمنا آپکے دل کی ہی نکلی یا نہین نکلی
پڑی جب گانٹھہ گھڑی لین نہین سلجھی نہین نکلی
کلیجے سے ہمارے جل گئے آہ آتشین نکلی
چھپے ہین ہات تجہا تھا وہ خالی آستین نکلی
ہماری تاک ہین جو تہی وہ خود زیر کمین نکلی
نرالی آن بانکی وضع جب نکلی نہین نکلی
ہماری آہ سے مل کر نگاہ واپسین نکلی

وہ اپنی ہر ادا کی آپ ہی تعریف کرتے ہین
نگہ نے نیمچہ مارا زبان سے آفرین نکلی

کہون کیا پہلے ہی آنکھین نکالین آپنے مجھپر
ابہی کمبخت پوری بات منہہ سے نہین نکلی

مجھے خوش دیکھکر تم کیون مبارکباد دیتے ہو
نہ پوچھو وصل کی حسرت کہان نکلی کہین نکلی

نکلکر تم مری آغوش سے اس حال کو پہونچے
کہین سے چلدیا دامن کہین سے آستین نکلی

ہمارا حال دنیا مین کوئی کب دیکھہ سکتا ہے
توقع چشم جانان سے تہی وہ بہی شرمگین نکلی

زمانے کو تو یہہ ارمان مجھکو اسکا رونا ہے
وہ بہی کیا ہوئی حسرت جو وقت واپسین نکلی

مرے ہی سامنے باد صبا نے کیون نقاب اُلٹی
چھری کھینچے ہوے اُس شوخ کی چین جبین نکلی

ٹھکانا خانہ ویران محبت کا کہان ہوتا
نہ اس لایق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی

تمہین دعوی تہا ہم ہونگے مقابل ماہ کامل سے
خدا کی شان ہے لو وصل کی شب چودہوین نکلی

نیاز و ناز عشق و حسن دیکھا قیس و لیلی مین
جو یہہ صحرا نشین نکلا تو وہ محمل نشین نکلی

یہہ انکو لاگ ہے وہ پوچھتے ہین ہر ستمگر سے
ہماری سی کوئی صورت کہین دیکھی کہین نکلی

اجل نے دی نہ مہلت بات کی بہی نکلی حسرت
اُدہر گہر سے وہ نکلے تہے ادہر جان حزین نکلی

مری طبع روان اے داغ جسدم جوش پر آئی
وہی پانی ہوئی جو شعر کی بحر زمین نکلی

عرض احوال کو گلا سمجھے
کیا کہا مین نے آپ کیا سمجھے

اُن اشارون کو کوئی کیا سمجھے
نگہہ ناز سے خدا سمجھے

وعدہ کرنا پہر اس خوشی کے ساتہہ
ہم تو اسکو بہی اک ادا سمجھے

چلتے چلتے وہ کہہ گئی مجھ سے / ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے
پردے پردے مین گالیان دیکر / مجھ سے وہ پوچھتے ہین کیا سمجھے
اپنے بے چین دل کے آگے ہم / اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے
اِن کنایون کو اپنے تم سمجھو / بات وہ ہے جو دوسرا سمجھے
خط کو دیکھا نہ دیکھا چاک کیا / اُسکو مطلب جو مدعا سمجھے
سچ تو یہ ہے کہ وہ بتِ مغرور / اپنے آگے کسیکو کیا سمجھے
کیا یقین ہے مری محبت کا / وہ شکایت کو التجا سمجھے
جب کہا اُسنے تجھ سے سمجھین گے / مین نے بھی طعن سے کہا سمجھے
تو پرائی سمجھ پہ کام نکر / رمزِ اُلفت کو غیر کیا سمجھے
دِل نے سمجھا ہے دوست دشمن کو / ایسے نافہم سے خدا سمجھے

آدمیت کی شرط ہے اے داغ
خوب اپنا بُرا بھلا سمجھے

دِل کو کیا ہو گیا خدا جانے / کیون ہے ایسا اُداس کیا جانے
اپنے غم مین بھی اُسکو صرفہ ہے / نہ کھلا جانے وہ نہ کہا جانے
اِس تجاہل کا کیا ٹھکانا ہے / جانکر جو نہ مدعا جانے
کہدیا مین نے رازِ دل اپنا / اِسکو تم جانو یا خدا جانے
کیا غرض کیون اِدھر توجہ ہو / حالِ دِل آپ کی بلا جانے

جاتے جاتے ہی جانے گا
مجھ مین کیا ہی ابھی وہ کیا جانے

کیا ہم اُس بدگمان سے بات کرین
جو ستایش کو بھی گلا جانے

تم نہ پاؤگے سادہ دل مجھ سا
جو تغافل کو بھی حیا جانے

ہی عبث جرم عشق پر الزام
جب خطاوار بھی خطا جانے

نہین کوتاہ دامن امید
آگے اب دست نارسا جانے

جو ہوا اچھا ہزار اچھون کا
واعظ اُس بت کو تو برا جانے

کی مری قدر مثل شاہ دکن
کسی نواب نے نہ راجا نے

اُس سے اُٹھیگی کیا مصیبت عشق
ابتدا کو جو انتہا جانے

داغ سے کہدو اب نہ گھبرائے
کام اپنا بنا ہوا جانے

کمر کی طرح بے نشان ہی دہن بھی
دہن کا ہی دعوی تو کیجے سخن بھی

ہزارون طرح کے ہین سامان اس مین
پرانی ہی سرکار چرخ کہن بھی

سنبھل کر ذرا پاؤن رکھیئے زمین پر
اگر چال بگڑی تو بگڑا چلن بھی

بہت خوبرو دل مین بیٹھے ہوئے ہین
مگر بزم جنت ہی یہ انجمن بھی

نہ خط بھیجتا ہی نہ آتا ہی کوئی
عدم ہوگیا ہی ہمارا وطن بھی

اگر دل ملائے تو ملجائے باہم
زبان سے زبان بھی دہن سے دہن بھی

تجھے ابروے یار سیدھا نہ دیکھا
عجب بانکپن ہی ترا بانکپن بھی

وہان کچھ نہ بولا گیا نامہ بر سے — خدا نے دیئے تھے زبان بھی دہن بھی
نہ مانا برا میرے شکوے کا اُسنے — بڑے کام آیا یہہ دیوانہ پن بھی
بلا سے ہون برباد ہم اُڑکے پہنچین — نہین آتی ہم تک ہوائے وطن بھی
طریق محبت مین رہبر ہوا اچّھا — یہی راہ آسان بھی ہے کٹھن بھی
شرارت سے خالی نہین اُنکی باتین — جہان سادگی ہے وہان بانکپن بھی
سلامت رہے **شاہ محبوب** یارب — رعیت بھی آباد ملکِ دکن بھی
وُہی چارہ فرمائے اہل غرض ہے — وہی دستگیر غریب الوطن بھی
فلاطون حشمت وہی تو لقمان حکمت — سکندر حشم ہے تو جم انجمن بھی
مرا شاہ ہے مالکِ ملک و دولت — مرا شاہ ہے قدردانِ سخن بھی

خدا کی عنایت سے ہے **داغ** سب کچھ
جو وہ مہربان ہے تو **شاہِ دکن** بھی
دائم اقبالہ

سیکڑون ملتے ہین الزام کے دینے والے — ایک دو بھی نہین آرام کے دینے والے
میرے قاصد کو دیا اُسنے یہہ جھنجھلا کے جواب — کون ہوتے ہین وہ پیغام کے دینے والے
وعدہ وصل پہ یہہ پختگی و استحکام — آفرین اے طمع خام کے دینے والے
جان نثارون کو ملا کرتے ہین اکثر دشنام — تم سلامت رہو انعام کے دینے والے
اِس خرابات سے وُہ اہل خرابات گئے — جام بھر بھر کے مئے گلفام کے دینے والے
آبرو عاشقِ بدنام کی کب رہتی ہے — نام رکھتے ہین مجھے نام کے دینے والے

عشق کے حکم سے ہو دست جنون سر کار
کام لیتے ہین سبھی کام کے دینے والے

ناتوانی پہ نہ جا تو کہ ہمین باقی ہین
سو دعائین تجھے دل تھام کے دینے والے

اب مگر سامنے خاموش ہین کیون کیا باعث
لب گستاخ سے دشنام کے دینے والے

وہی تو وعدۂ دیدار کرینگے پورا
مجھکو دھوکے سحر و شام کے دینے والے

وہی اچھے وہی دانا ہین تمہارے نزدیک
مشورے تمکو بُرے کام کے دینے والے

آپ ہین جان کے ایمان کے لینے والے
آپ ہین درد کے آلام کے دینے والے

غیر کیا دیگا تمہین نقد دل و جان اپنا
نہین ہوتے کبھی اس نام کے دینے والے

قتل عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بوجہ
کچھ سمجھ لیتے ہین احکام کے دینے والے

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

داغ عاصی کو بھی ملے نعمت فردوس نعیم
یا نبی ملت اسلام کے دینے والے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہہ دل محبوب سبحانی کے صدقے
محی الدین جیلانی کے صدقے

میرے دل پر چلے وہ خنجر عشق
ملک ہون جس کی قربانی کے صدقے

تمہاری ذات سے ہے نظم عالم
جہانبانی کے سلطانی کے صدقے

نثار قبہ انور مہر و قمر
فرشتے قبر نورانی کے صدقے

تمہارے لطف پنہانی کے قربان
تمہارے فیض روحانی کے صدقے

یہہ زیبا ہے جو ہون لوح و قلم بھی
تمہارے اسم لاثانی کے صدقے

سبک روحی ہین کیا ہے لذت درد
دم بسمل گران جانی کے صدقے

یہہ دِل ہو اور جوشِ قلزمِ عشق	یہہ کشتی موجِ طوفانی کے صدقے

فدائے شمع پروانہ ہوا ہی داغ
ہم اپنے قطبِ ربانی کے صدقے

محبت ہی مجھے اُس رہگذر سے	جنازہ بھی مرا جائے اُدھر سے
بچانا آفتِ تیرِ نظر سے	الٰہی یہہ بلا آئی کدھر سے
لچکتی ہی بہت بارِ نظر سے	ہمارے ہاتھ لپٹا لو کمر سے
نگہہ دل سے لڑے مژگان جگر سے	بندھا ہی مورچہ کیا گھر کے گھر سے
ٹپکتا ہی یہہ صاف اسکی نظر سے	بہت باتین ہوئین ہین نامہ بر سے
نہ رُوکا شامِ فرقت کو کسی نے	دوہائی دے رہا تہا مین سحر سے
کیا ہے ضبط جب دردِ محبت	گرے ہین ٹپ ٹپ آنسو چشمِ تر سے
اُنہین فرصت کہ اسکا سر اُتارا	ہمین فرصت کہ چہوٹے دردِ سر سے
ہم اپنی جان پر کہیلے ہوئے ہین	لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے
خدا کی دین ہی غم ہو کہ شادی	یہہ بندے لائے ہین کیا اپنے گہر سے
تمہارا دیکہنا کیونکر نہ دیکہون	نظر کی چوٹ رُکتی ہی نظر سے
نرالی وضع زاہد نے بنائی	یہہ ہی انسان کیا جانے کدہر سے
ملی سوز و گدازِ ہجر کی داد	پُنچہے آنسو مرے شمعِ سحر سے
شبِ فرقت تمہین اتنے تو نالے	کہ مین باتین کرون دیوار و در سے

ندیکھا کر مجھے غصہ سے ظالم
تری آنکھون سے بھی کیون خون برسے

مزا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے مین
ہمیشہ چھیڑ ہوتی ہی ادہر سے

دعا ہم سے کروگے آخرکار
یہہ ہم سمجھے ہوئے تھے پیشتر سے

اُنہین تو حور ہی سے لاگ ٹھہری
[illegible] لاؤن جنت کسکے گھر سے

رقیب روسیہ کیون دل پہ چڑھا ہے
اُسے صدقہ کرو تم داغ پر سے

لذت سیر دِگر چشم تمنا لیگی
ایکبار اور بھی دنیا ابھی پلٹا لیگی

دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر کیا لیگی
اُتنا دینا بھی پڑیگا اُسے جتنا لیگی

شکوۂ دہر نہ بیداد فلک کی فریاد
حشر مین خلق خدا نام تمہارا لیگی

پردہ در ہوگی محبت یہہ خبر تھی کسکو
ہاتھہ مین دامن یوسف کو زلیخا لیگی

نہ کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھا لیگی

لُٹ چکی جان و دل و صبر و خرد و رصیال
کیا دھرا ہی شب غم آکے یہان کیا لیگی

ایک مُدت سے در یہ دہاری مٹّی
دیکھئے کب ترے دامن کا سہارا لیگی

چارہ گر ہونگے تجھے کپڑے چھڑانے مشکل
آڑے ہاتون مری وحشت کبھی ایسا لیگی

خاص [illegible] نگے تمہین اپنے گنہگارون کو
بخشش عام نہ اُنکا کبھی ٹھیکا لیگی

[illegible] ون کو بہت ہمنے کیا ہی شیدا
ہمسے کیا بل کی تری زلف چلیپا لیگی

[illegible] سے آپ رہین کچھہ مری پروا نہ کرین
کیا شب ہجر بلا ہے کہ مجھے کھا لیگی

دل کا سودا تری زلفوں سے بنا رکھا تھا
کیا خبر تھی کہ نگہ مفت میں ہتیا لیگی

شب کو دیکھیگی جو یہہ داغ دل چاک جگر
خوف سے کاہکشاں دانتوں میں تنکا لیگی

غیر ہی خواب شب وصل میں آ آہ رسا
کام تنجا بیگا سوتے کو اگر جا لیگی

اُوپری دل ہی سے اسدل کی خبر لیتے ہو
جسکو تم لوگے اُسی چیز کو دنیا لیگی

کام بگڑا نہ بنائے سے بنیگا ہے سے
میری تدبیر نہ تقدیر سے بدلا لیگی

درد و غم رنج و الم مول لئے کیا کیا کچھہ
اور کیا کیا نہ مری خواہش بیجا لیگی

گرم بازاری دل دیکھہ کے وہ کہتے ہیں
ہم نہ لینگے اُسے جس چیز کو دُنیا لیگی

دل سودا زدہ آزار محبت لیگا
عقل دیوانی نہیں ہے جو یہہ سودا لیگی

داغ

شاہ دیندار کا وہ فیض ہے جاری اے داغ
حشر تک جس سے مزے دین کے دنیا لیگی

جیب سے لپٹی ہوئی کسی گلگوں قبا میں ہے
میں کیا کہوں کہ نکہت گل کس ہوا میں ہے

گرویدہ اس ستم پہ بھی رہتے ہیں سیکڑوں
میری وفا کا رنگ تمہاری جفا میں ہے

خالی نہیں ہے اُنکی شرارت سے شرم بھی
جو کچھہ بچے ادا سے وہ شوخی حیا میں ہے

افسوس یہہ ہوئی نہ مقدر میں غیر کے
مضبوط جو گرہ ترے بند قبا میں ہے

گذری کبھی نہ چین سے ہمکو کوئی گھڑی
جو ابتدا میں غم تھا وہی انتہا میں ہے

اے خضر بادہ خوار کو کیا اسکی آرزو
کیفیت شراب بھی آب بقا سے ہے

آسودگان خاک کی آہیں لگی نہ ہوں
دامن دم خرام ترا کس ہوا میں ہے

چٹکی مین ام اُنکی تیر نگاہون مین اُنکی قہر
کیا جانے کتنی دیر ہماری قضا مین ہی

ہنگامہ دوست دوست رہا بزم غیر مین
کب یہہ سنا کہ مجمع اہل وفا مین ہی

مر جاؤن مین اگر ہو وہان ناز مین کمی
اپنی تو جان ایک سراپا ادا مین ہی

کس طرح عرض حال کرے کیا کرے کوئی
تاثیر شکوے مین نہ اثر التجا مین ہی

تیر پہوڑنا فضول ہی دم توڑنا عبث
دل پہیر دے تو نکلا یہہ قدرت خدا مین ہی

پہلو مین دیکہکر مرے دل کو مچل گئی
اُنکو گمان تہا مری زلف دوتا مین ہی

دنکو کچہہ اور رنگ تو شب کو کچہہ اور ڈہنگ
تاثیر دو طرح کی ہماری دعا مین ہی

ہنگام سجدہ سر پہ قیامت بپا ہوئی
ہر ذرہ ایک فتنہ ترے نقش پا مین ہی

دل کو پہنسا رہی ہی وہ زلف سیاہ گون
یہہ مبتلا تو آپ ہی اپنی بلا مین ہی

یارب شب فراق نہ ہو دن تانگ کر خجل
اُسکی ادا کا ڈہنگ بہی کوئی قضا مین ہی

یہہ وحشت مزاج نہ اسوقت رنگ لائے
دامن قبول کا ہی مرے دست دعا مین ہی

اب دیکہیے جو داغ کو وہ داغ ہی نہین
سب رنگ چہوڑ چہاڑ کے یاد خدا مین ہی

ہم اس جہان سے ارمان لیکے جائینگے
خدا کے گہر بہی سامان لیکے جائینگے

یہہ ولولے تو مری جان لیکے جائینگے
یہہ ذوق شوق تو ایمان لیکے جائینگے

دم وقت نزع نہ آئین عدو کے کہنے سے
ہم اور غیر کا احسان لیکے جائینگے

بیان کرینگے ترے ظلم ہم قسم کہا کر
خدا کے سامنے قرآن لیکے جائینگے

چڑہی نہ تربتِ مجنون پہ آجتک چادر
ہم اپنا چاک گریبان لیکے جائینگے

ہمین یہہ فکر کہ دِل سو جگر سمجہکر دین
اُنہین یہہ ضد کہ اسی آن لیکے جائینگے

صنمکدے کے ہوے ہم نہ میکدے کے ہوے
یہہ داغ دِل مین مسلمان لیکے جائینگے

بہرے ہین کعبہ دِل مین جو حسرت و ارمان
مراد اپنی یہہ مہمان لیکے جائینگے

لگاکے لائے ہین غیرونکو آپ اپنے ساتہہ
یہان سے کیا یہہ نگہبان لیکے جائینگے

بغیر وصل کا وعدہ لئے ٹلینگے نہ ہم
یہہ عہد لیکے یہہ پیمان لیکے جائینگے

پہنسا رہیگا دِل مبتلا تو دنیا مین
گناہ کس مین پہر انسان لیکے جائینگے

کچہہ آگیا مرے آگے دیا لیا میرا
یقین تہا وہ مری جان لیکے جائینگے

خدا کے سامنے جب آپ کی طلب ہوگی
وہان بہی آپ نگہبان لیکے جائینگے

نہین ہی تشنگی حشر کا کچہہ اندیشہ
ہم اشکِ شرم کا طوفان لیکے جائینگے

کرینگے روزِ جزا اہلِ حشر مین تقسیم
بہت سے ہم ترے ارمان لیکے جائینگے

کیا ہی سخت پریشان ناصحون نے مجہے
جب آئینگے مرے اوسان لیکے جائینگے

اِس آستان پہ جو دی جان داغ بیکس نے
جنازہ آپ کے دربان لیکے جائینگے

وعدہ پہ اُنکی بات بنائی ہوئی سی ہی
کہائی ہی وہ قسم کہ جو کہائی ہوئی سی ہی

کس بوالہوس کے خون مین رنگے ہین تمنے ہاتہہ
اُتری ہوئی حنا یہہ لگائی ہوئی سی ہی

چہایا ہوا ہی بزمِ عدو کا خمار سا
آنکہو نمین تیری نیند سمائی ہوئی سی ہی

افسردہ خاطری مین بہی ہر آگ شوق کی
پوری بجہی نہین یہہ بجہائی ہوئی سی ہر

تم دل سے مہربان ہوا اسکا یقین نہین
یہہ طرز التفات اُڑائی ہوئی سی ہر

دہویا ہر تمنے تیغ کو باقی ہر نم ابہی
یہہ خون مین کسیکے نہائی ہوئی سی ہر

ہر چشم نیمباز پہ دہوکا خمار کا
یہہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہر

میرا نشان جو کوچۂ جانان مین دیکہیے
اک مشت خاک وہ بہی اُڑائی ہوئی سی ہر

دست فلک سے ہاے مری سرنوشت بہی
موہوم اک لکیر مٹائی ہوئی سی ہر

چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشم مست نے
نرگس کی آنکہ آج جو آئی ہوئی سی ہر

رنگت اُڑی ہوئی سی ہر کیا آج داغ کی
چہرہ پہ مردنی ہی تو چہائی ہوئی سی ہے

ہردم اُسی کی دُہن ہر اُسیکا خیال ہر
چہوٹے چہٹاے ربط پر اب تک یہہ حال ہر

لو دُو ہی دن کے بعد یہہ انکا خیال ہر
چہوڑو بہی رسم وراہ کہا انکا وبال ہر

مین کیا کہون کہ جو مجہے شوق وصال ہر
تم دیکہہ لو فقیر کی صورت سوال ہر

جب ہو نہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ
اللہ جانتا ہر جو اس دل کا حال ہر

سنکر مری زبان سے برائی رقیب کی
غصے کو تمنے ضبط کیا یہہ کمال ہر

قسمت سے نبہہ گئی ہر چلو فیصلہ ہوا
میرا کمال ہر نہ تمہارا کمال ہر

لیل ونہار اپنے گذرتے ہین ایک شکل
جوشش کو خواب تہا وہی دنکو خیال ہر

مین ہون گدائے میکدہ مجہہ پر ہو کیون حرام
قاضی کو بہی تو منفعت کی واعظ حلال ہر

کس طرح لے سکون ترے دُزدِ حنا سے دِل
اندیشہ ہو گیا کہ یہہ چوری کا مال ہے

وہ کہہ رہے تھے بزم مین خنجر نکال کر
اُس دِل کو لاؤ جسمین اُمیدِ وصال ہے

جینا ہے ننگِ عشق تو مرنا خلافِ عقل
یہہ بھی محال ہے مجھے وہ بھی محال ہے

کافر نہین ہون اور محشر ہے بزمِ یار
اپنے کئے سے پھر مجھے کیون انفعال ہے

اے داغؔ اُنکی رنجشِ بیجا کا کیا علاج
اپنے قصور پر بھی تو مجھہ سے ملال ہے

دِل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے ہنسی سے
اب اُنکی بلا آنکھہ مِلاتی ہے کسی سے

مانی ہین نیازین بھی مانگی ہین دعائین
اللہ بچائے مجھے تیری خفگی سے

آئینے مین کیا دیکھتے ہو اپنی ادائین
اِس ناز اِس انداز کو پوچھو مرے جی سے

اِرشاد ہوا ہے کہ تجھے قتل کرینگے
پھر یہہ بھی ہے تاکید کہ کہنا نہ کسی سے

معشوقون کو عشاق نے بیدرد بنایا
انصاف تو یہہ ہے کہ ہوئی چوک ہمی سے

ہم کیون اُنہین سمجھا کے عبث رنج اُٹھائین
کچھہ بات ہو مطلب نہ بُری سے نہ بھلی سے

پھر پھونک دئے آتشِ اُلفت نے ہزارون
یہہ آگ قیامت کی لگی دِل کی لگی سے

ہون محوِ تصور مری باتون پہ نہ جاؤ
کچھہ بیخودیِ شوق مین کہتا ہون کسی سے

ایسا ہو فتنہ تو وہ کیون غیر کو تاکین
اُلفت بھی مجھی سے ہے عداوت بھی مجھی سے

دیکھی نہ بہار اور ثمر عشق کا پایا
اِس باغ مین پھل پیشتر آتا ہے کلی سے

درپردہ تو ہوتے ہین گلے اُنکے ہزارون
دیکھا تو دعا صاف نکلجاتی ہے جی سے

وابستہ ہی ارُو لیتے ہین اُس بزم مین جا کر / اندیشہ ہی مر جائین نہ ہم فرطِ خوشی سے

مہمان کہین جانیکو ہین آپ بہی تیار / بس لیجیے سلام اپنا ہی وعدہ ہی کسی سے

پہچانو توکس نقشِ کفِ پا کی ہی یہہ خاک / اکسیر اُٹہا لائے ہین دشمن کی گلی سے

گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت / نکلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے

بہولے سے پیا ہی کوئی ساغر تو گنہ کیا / اک عمر ہوئی توبہ کیے بادہ کشی سے

شہرہ تہا کہ ہی خنجرِ قاتل مین بہت آب / دم سُو کہہ گیا اُسکا مری تشنہ لبی سے

مین وصل کا سایل ہون جواب اسکا تو دیجے / کیون چپ ہو کیا پوچہنے جانا ہی کسی سے

وہ شامِ شبِ وصل سے برہم ہین الٰہی / آثارِ قیامت ہین نمودار ابہی سے

اے داغ کرین وہ ستم ایجاد کہانتک / کیا ناک مین دم ہی تری ایذا طلبی سے

مشکل ہی ان آنکہون سے خدا کو کوئی دیکہے / دیکہے تو بتِ ماہ لقا کو کوئی دیکہے

اُس چشمِ فسونگر کی حیا کو کوئی دیکہے / اُس ظالمِ مظلوم نما کو کوئی دیکہے

میرے نفسِ سرد پہ ہین طعنہ زن احباب / اِسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکہے

کہتے ہین کہے جاتے ہین برا حضرتِ واعظ / بیکار تو مے روح فزا کو کوئی دیکہے

کُہل کہیلیے کُہلجاتیے دل کہو لکے ملیے / کبتک گرہِ بندِ قبا کو کوئی دیکہے

جب ذکر ہوا طولِ حیاتِ ابدی کا / وہ بولے مری زلفِ رسا کو کوئی دیکہے

تقریر سنے کوئی کہ تعریف تمہاری / انداز کو دیکہے کہ ادا کو کوئی دیکہے

کہتا ہے کہ مرجاؤ تو کچھ ہمکو یقین ہو
بیدرد کی اس شرط وفا کو کوئی دیکھے

اسواسطے لیجاتے ہین غیر انکو اڑا کر
ایسا نہ ہو نقش کف پا کو کوئی دیکھے

ای پردہ نشین تنگ ہین سب اہل بصارت
کیا دخل ترے ناخن پا کو کوئی دیکھے

نیرنگیی انداز [illegible] ہم کو کوئی سمجھے
دلتنگیی مردان خدا کو کوئی دیکھے

جو دیکھتے ہین چشم تحیر سے ترا حسن
ان دیکھنے والون کی ادا کو کوئی دیکھے

ای داغ سُنے ہین بہت اگلے تو فسانے
کیا حال ہے اب اہل وفا کو کوئی دیکھے

دل جگر سب آبلے سے بھر چلے
مر چلے ای سوز فرقت مر چلے

کہتی ہے رگ رگ ہمارے حلق کی
دم مین دم جبتک رہے خنجر چلے

راہ ہے دشوار و منزل دور تر
پا شکستہ کیا کرے کیونکر چلے

جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے
جس طرف کو لے چلا رہبر چلے

دیکھیے پس ماندگان پر کیا بنے
ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے

کیسی ہلچل ہے سرائے دہر مین
سب مسافر چھوڑ کر بستر چلے

حضرت دل تھی یہی شرط وفا
آپ میرے حق مین یہہ کیا کر چلے

کربلا ہے کوچہ قاتل کی زمین
شام کو پہنچے وہین دن بھر چلے

غیر کیا جانے کہ پردے پردے مین
دار وہ جسپر چلے اُسپر چلے

لے گی قفس مین بوئے گل
ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے

در پردہ تو ہو

موجِ طوفانی و گرداب محیط — اپنی کشتی کس طرف بچکر چلے
حسرتون سے کیون نہو دل پایمال — اس زمین پر سیکڑون لشکر چلے
منزلِ مقصود کے خواہان ہین سب — ساتہہ کس کس کو کوئی لیکر چلے
کیا دہرا تہا اس تہی خمخانہ مین — ہم بہی آکر اپنا بہرنا بہر چلے
ٹکنے دیتی ہی کہین وحشت ہمین — چہانکر جنگل پہر اپنے گہر چلے
جادۂ راہِ حقیقت چہوڑکر — قافلے کے قافلے اکثر چلے

داغ کے لب پر ہی مصرع درد کا
جبتلک بس چل سکے ساغر چلے

اب کیون نکرون نالہ مجہے ڈر تو نہین ہی — یہہ عرصۂ محشر ہی ترا گہر تو نہین ہی

مطلع ثانی

گو وصل ہوا لیکن مجہے باور تو نہین ہی — ہان دلمین نہو انکے زبانپر تو نہین ہی
پہر جاے تو پہر جاے بلا سے نہین پروا — کچہہ انکا دل میرا مقدر تو نہین ہی
کیون موردِ بیداد ہون کچہہ وجہہ بہی اسکی — لکہا ہوا عاشق مرے منہہ پر تو نہین ہی
چبہتی ہی تری بات مرے دلمین ہمیشہ — آخر یہہ زبان ہی کوئی نشتر تو نہین ہی
کس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے — آئینۂ رخ صاف ہی پتہر تو نہین ہی
جاتی ہی رہیگی یہہ پریشانیِ دل ہی — آشفتگیِ زلفِ معنبر تو نہین ہی
معشوق کا جب ذکر کیا مجہہ سے کسی نے — گہبرا کے یہہ پوچہا وہ ستمگر تو نہین ہی

پیغام بَری کی مجھے باتون کا یقین کیا
ای دل یہہ کچھ ارشادِ پیمبر تو نہیں ہے

فرمایئے اب شوق سے جو مدِّ نظر ہو
دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہیں ہے

کرتا ہی امام آج بہت سہو کے سجدے
پوشیدہ جماعت مین وہ کافر تو نہیں ہے

ہر ایک کو دیتے ہو فلک کیون درمِ داغ
ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہیں ہے

آئینہ سے ہو جائیگی اُس رُخ کی صفائی
یہہ کینۂ دارا و سکندر تو نہیں ہے

احسان ہو ہمپر جو ہمین آپ بتا دین
دنیا مین کوئی آپ سے بہتر تو نہیں ہے

پھر قصدِ صنم خانہ کب داغ جو تونے
کمبخت ترے پانون مین چکر تو نہیں ہے

داو کس کی دون جو ہون دونون برابر سامنے
وہ جب آتے ہین تو آتا ہی مقدر سامنے

ہمکو کیا حاصل حسینون مین ہو گر تم آفتاب
شب کو یا تہہ آتے نہیں رہتے ہو دن بہر سامنے

لین ہے مردِلین کسی کافرنے کیا کیا چٹکیان
جب نظر آیا مجھے اللہ کا گہر سامنے

تازہ ہنگامے دِکہاتا ہی ہمین وہ فتنہ گر
روز ہوتا ہے نیا سامان محشر سامنے

ہم اگر مانگین تو اہی زاہد یہہ بیشک ہی گناہ
بے طلب رکہدے جو کوئی بہر کے ساغر سامنے

سُن چکے بس لن ترانی ہو چکا ہمسے حجاب
آئیے اب آئیے اے بندہ پرور سامنے

یا الٰہی خیر ہو بیٹھے ہین وہ یون بزم مین
تیغ رکھی ہے برابر اور خنجر سامنے

جسطرح جی چاہتا ہی اُسطرح ہو بے حجاب
یون تو ہم نہیکو وہ ہو جاتا ہی اکثر سامنے

دیدہ و دل کی یونہیں تسکین ہونی چاہیے
ایک دلبر ہو بغل مین ایک دلبر سامنے

وہم ہے اُسکو کہین دامِ وفا مین آنہ جاؤن
اِسلیے رکہدی بُرائی سب کی لکہکر سامنے

کوئی روکے سے کہین رُکتا ہون مین شوریدہ سر
توڑ ڈالون ہو اگر سدِّ سکندر سامنے

بت پرستی سے توکی توبہ مگر یہہ حال ہے
سر ٹپکنے کے لئے رہتا ہے پتہر سامنے

مجکو اُنکے جلوۂ دیدار سے غش آگیا
وہ یہہ کہتے ہین کیا بیخود لیے سر سامنے

اے نگاہِ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیے
ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے

دیکھیے اے داغ کیا ہوتی ہے پاداشِ عمل
دیکھنے والا ہو تو ہے روزِ محشر سامنے

نگاہِ شوخ جب اُس سے لڑی ہے
تو بجلی تہر تہرا کر گر پڑی ہے

اُسے بہی مجکو بہی ضد آپڑی ہے
خرابی بیچ والون کی بڑی ہے

لہو کی بوند مژگان سے جہڑی ہے
یہی گلزارِ دل کی پنکہڑی ہے

قیامت مین قیامت کر گیا کون
کہ دل تہامے صفِ محشر کہڑی ہے

کرین کیا رند توبہ مے سے زاہد
کہ یہہ تو اُنکی گہٹی مین پڑی ہے

قدم جمتا نہین تیری گلی مین
کسی بیتاب کی میّت گڑی ہے

عدو بہی تنگ ہے اُنکے ستم سے
اُسے اپنی مجہے اپنی پڑی ہے

ابہی مین نے کیا تہا یاد اُسکو
وہ آیا عمرِ قاصد کی بڑی ہے

بنا ہے مدعی پیغامبر بہی
جڑی ہے جب مری کہوٹی جڑی ہے

کیا ہے مین نے ضبطِ آہ جسدم
اَنی برچہی کی سینے مین گڑی ہے

گل بستر ستارے بنگئے ہین
ترے تن سے جب افشان جھڑی ہے

یہہ کہتا ہر مرا شوق شہادت
تری تلوار پہولونکی چھڑی ہے

وہ روٹھین غیر سے تو ہم منائین
پرائی آفت اپنے سر پڑی ہے

تجھے دیتا ہون اپنی جان بہی مین
مرے دل سے مری ہمت بڑی ہے

ٹلین وہ کب جو دل لینے پہ اڑ جائین
یہہ کیا کچہہ کھیل جو سر کی اڑی ہے

الہی کب سحر ہوگی شب ہجر
قیامت کی گھڑی ہر جو گھڑی ہے

بگڑ کر ہمنے سوا الزام پائے
اب انکی ہر طرح سے بن پڑی ہے

غزل اک اور بہی اے **داغ** لکھو
طبیعت اس زمین مین کچہہ لڑی ہے

نظر کعبے مین اس بت پر پڑی ہے
کہان جاکر مری قسمت لڑی ہے

مجھے انجام الفت کی پڑی ہے
یہہ غم آٹھون پہر جونٹہہ گھڑی ہے

وہان مشق تغافل ہر گھڑی ہے
پرائے دل کی انکو کیا پڑی ہے

ترے در پر تڑپتے کیسکو دیکھا
کہ ہر دیوار سکتے مین کھڑی ہے

۴ پرائے مال پر اتنا تقاضا
تمہین دل لینگے کیا جلدی پڑی ہے

مروت ہی ہو تیری آنکھ مین کاش
نشیلی ہر رسیلی ہر بڑی ہے

زبان تک آسکے کیا حرف مطلب
ہماری آہ سینے مین اڑی ہے

خزان سے ہی بہار حسن محفوظ
گل عارض کی کب پتی جھڑی ہے

نہ ٹھہری تیغ عشق اُس سنگدل پر
اُچٹ کر چوٹ مجھپر ہی پڑی ہے

حسینون کو بُرا کہتا ہے ناصح
اِنہین باتون پہ مجھسے ہو پڑی ہے

جفاے آسمان کی انتہا کیا
بڑونکی بات جو کچھہ ہو بڑی ہے

خدا سے التجا ہے ناخدا کیا
مری کشتی بھنور مین جا پڑی ہے

اِدہر وحشت لیے جاتی ہی مجھکو
اُدہر جلّادونے بیڑی گھڑی ہے

دل اپنا بیچتے پھرتے ہین لاکھون
محبت آجکل پیسے دھڑی ہے

جنازہ دیکھہ لو عاشق کا در پر
سواری اس مسافر کی کھڑی ہے

ہمارا دم ہے خنجر مین دم ذبح
ہماری جان قاتل مین پڑی ہے

امانت رکھہ تو لون داغ محبت
مگر ڈرتا ہون یہہ جوکھون بڑی ہے

ڈبونا چاہتا ہے قلزم عشق
کنارے پر مری کشتی اڑی ہے

گھڑی ہی سو بلاؤن مین مری جان
یہہ تنہا ہے اکیلی ہے چھڑی ہے

وہی اک بات ہی لیکن تری بات
عدو سے نرم ہے مجھسے کڑی ہے

ملازم شاہ آصفجاہ دام اقبالہ کے ہین
جناب **داغ** کی قسمت بڑی ہے

ناوک لگا جگر پہ تو دل پر سنان لگی
کاری لگی نظر تری کافر جہان لگی

ہم بھی دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تہا
کیون چرخ تک زمین سے اک نردبان لگی

شام شب وصال ہین پھولی نہین شفق
تلوؤن سے تیرے آگ یہہ [illegible] لگی

آتا ہے تمکو تلخیِ دشنام مین مزا
اس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی

پوچھا جو عشقِ غیر کی تمکو لگی ہے چوٹ
آنکھون مین آنکھہ ڈال کے بولے کہ ہان لگی

اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہو گیا
ایسی تمہارے دلکو بُری مہربان لگی

میرا فسانہ تونے جو اے پند گو سُنا
کچھہ تیرے ہاتھہ بات بھی اے نکتہ دان لگی

پوشیدہ دل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہے
فرہاد کے تو سر پہ لگی یہہ کہان لگی

تقدیر نے نہ جمنے دیا اُس جگہہ مجھے
اُکھڑے قدم وہان سے طبیعت جہان لگی

رو رو کے کہہ رہے ہین وہ مرتے پہ غیر کے
کسکی بُری نظر تجھے اے نوجوان لگی

بیتاب مجھکو دیکھہ کے وہ پوچھتے ہین داغ
کمبخت تیرے چوٹ بتا تو کہان لگی

کل کچھہ طبیعت اپنی جو مشکوک ہو گئی
آج اُنسے دو ہی باتون مین دو ٹوک ہو گئی

ہوتا نہین ہے سیر غمِ دو جہان سے بھی
اے دل یہہ کس بلا کی تری بھوک ہو گئی

کیون غیر کی طرح سے نہ ہم بیوفا ہوئے
اس عاشقی مین ہمسے بڑی چوک ہو گئی

مدت سے رسمِ مہر و وفا مین کمی تو تھی
آخر ترے زمانے مین متروک ہو گئی

برسات ہی مین مست ہزار گن کی ہے صدا
کویل کی کوک اسکے لئے کوک ہو گئی

سب کچھہ ہمارے دل کو ملا کیا نہین ملا
تیری نگاہِ لطف جو مسلوک ہو گئی

اے داغ اب نہین درم داغ بھی نصیب
دنیا فلک کے ہاتھہ سے مفلوک ہو گئی

نمبر
خزان سے

ابروے یار کیون نہ کہنچے اس مثال سے
اُسکے تو ناخنون مین پڑے ہین ہلال سے

رہتی ہی اطلاع اُنہین دل کے حال سے
ملتی ہین گالیان مجھے پہلے سوال سے

دل کو بچا رہا ہون بتون کے خیال سے
اللہ تو علیم ہے بندے کے حال سے

جانا کہ یہہ بہی ایک طرحکا لگاؤ ہے
ناخوش ہوا نہ مین کبھی اُنکے ملال سے

جانین ترے خرام کو طاؤس و کبک کیا
لینی تہی اسکی داد کسی پایمال سے

کیا شکوہ فراق کرون اسکی فکر ہے
بے لطفیان پڑینگی ترے انفعال سے

جُنّت مین ان حسینون کو آتا ہے کیا مزا
وعدہ کیا ہے اُسنے بڑی قیل و قال سے

ای محتسب نہ لوٹ اسے تو یہہ حکم دے
مسجد بنا سے پیر مغان اپنے مال سے

بخشش نہوگی غیر کی یہہ مجھسے پوچھئے
بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے

احوال چارہ گر سے کہانتک بیان کرون
دم ناک مین ہی روز کی اس دیکھہ بہال سے

دو چار وہ ہمین نے تو لٹکے بتا دیئے
مشہور تم جہان مین ہوے جس کمال سے

احسان مانتا ہون ترا اے دل حزین
وہ شاد شاد ہین مرے حزن و ملال سے

ملتی نہین ہے راہ نکیرین کے لئے
کیا قبر اٹ گئی مری گرد ملال سے

بیجا ہے رشک غیر بجا ہے یہہ روٹھنا
جانے بہی دو ملال بڑہیگا ملال سے

کہتے ہین کیون خدا کو کیا یاد ہجر مین
فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے

سچ ہی کسیکا چاہنے والا ہو کوئی ہو
دوزخ کو عید ہوتی ہی کافر کے حال سے

تہک تہک کے بند ہوتی ہی یہہ چشم انتظار
آتا ہے شب کو خواب تمہارے خیال سے

ہوتا ہی خشک دامن ترکیا طلسم ہے
طوفان گریہ و عرق انفعال سے

ای دست وحشت اور تجھے چاہیئے اگر
دامن فلک سے چھین گریبان ہلال سے

حیرت ہی اس نے صبح کو مجھسے بیان کین
باتین جو کی تہین رات کو اُسکے خیال سے

ای داغ ہے دکن سے بہت دور لکھنؤ
ملتے امیر احمد و سید جلال سے

کیجیے انصاف یہہ ناحق کا جھگڑا ہمسے ہے
دل دیا ہے پھیر کو اسکا تقاضا ہمسے ہے

وصل کا وعدہ کسی سے ہو وہ گویا ہمسے ہے
کیا یقین ہی جانتے ہین ہم یہہ ایما ہمسے ہے

مٹ گئے جب ہم تو جانو مٹ گئی ساری بہار
ہم ہین دنیا مین تو یہہ گلزار دنیا ہمسے ہے

وصف یوسف؏ پر بتِ کافر نے جھنجلا کر کہا
ہم تو دیکھین اُسکی صورت کون اچھا ہمسے ہے

لیلی و مجنون کا قصہ کوئی سنتا ہی نہین
بحث عالم کو فقط یا تم سے ہی یا ہمسے ہے

دل یہہ کہتا ہی ہمارے دم سے ہین آثارِ عشق
درد ہمسے ہی تپش ہمسے ہی سودا ہمسے ہے

کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و رنج و ملال
ہمکو دشمن سے نہین ہی ہمکو جتنا ہمسے ہے

دل جلونے آپ بل بہرتے ہین یہہ اچھا نہین
چرخ کج رفتار ہی گر ہے تو سیدھا ہمسے ہے

جا چکی تہی رسم الفت مٹ چکا تہا نام عشق
اب زمانے مین کچھ ان باتون کا چرچا ہمسے ہے

واہ کیا کہنا کیا اچھا دیا تمنے جواب
شکوۂ بیجا کو سنکر ناز بیجا ہمسے ہے

دلمین ہی آئے تصور مین ہی آئے بےحجاب
انکو ظاہر مین فقط آنکھونکا پردا ہمسے ہے

وعدۂ دیدار کیسا اور کیا پیمانِ وصل
کیا کہین کیونکر کہین جو قول انکا ہمسے ہے

چین کیجیے عیش کیجیے مجمع اغیار مین
آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہمسے ہے

ہمسے جو ملتے نتہے اب انسے ہم ملتے نہین
جلسے تہی ہمکو شکایت انکو شکوا ہمسے ہے

دل ہین وہ گہبرا رہے ہین اور ہے جیسے حشر مین
کہتے ہین کہہ ڈال جو کچھہ تجھکو کہنا ہمسے ہے

یارب اُس سے ہین بہت وابستہ اپنی خواہشین
آسمان کو بہی کسی شی کی تمنا ہمسے ہے

صاف ہو جاؤ تو پہر ہو گفتگو بہی صاف صاف
جسقدر تکرار ہے یہہ رنجش باہم سے ہے

کوئی کافر ہی کرے اے **داغ** اُنکی آرزو
اے تیری شان اب تمنا کی تمنا ہمسے ہے

ڈہونڈتے پہرتے ہین اک عالم مین شیدائی تجہے
لگ گئی کسکی نظر اے حسن زیبائی تجہے

یہہ بٹے کیا خوب [illegible] جسنے عاشق و معشوق کو
ناشکیبائی مجہے دی اور رعنائی تجہے

تو میرے سر پر کہڑی رہتی ہے ہرجائی اجل
اور پہر سارا جہان کہتا ہے ہرجائی تجہے

چہیڑ کا موقع کوئی ملتا نہ تہا اچہا ہوا
میرے دلمین آئی شوخی جب حیا آئی تجہے

دہن لگی رہتی ہے تیرے دوست کی آٹہون پہر
مین غنیمت جانتا ہون کنج تنہائی تجہے

شکوہ بیداد کیسا کیسی فریاد ستم
سچ ہے جبر قیامت کیون اُٹہا لائی تجہے

ایکطرف اہل ہوس ہین ایکطرف ہین اہل عشق
بزم آرائی مین آتی ہے صف آرائی تجہے

جاتے ہی سینے مین آیا باہر اے پیکان یار
ہو گئی تنے مین کسکس سے شناسائی تجہے

بے حجابی کا بہانہ کوئی تجہسے سیکہہ جائے
غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگڑائی تجہے

جستجو جسکی ہے اپنے آپ مین تو دیکہہ لے
دیکہنے کو دی ہے اے غافل یہہ بینائی تجہے

تو اگر سن لے تو کیا جانے کرے کیا غرور
دیکھکر سمجھا ہی جو تیرا تماشائی تجھے

گر یہی جھگڑے رہے باہم تو ملنا ہو چکا
رنج تنہائی مجھے ہی فکر رسوائی تجھے

کاش تھمنے دے ٹھہرنے دے مرے دل کی تپش
گو بمشکل کھینچکر میری کشش لائی تجھے

دوست کو دشمن سمجھہ لیتا ہی تو دشمن کو دوست
آ گئی ہے بانکپن کے ساتھہ کجرائی تجھے

ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج
چارہ گر آتی نہیں ہی چارہ فرمائی تجھے

آئیں کیوں میرے دل ویران میں فرماتے ہیں وہ
کیا غرض ہمکو مبارک دشت پیمائی تجھے

تیری دانائی کے قائل تھے سب افلاطون فش
شاعری نے کر دیا ای داغ سودائی تجھے

جمع ہیں پاک اک زمانے کے
ہائے جلسے شراب خانے کے

ذکر بیفائدہ نہ کر واعظ
اس زمانے میں اس زمانے کے

دل سے کہتا ہی یہہ لب سوفار
تیر قربان اس نشانے کے

برق ہونگے اڑائے باد خزاں
چار تنکے ہیں آشیانے کے

ہے مری داستان ہی کیا مرغوب
حرف بکتے ہیں اس فسانے کے

شب وعدہ امید وصل کسے
ہم تو ہیں منتظر بہانے کے

کعبہ و دیر میں دھرا کیا ہے
گرد ہیں تیرے آستانے کے

شب فرقت ترے تصور سے
مشورے ہوتے ہیں زمانے کے

تخم الفت سے ہی وفور اشک
لاکھہ دانے ہیں ایک دانے کے

لعل لب اور گوہر دندان
یہہ جواہر ہین کس خزانے کے

اہل جنت کے ہین دلون پر داغ
نقش ہین اِس نگار خانے کے

رکہدین اگر شبیہہ بہی مجہہ بادہ نوش کی
خالی پہری دکان کرے میفروش کی

کیون ناصحونکو فکر ہے مجہہ بادہ نوش کی
صدقہ وہ دین جو اسونکا بنوائین ہوش کی

تربت پہ میری ڈالدین اُسکی گلی کی خاک
حاجت نہین ہے اِسکے لئے قبرپوش کی

کب تک حجاب آنکہہ ملاؤ پیو پلاؤ
کیفیت انجمن مین رہے ناؤنوش کی

بنکار اُٹہے مست محبت تو ہے وہ راز
بیہوشیون مین یہہ کبہی لیتا ہے ہوش کی

دل خون ہوگا توبہ سے عہد شباب مین
واعظ یہی تو عمر ہے جوش و خروش کی

وہ دل کے ولولے وہ جوانی کے زور شور
اِک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی

دیکہا جمال یار سنی داستان عشق
دعوت یہہ ساری عمر رہی چشم و گوش کی

زاہد کی سرخ آنکہون سے معلوم ہوگیا
رندون نے جو بچی تہی وہ حضرت نے نوش کی

تدبیر یار دل کی اگر پوچہتا ہون مین
کہتے ہین پہلے فکر کرون بار دوش کی

پایاب ہے شناورِ دریاے عشق کو
اے بحر اصل کیا ترے جوش و خروش کی

باہم تری نگاہ و حیا مین ہے کیون سلوک
غماز سے کبہی نہ بنی عیب پوش کی

ہر خوبرو کو داغ جتاتا ہے عاشقی
عیار ہے بہلی کہی اُس خود فروش کی

دلمین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے ۔ ان حسینوں کی غضب نوک پلک ہوتی ہے
اس بہلانے سے بہانے سر محفل آنسو ۔ کہہ یا اُنسے کہ آنکھون مین کھٹک ہوتی ہے
جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش ربا ۔ وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے
سہمے جاتے ہین ڈرے جاتے ہین وہ عاشق سے ۔ کم سنی ہے ابہی اس سن مین جھجک ہوتی ہے
درد فرقت بہی الٰہی نہ دغا دیجائے ۔ آج یہہ کیا ہے کہ تہم تہم کے کسک ہوتی ہے
جسنے سونگہی ہے وہ خوشبو کوئی اُس سے پوچھے ۔ باسی ہارونکے جو پہولون مین مہک ہوتی ہے
سادہ دل ہین جو نہین آئینہ رو کہتے ہین ۔ آئینہ مین کہین بجلی کی چمک ہوتی ہے
پست ہمت کبہی پاتے نہین عالم مین عروج ۔ قاعدہ ہے کہ زمین زیر فلک ہوتی ہے
کوئی تو غم ہے جو کی آپ نے آرائش ترک ۔ سادگی اور مجھے باعث شک ہوتی ہے
جھومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانونکا ۔ عجب انداز کی کچھہ اسمین لٹک ہوتی ہے
کون بیکس کا معاون ہے بجز ذات خدا ۔ غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے
آتش رنگ حنانے تو جلایا دل کو ۔ اسکی تاثیر ہی سرد و خنک ہوتی ہے
وہ برائی سے بہی گو غیر کا مذکور کرین ۔ بدگمانی مجھے بے شبہہ و شک ہوتی ہے
اس نزاکت پہ سنے کیا وہ ہماری فریاد ۔ غنچہ چٹکے تو کہے سر مین دھمک ہوتی ہے
ہاتھہ رکھہ لیتے ہین وہ ڈرکے کمر پر اپنی ۔ شاخ گلبن مین ہوا سے جو لچک ہوتی ہے

دل اندہا دہند ہی آتا ہے ہمیشہ **داغ**
چہان بین اسمین نہ کچھہ چہان پہٹک ہوتی ہے

اچھی کہی کہ عشق مین بیمار کیون ہوئے
اچھون کے آپ درپئے آزار کیون ہوئے

تیرے لبون سے وصل کے انکار کیون ہوئے
یہہ نازکی مین قابل گفتار کیون ہوئے

پی کر نہ توبہ کی ہو تو واعظ زبان چلے
یہہ اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیون ہوئے

کیا یہہ شریر آنکھہ لڑائیگا کہہ نہین
تم اِسکے بدلے لڑنے کو تیار کیون ہوئے

کس کی مجال اُسنے کہے میرے باب مین
اقرار کیون کئے تھے اُلٹ انکار کیون ہوئے

ہم ذمہ دار ہو گئے اخفاے راز کے
عاشق ہوئے تو محرم اسرار کیون ہوئے

کہتے ہین تمنے مجھکو بنایا ستم شعار
الزام ہے کہ طالب آزار کیون ہوئے

غفلت مین خوب چین سے سوتے تھے اپنی نیند
کسنے جگا دیا ہمین بیدار کیون ہوئے

یہہ کیا کہا فلک کو جلانا نہ آہ سے
اپنی تو کہئے آپ ستمگار کیون ہوئے

دیکھا نہین یہہ شان یہہ جلوہ کچھہ اور ہے
بت کہکے تجھکو لوگ گنہگار کیون ہوئے

منہہ مانگے دام بوسۂ لب کے نہ دینگے
پھر حضرتِ دل آپ خریدار کیون ہوئے

کہتا ہے عاشقونکو وہ کافر یہہ طنز سے
بندے خدا کے میرے طلبگار کیون ہوئے

ہمکو دِکھا کے جلوہ یہہ آواز کس نے دی
چلا دیا ہے نقش بدیوار کیون ہوئے

ہونا ہی تھا وصال جو ہوتا نہ تھا وصال
یہہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیون ہوئے

خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت بُرا کیا
رحمت نہ یہہ کہیگی گنہگار کیون ہوئے

دِل کہہ رہا ہے اِس سے کہو جا کے عشق
مین کہہ رہا ہون بت کہکے گنہگار کیون ہوئے

اپنا سا دوسرا نظر آنے لگا مجھے
جلتا ہون مین وہ آئینہ رخسار کیون ہوئے

کیا جانے کیا دکہائی دیا انکو خواب مین ۔۔۔ بیوقت آج شبکو وہ بیدار کیون ہوے

اے داغ اک زمانے کے دلمین ہے گہر ترا
وہ نام سنکے نام سے بیزار کیون ہوے

کاوش فلک تفرقہ پرداز ہمین سے ۔۔۔ کیون اے خلل انداز یہہ انداز ہمین سے
ہوتے ہین ادا عشق کے انداز ہمین سے ۔۔۔ یہہ سحر ہمین سے ہین یہہ اعجاز ہمین سے
ہرچند کچہہ ایسی ہی ہین باتین کہ نہ سنیئے ۔۔۔ کیا کیجئے کہتے ہین وہ سب راز ہمین سے
ہمسے ہی سر بزم چراتے ہین نظر بہی ۔۔۔ لڑتی ہی ہے پہر چشم فسونساز ہمین سے
سو دیکہنے والے ہون تو یہہ آنکہہ کہان ہے ۔۔۔ تصویر تری کیون نہ کرے ناز ہمین سے
صیاد کی بیداد نہین کنج قفس مین ۔۔۔ ٹوٹے ہین پہڑک کر پر پرواز ہمین سے
اٹہتا ہے ترے کوچے سے کب شور قیامت ۔۔۔ لاکہون ہین یہان گوش بر آواز ہمین سے
اشک آنکہہ کے پردے مین ہین باہر نہین آتے ۔۔۔ غمزے کی لیا کرتے ہین غماز ہمین سے
توقیر پہر اُس بزم مین اپنی ہے مساوی ۔۔۔ گر غیر ہوے صاحب اعزاز ہمین سے
ایجاد کیئے رسم محبت مین ہمنے ۔۔۔ انجام کو پہونچیگا یہہ آغاز ہمین سے
دیکہین تری طاقت تری تلوار کی بُرش ۔۔۔ دو چار اگر اور ہون سرباز ہمین سے
ہمنے ہی تو پالا دل مفسد کو بغل مین ۔۔۔ کرتا ہے دغا پہر یہہ دغا باز ہمین سے

ہنگامۂ محشر مین بہی اللہ کرے داغ
راضی ہو تو ہو وہ بت طناز ہمین سے

یہہ ٹپکتا ہے رنگ بسمل سے
ہولی کھیلیگا آج قاتل سے

نازِ اعدا اُٹھیگا مشکل سے
دل بدل لیجئے مِرے دِل سے

ہوگئی یاس عہدِ باطل سے
ہمکو جینا پڑا مَرے دِل سے

میری تصویر بھی وہ دیکھتے ہین
کس بُری آنکھہ کس بُرے دل سے

تیر تیرا ہے اور دِل میرا
اب چھٹے گا یہہ ساتھہ مشکل سے

کس نے مذکور کر دیا میرا
بگڑے بیٹھے ہین ساری محفل سے

اب بنا سے وہ پھر نہین سکتین
جو دعائین نکل گئین دل سے

کیون ہوا ناخدا کو اطمینان
ابھی کشتی ہے دور ساحل سے

بڑھ گیا رتبہ تماشائی
آنکھہ لیتی ہے پیشتر دِل سے

اب اِدھر رخ کرے تو مین جانون
تیر تیرا اٹک گیا دِل سے

بات بگڑی بنی ہے قاصد کی
کام آسان ہوا ہے مشکل سے

ہے اِک آندھی غبار مجنون کا
ساربان ہوشیار محمل سے

مٹ گئی ہم تعجب یہہ اُسنے کہا
تونے شکوے کئے تھے کس دل سے

صبر کرنا پڑا ہمین کہ مگر
وہ نہ شرمائے عہدِ باطل سے

جب سے دیکھا ہے میرے دِلکا داغ
اُنکو نفرت ہے ماہِ کامل سے

مین تو کیا ہون کہ تیغ و خنجر بھی
دم چُراتے ہین میرے قاتل سے

محتسب آگیا تو اے ساقی
ہم اَذان دینگے اُٹھ کے محفل سے

آئینہ رکھدیا میرے آگے
کہ اسے رشک ہے مقابل سے

کیا کہون وجہ بدحواسی کی
ہوش پران ہین رنگ محفل سے

طالب وصل جانکر پہلے
کرتے ہین وہ سوال سائل سے

جذب دل کھینچ لائیگا اُسکو
ایک کیا ہے ہزار منزل سے

آتش عشق مین مزا کیا ہے
پوچھیے اُسکو داغ کے دل سے

ملتا ہے محبت کا مزہ زہر فنا سے
کلّی بہی کرین ہم نہ کبہی آب بقا سے

وہ دل پہ چھری پہیر گئے ناز و ادا سے
اب کوئی مرے کوئی جیئے اُنکی بلا سے

کیا وجہ بگڑنے کی میری آہ رسا سے
یہہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

وہ کہتے ہین گہبراکے مرے دست دعا سے
کیا عرش پہ جا پہنچینگے یہہ ہات ذرا سے

ہم تیرے سوا اور ہون کس چیز کے طالب
کیا چہوڑ دیا مانگنے والون نے خدا سے

معشوق سے یہہ چہوٹے یہہ کبہی ہو نہین سکتا
مجبور ہے وہ شیوۂ بیداد و جفا سے

اب قامت زیبا نے اُٹھائی ہے قیامت
فتنے بہی ذرا سے ہین کبہی ہم بہی ذرا سے

اللہ رے کیا فتنہ گری ہر قدم رفتار
بجتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے

جائے طرف گور غریبان جو وہ قاتل
لبیک کا شور اُٹھے مزار شہدا سے

عاشق کو کسیطرح ملے جا سے یہہ نعمت
کیا خون جگر کم ہے مئے روح فزا سے

شکوہ ہو بہانہ ہو کچہہ اسکی نہین پروا
جو بات ہو وہ کیجیے انداز و ادا سے

کیا خاک اڑینگی میرے دل سے تری آنکھین / جو شرم سے جھکتی ہین چھپتی ہین حیا سے

کیا حشر کے دن مجھہ نہ توڑینگی قیامت / وہ چوکنے والے ہین کہین جور و جفا سے

دل مین ہی اسیطرح گرہ پڑ گئی ہوگی / یہہ عقدہ کھلا ہمکو ترے بند قبا سے

انسان یہہ شی اپنی خوشی سے نہین دیتا / اسواسطے دل لیتے ہین وہ مکر و دغا سے

گلزار محبت سے کبھی خوش نہین ہوتے / وہ کہتے ہین ہم ناک مین ہین بوئے وفا سے

بیتاب ہون بیہوش نہین ہون جو نہ سمجھون / دم دیتے ہین یہہ آپ جو دیتے ہین دلاسے

ناوک ہی نہ برچھی ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار / یہہ دیدۂ دل ہی ہین مرے خون کے پیاسے

مین بزم سے اٹھہ جاؤن نکل جاؤن چلا جاؤن / کیا بات ہوئی خیر تو ہی کیون ہو خفا سے

ابرو پر انکے ہی کمان ہاتھہ مین ہی تیر / اس عہد مین مرنے کا نہین کوئی قضا سے

جب دیکھتے ہین **داغ** کو ہوتا ہی یہہ ارشاد
معلوم نہین زندہ ہے یہہ کیسکی دعا سے

مرض عشق کی دوا ہی ہے / مجھہ مین دیکھو تو کچھہ رہا ہی ہے

کچھہ جفا ہی ہی کچھہ وفا ہی ہے / دل لگی کا یہی مزا ہی ہے

عاقبت مین ہی دلکو چین نہین / اس محبت کی انتہا ہی ہے

زندگی اور اس زمانے کی / ایسے جینے کا کچھہ مزا ہی ہے

دیر کے جانیوالو نے کہدو / تم مین اک بندہ خدا ہی ہے

تیری امداد کے لئے ای آہ / پیچھے پیچھے مری دعا ہی ہے

کیا یونہین مرگئے ترے عاشق — بخشوایا کہا سنا بہی ہے
مین سناؤن تو داستان اپنی — آپکو بات کا مزا بہی ہے
رشک پر صبر ہو سکے کیونکر — یہہ کسی سے کبہی ہوا بہی ہے
تونے پوچہا نہ ایکدن ہم سے — کچہہ ترے دل مین مدعا بہی ہے
چار دن کے شباب پر یہہ غرور — ابتدا ہے تو انتہا بہی ہے
دیکہکر دل کو پوچہتے ہین وہ — اِس مکان مین کوئی رہا بہی ہے
رمزِ الفت بتائیے ہمکو — آپ سے کوئی پوچہتا بہی ہے
کچہہ ہے بیجا عتاب بہی اُنکا — کچہہ یونہین سی میری خطا بہی ہے
ہان ذرا پہر قسم تو کہا لیجے — آجکل جہوٹ مین مزا بہی ہے
نہین سنتے وہ اپنے مطلب کی — یہہ کسینے کہین سنا بہی ہے
سبکو ملتی ہے دولتِ دیدار — اُسمین حصہ فقیر کا بہی ہے
حالِ دل کب ادا ہوا پورا — کچہہ کہا ہی ہے کچہہ رہا بہی ہے
کیون تجہے چپ لگی ہے اے قاصد — منہہ سے تو پہوٹ کچہہ کہا بہی ہے
ڈہونڈتی ہین تجہے مری آنکہین — اے وفا کچہہ ترا پتا بہی ہے
چتون مین شوخ چلبلی تقریر — اس مین پہر شرم بہی حیا بہی ہے

اُسکو عاشق ہی لوگ کہتے ہین — داغ کا نام دوسرا بہی ہے

مٹے داغ دل آرزو رہ گئی ۔ چمن اڑ گیا اور بو رہ گئی

کہان دل مین اب آرزو رہ گئی ۔ وہ مدت سے بنکر لہو رہ گئی

شب وصل بس کر کیا کہون داستان ۔ زبان تھک گئی گفتگو رہ گئی

بہت ہو تمنّے غم بلا تین ملین ۔ خدا جانے کسطرح تو رہ گئی

چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام ۔ لبانے جام و سبو رہ گئی

بہت چل بسے یار اے زندگی ۔ کوئی دن کی مہمان تو رہ گئی

کہا نہیں کہان لے گیا ہمکو شوق ۔ مگر رہ گئی جستجو رہ گئی

بہرے چاک دل مین نمک چارہ گر ۔ اگر احتیاج رفو رہ گئی

میرا سر گیا ایک ہی وار مین ۔ ہوس تجھکو اے جنگجو رہ گئی

نہ دہوئے اگر جا فسے اپنے ہات ۔ تو عاشق سے شرط وضو رہ گئی

پہرے بہی تو کچھ پست ناک سے تیغ ۔ پہر کیا ہو کے زیب گلو رہ گئی

کہا کر جہلک کون چلتا ہوا ۔ نظر ڈہونڈتی چار سو رہ گئی

گیا دل گیا داغ اس بزم مین
غنیمت ہوا آبرو رہ گئی

آئینے سے وہ کہتے ہین تیری نظر ہوئی ۔ ادہر چشم شوق اسکی تجہے بہی خبر ہوئی

جو مجھپہ چشم لطف تھی اب غیر پر ہوئی ۔ دنیا کی طرح یہہ بہی ادہر کی ادہر ہوئی

محشر مین راز عشق خدا سے بہی یون کہا ۔ جسکی نہ کانون کان کسیکو خبر ہوئی

میری بلا سے ٹوٹ کے پیکان جو رہ گیا
حاصل مجھے تو لذت زخم جگر ہوئی

اسکا بھی اعتبار ہے گویا برائے نام
تیری نگاہ لطف بھی اے تیری کمر ہوئی

کچھ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تھی
کیا کہیے کسقدر ہوئی کسقدر ہوئی

کرلین گے حور کا بھی نظارہ دم اخیر
دنیا کی تاک جھانک سے فرصت اگر ہوئی

کہتے ہین مجھسے مر نہ گئے میرے نام پر
کیا چاہ مین وہ چاہ جو منہ دیکھکر ہوئی

رکھا نگاہ مین جو دل بیقرار کو
اُس دن سے اور شوخ تمہاری نظر ہوئی

کیا امتحان کرون کہ نہ چھوٹے گی جان پر
جسکو خدا نخواستہ الفت اگر ہوئی

اب کہہ رہا ہون اُسکے تصور سے مُدعا
پیغامبر کی یاد بھی پیغامبر ہوئی

دل کو بغل مین پال کے مجبور ہو گئے
دشمن کے ساتھ عمر ہماری بسر ہوئی

جا تو سہی دکھا تو سہی اُسکو خط مرا
آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی

بکتی تھی دختِ رز کی حرمت کسطرح
یہ نیک بخت ہار کے قاضی کے گھر ہوئی

کو عرض مدعا پہ زبان قطع کیون نہو
اب کیا چھٹے گی وہ جو خطا عمر بھر ہوئی

کہتے ہین بار بار وہ مجھسے شب وصال
ہے ہے اگر نہ تیری دعا سے سحر ہوئی

ہمسایے مین یہہ شور ہے لو داغ کی خبر
کم بخت کو تڑپتے ہوے رات بھر ہوئی

زاہد کو روز حشر پڑی امتحان کی
پیر مغان نے خلد مین جا کر دکان کی

دم بھر مین یار آہ تھی اک نوجوان کی
پیری کسیطرح نہ چلی آسمان کی

قاصد بھی اُسکو دیکھہ کے دیوانہ ہوگیا
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

تعریف غیر سنکے جو مین نے دیا جواب
اِس بات پر خفا ہین کہ ہم سے زبان کی

کسکو گلہ نہین تری بیداد و جور کا
کیونکر زبان بند ہو سارے جہان کی

سر کاٹ کر لگاتے ہین گردن کے ساتھہ پھر
کچھہ رنگتی ہے انکو ہوس امتحان کی

گو جانتا ہون جھوٹ مگر اسکو کیا کرون
کہاتے ہین پیار سے وہ قسم میری جان کی

بیہوشی رقیب پہ مجھکو ملا جواب
لوگون سے تو نے کیون مری خوبی بیان کی

آہٹ نہین کہ مجھے ڈھونڈ سے لیا
پسلی پھڑک اُٹھی ہی مگر پاسبان کی

روکا اِسی بہانے سے اظہار شوق پر
معلوم ہو گیا ہے نہین حاجت بیان کی

کب تک بنا بنا کے کہون ماجرائے دل
فرمایشین ہین روز نئی داستان کی

کیا پھر بھی دل کے دینے مین اے داغ عذر ہو
گر وہ قسم دلایئے تمہین اپنی جان کی

کبتک کھچے رہوگے کبتک تنی رہیگی
کسکی بنی رہی ہے کسکی بنی رہیگی

اُسکی نگہ سے ہر دم جی پر بنی رہیگی
برچھی وہین دل پر ہوگا دل مین آنی رہیگی

ملکر تو اُنسے دیکھین آیندہ جو مقدر
یا دوستی رہیگی یا دشمنی رہیگی

کشتہ کیا ہے اُسکے تیر نگہ نے مجھکو
میرے مزار پر بھی ناوک افگنی رہیگی

ہر بندۂ خدا پر کب تک ستم رہیگا
یہہ تیرے دل مین کافر کبتک ٹھنی رہیگی

تنگ آکے دکھ سے ہاتون چاہا تہا ہمنے مرنا
یہہ کیا خبر تھی برسون یون جانکنی رہیگی

جلوہ اگر دکھاؤ تو پھر منہہ چھپاؤ
اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہیگی

نبہہ جائے آپسے اپنی جسطرح بنے غنیمت
یہہ جانتے ہین اکثر بگڑی بنی رہیگی

مر مر کے ہم جیے ہین سو امتحان دیے ہین
ای بدگمان کبتک یہہ بدظنی رہیگی

ہم سے نظر ملا کر بیتاب دل کو دیکھو
برق جہان سے کبتک چشمک زنی رہیگی

لوٹین گی وہ نگاہین سرکاروان دل کو
جبتک چلیگا رستہ یہہ رہزنی رہیگی

ای داغ تیری صورت دیکھین گے وہ نہ ڈر کر
چہائی ہوئی جو منہہ پر یون مردنی رہیگی

جور کی خو ترے دل سے نہ ستمگار گئی
عمر بہر اپنی وفا سب یونہین بیکار گئی

آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہار گئی
آئی سو بار شب وعدہ تو سو بار گئی

جسکو کہتے ہین اثر وہ نہ ملا ہے نہ ملے
کیا گئی آہ فلک سے بہی اگر پار گئی

تاک جہانک اپنی نگہہ کو رہی اُس کوچے مین
روزن در سے ہٹی تو سر دیوار گئی

جان کیا رکنے کی شی ہے کہ جسے روک سکین
نہ گئی آج اگر کل یہہ چلی ہار گئی

چین سے بیٹھے ہو کیا تمکو خبر ہے کہ یہین
آبرو آج عدو کی سر بازار گئی

رکھہ لئے منہہ پہ عبث ہات حیا سے تمنے
لذت وصل ملی لذت دیدار گئی

اسکا منہہ دیکھتے ہی خواب مین ہم چونک اٹھے
اپنے ہات آئی ہوئی دولت بیدار گئی

نگہہ ناز کو ہمنے جو چھپایا دل مین
وہ یہہ کہتے ہین کہ چوری مری تلوار گئی

تیرے گہر خوف سے تہم تہم کے قدم رکہتے ہو
کیا ہوا اب وہ کہان شوخی رفتار گئی

میرے مرنے کی خبر سن کے کہا خوب ہوا
روز کا قصہ گیا روز کی تکرار گئی

اسقدر پاس ہا عشق کی رسوائی کا
خاک بہی میری اوڑ کر سر بازار گئی

صدمے سہنے کے لئے ہی ہے توانائی شرط
اب طبیعت غم فرقت سے بہت ہار گئی

نگہہ شوخ میں تمکین ہی کبہی تہی پہلے
بیقراری دل عاشق سے نہ زنہار گئی

تمکو نفرت ہو تو ہو دل سے یہہ گہبرا ایسا
چہوڑ کر اسکو مری روح نہ زنہار گئی

موت کے آنے سے کس طرح کی راحت پائی
جان کے جاتے ہی تکلیف دل زار گئی

جب اُٹہی کوچہ جانان سے قیامت کوئی
چلتے چلتے مرے دہمکانے کو للکار گئی

آمد آمد ہے کہ گلگشت چمن ہے کسکی
پیشوائی کے لئے نکہت گلزار گئی

گالیان دینے لگے پہر عیادت آکر
دل کی تسکین گئی پرسش بیمار گئی

داغ خورشید قیامت نے قیامت کی ہی
آج کیا جانے کہان اپنی شب تار گئی

جلا تہا دل جب کیا تہا نالہ جلینگے لب جب دعا کرینگے
جو وہ کیا تہا تو کیا کیا تہا جو یہ کرینگے تو کیا کرینگے

مزا اسی میں ہے دل لگی کا کہ شوخیان ہون شرارتیں ہون
جو آپ ہمسے حیا کرینگے تو چہیڑ کر ہم خفا کرینگے

عجب طرح کا معاملہ ہے وہ سوچتے ہیں بات پہرون
کبہی طمع ہے کہ لیجئے دل کبہی ہے فکر کیا کرینگے

عداوت انکو ہے آج جسسے اسی پہ کل مہربانیان ہیں
جو دشمنی کر سکیں نہ پوری وہ دوستی ہمسے کیا کرینگے

ہزار ہیں ننگ عاشقی کے جو انکو برتے وہ انکو جانے
تمہیں کو ہم بیوفا کہینگے تمہیں سے ہم التجا کرینگے

پیامبر کی مجال کیا تہی جو اُنسے کہکر جواب لاتا
بہت سنی ہمنے ایسی باتیں بہت سی ایسی سنا کرینگے

ہوئے ہین وہ خوگر جفا ہم یہ کہتے پھرتے ہین جا بجا ہم
جو کوئی ہم پر ستم کریگا ہم اُسکے حق مین دعا کرینگے

جو رشک لقمان بھی چارہ گر ہو مسیح ثانی بھی وہ اگر ہو
کسی سے اچھے ہوئے نہ ہونگے ہم آپ اپنی دوا کرینگے

خطا کروگے جو بوسہ مانگا یہ کیا کہا پھر نہ ہمسے کہنا
خطا کرینگے خطا کرینگے خطا کرینگے خطا کرینگے

کوئی سہے رنج و غم کہانتک اٹھائے ظلم و ستم کہانتک
وہ حضرت داغ ہی نہین اب جو تجھسے مہر و وفا کرینگے

وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے
یہان رہگئے ہاتھہ ملتے ہوئے

الٰہی وہ نکلے تو ہین سیر کو
چلے آئین مجھہ تک ٹہلتے ہوئے

نہ اترائیے دیر لگتی ہے کیا
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے

عدم مین بھی ہم نیند بھر کر نہ سوئے
گئے حشر مین آنکھین ملتے ہوئے

محبت مین ناکامیون سے اثر
بہت کام دیکھے نکلتے ہوئے

گلا کاٹ لون مین ہی خنجر تو دو
تمہین دیر ہوگی سنبھلتے ہوئے

مرے جذبۂ دل پہ الزام آئے
وہ آتے ہین آنکھین بدلتے ہوئے

کرین وعدے پر وعدہ وہ ہمکو کیا
یہہ چٹکلے یہہ فقرے ہین ٹلتے ہوئے

ذرا داغ کے دلپہ رکھو تو ہاتھ
لذت و صحبت
بہت تمنے دیکھے ہین جلتے ہوئے

وہ لیتے ہین چٹکی دم گفتار ذرا سی
کیا دل کو مزا دیتی ہے تکرار ذرا سی

کیون چاٹ نہ لون خاک در یار ذرا سی
اکسیر ہے اکسیر کی مقدار ذرا سی

آتے تو چلے ہین وہ مری راہ پہ لیکن
باقی ہے ابہی منزلِ دشوار ذرا سی

اندیشہ ہے اک صاحب تقوے کی نظر کا
مے چھوڑ دیا کرتے ہین میخوار ذرا سی

اے شوخ غضب ہے تری ابرو کا اشارہ
کیا دیکھیے کرتی ہے یہہ تلوار ذرا سی

دشنام پسِ بوسہ جو تو دے تو مزا ہے
تلخی بہی ہو اے لعل شکربار ذرا سی

اُس فتنۂ عالم سے یہہ کہتی ہے قیامت
دے ڈال مجھے شوخیِ رفتار ذرا سی

موسیٰ کو تو جب بہی نہ رہی تابِ نظارہ
جھلکی تہی پئے طالبِ دیدار ذرا سی

اُس شانِ رحیمی نے بہت رنگ دکہایا
جس وقت جہکی چشم گنہگار ذرا سی

زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجھکر
دل توڑ نہ تو پی لے مرے یار ذرا سی

سو ٹکڑے کرون دل کے تو لے کوئی خریدار
وہ کہتے ہین یہہ جنس ہے درکار ذرا سی

کہلجاتے ہین اکثر ترے فقرے تری چالین
باقی ہے کسر تجہہ مین یہہ عیّار ذرا سی

ہمسایے مین وہ آئے تہے جب جہانکنا چاہا
اونچی رہی ہے سر سے مری دیوار ذرا سی

اکثر تو رقیبون سے مرے ہوتے ہین شکوے
تعریف بہی ہو جاتی ہے اک بار ذرا سی

جب ہمکو مئے تلخ میسر نہین ہوتی
افیون ہی کہا لیتے ہین ناچار ذرا سی

بیدادِ فلک نے تو بہت زور دکہایا
کر تو ہی کمی اے ستمِ یار ذرا سی

ساقی مجھے ترسا کے پلاتا ہے مے ناب
اک بار بہت سی نہین ہر بار ذرا سی

کہتا ہے وہ ہم داغ کو دل مین نہین رکھتے
مین چاہون جگہہ دے مجھے دلدار ذرا سی

رہیگا عشق ترا خاک مین ملا کے مجھے — کہ ابتدا مین ہوئے رنج انتہا کے مجھے

دیئے ہین ہجر مین دُکھ درد کس بلا کے مجھے — شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے

ہوا ہے مدنظر اس طرح سے ترسانا — بناؤ کرتے ہین بدگمان بتا کے مجھے

عدو کے شکوے پہ یہہ انفعال بہی ہر نبا — وہ منہہ ہی منہہ مین سناتے ہین سر جہکا کے مجھے

نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے — کہ اور جہیپ چڑہی سامنے خدا کے مجھے

ہجوم یاس مین گہر کر دُوہائی دی دل نے — یہہ لوٹے لیتے ہین تنہا غریب پا کے مجھے

ارادہ قتل کا ہے یا ہین شکل کے مشتاق — وہ گہورتے ہین بہت سامنے بلا کے مجھے

عجیب غیر کے افسانے مین ہے کیفیت — یہہ حال سنیئے ذرا سنی کبہی پلا کے مجھے

مکدر اہل فلک میری مشت خاک سے ہین — بگاڑ ڈال دیا آدمی بنا کے مجھے

طریق مہر و وفا مین کمی کئے ہی نہی — خیال تہا وہ نہ پچہتائے آزما کے مجھے

بغیر موت کے کس طرح کوئی مرتا ہے — یقین نہ آئے تو وہ دیکہہ جائین آ کے مجھے

بلائے عشق تو دشمن کو بہی نصیب نہو — ہزار رقیب بہی رو یا گلے لگا کے مجھے

کہا یہہ دل نے چلو آج کوئے قاتل مین — اجل کہان سے کہان لیگئی لگا کے مجھے

ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت — جفا کے لطف تجہے ہین مزے وفا کے مجھے

ستم تو یہہ ہے کہ پہر اس خوشی کی قدر نہین — تم اپنے دل مین ہو خوش کسقدر ستا کے مجھے

غضب ہے آہ مری داغ نام ہے میرا
کِ ذریادہ بلاؤگے کیا جلا کے مجھے

اشعار متفرقات

...شق سے حسن ہی سرفراز تہا
کون نیاز مند تہا تو ہی تو بے نیاز تہا

دیگر
...یا کہ تہا جرات کا کہٹکا
...رکا جب ہاتہہ قاتل کا مری آنکہو نمین دم اٹہکا

دیگر
...آنکہین وہ مجہکو دیکہکر
ایک رنگ آتا ہے اک جاتا ہے مجہہ رنجور کا

دیگر
...مری آنکہین ڈہانکتین
کہیل ہے آنکہہ مچولی کا نرالا دیکہا

دیگر
...یا اقرار کیونکر ہوگیا
اور پہر اُسپر یہہ حیرت مجہکو باور ہوگیا

دیگر
...ت دہو ہماری روسیاہی کو
کہ آب غسل میت سے یہہ داغ اپنا نہ چہوٹیگا

...ٹے منتظر ہین دشت وحشت مین
سنا ہے آج زندان سے ترا دیوانہ چہوٹیگا

دیگر
...ے ایسی ترے اشعار مین گرمی
سنکر جسے آجائے سخنور کو پسینا

دیگر
...قاتل نادان جو تشنہ تہا
زبان تیغ پہ بیساختہ اللہ اکبر تہا

...دوبدو وہ کہہ گئے دیکہا نہین ہمکو
کیا ظلم کہ تیرے سامنے تیرا مقدر تہا

دیگر
...ہلا عید کے دن بہی رمضان کا
دشمن ہی رہا شیخ حرم پیر مغان کا

...ن کا تماشا نرہا
جب کوئی دیکہنے والا نرہا

دیگر
...د آئینہ مقابل کیا ہوا
آپ اپنی تو خبر لین آپکا دل کیا ہوا

...یا گیا خوش ہون مگر اس بات سے
میرے دل کو کہہ رہے ہین وہ مرا دل کیا ہوا

دیگر
...ملنا ضرور تہا کہ نہ تہا
کوئی تمہارے لئے ناصبور تہا کہ نہ تہا

دیگر
...سر کیا صبر مہربان ہوگا
اور بہی بعد قسم کے کوئی پیمان ہوگا

مجکو وعدے نے ترے جی سے گذرنے ندیا	دیگر	مین نے چاہا تہا کہ مرجاؤن
وعدہ لیتے ہی وہ باتون مین لگا یا ہنسے		دیر تک اسکو کسیطرح
کیا مرے نام سے محشر مین نہ ڈگر ہوئی		اس نے جہگڑا وہ کیا فیہ

ردیف تائے ہندی

ظالم یہ دیکھہ چوب پڑی میری آنکہہ مین		کاری لگی ہے کیا تری
آگئے آنکہون کے اندہیرا چہا گیا		کچھہ دکہائی دے تو دکہ

ردیف جیم فارسی

ہر وقت دل کے یار ہین تشویش فکر سوچ		ہر آن مین ہزار ہین تشویش

ردیف دال ہندی

چار دن کا ہے سب غرور گہمنڈ		کیجیئے اپنے دل سے د

ردیف رائے مہملہ

جب شباب آکر زلیخا کے دوبارا دن پہرے		کہل گئین آنکہین سبہی یوسف کی
پہر ہی جائے تو نہ جائیگا یہہ سودا ہوکر	دیگر	مجہکو لپٹا ہے جنون جہاڑ کا کا
شامت مری دل اذکو دکہا یا نکال کر	دیگر	چلتے ہوئے وہ جیب مین چہپکے
مرگ رقیب کا نہ زیادہ ملال کر		ہر اک کد مر خیال ہے اپ
الفت کی ہم بلا مین پہنسے دیکہہ بہالکر		دل کو غضب مین ڈال د
مجہکو دیا ہے گرچہ لب یار نے جواب		آنکہین یہ کہہ رہی ہے

ہم اپنے دلکے ہاتون مورد صد رنج و آفت ہین — دیگر — یہہ سب حضرت کی خوبی ہے جو کچھہ ہین حضرت ہین

عشق مین دل کہین حواس کہین — دیگر — ایسے رہتے ہین اپنے پاس کہین

کون پردے مین چھپ کے بیٹھا ہے — بہرکے جاتا ہے کیون گلاس کہین

مجھکو ہے اُس سے احتمال وفا — نہ غلط ہو مرا قیاس کہین

زہر کہاتے ہین تنگ آکر ہم — یہہ دوا آسے دل کو راس کہین

بزم مین داغ گر نہین تو نہو — یہین ہوگا وہ آس پاس کہین

ردیف واو

تو ہمسے بدگمان تو دل مبتلا نہو — تیری بُرائی چاہینگے تیرا بُرا نہو

بے وجہ یہہ نیاز نہین غور کیجیے — کیون التجا کرین جو کوئی مدعا نہو

اول تو یہہ دعا تھی کہ وہ بھی ہو بیقرار — اب کہہ رہا ہون یہہ کہین میرا کہا نہو

دل جائے جان جائے قیامت ہی کیون نہ آئے — سب کچھہ مجھے قبول مگر تو خفا نہو

وہ نظر باز وقت نظارہ — دیگر — آنکہون آنکہون مین کہا گیا دل کو

مری طرح سے شب غم کوئی تباہ نہو — دیگر — کرون گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہو

وفائے وعدہ خدا جانے آج ہو کہ نہو — دیگر — درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہو

[illegible] کیا مے و معشوق کی طلب واعظ — جب آدمی ہے تو پھر احتیاج ہو کہ نہو

ردیف ہاے ہوز

بادہ کشی سے ایسی توبہ — یا میرے اللہ مری توبہ

میرے دلسے کوئی پوچھے غم الفت کے مزے	دیگر	کہ لگار کہا ہے مدت سے اِسے جان کے ساتھہ
جھگڑے لگے ہین یون تو بہت آدمی کے ساتھہ	دیگر	یارب نہو کسیکو محبت کسیکے ساتھہ
جب یہہ نہو تو کیون نہو دنیا و دین خراب		سارے لگاو رہتے ہین دل لگی کے ساتھہ
کہدے ایمان سے تو غیر کے گھر جانے کی		کہ فقط جائیگا ایمان بہی انسان کے ساتھہ

ردیف یاے تحتانی

بہرے بیٹھے ہو تم محفل مین ای داغ		کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری
جو بیٹھی آنکہین تو پلکین بہی کوئی پل کی ہین		رہی ہین بس یہی آنکہون کی سیویان باقی
ہلایا جب مری آہ وفغان نے	دیگر	زمین بگڑی ہے کیا کیا آسمان نے
رقیبون سے ہے دوستداری تمہاری	دیگر	نبہے گی نہ ہرگز ہماری تمہاری
ہر رنگ مین ہے داغ سا ہمرنگ کہان ہے	دیگر	بوڑہون مین وہ بوڑہا ہے جوانون مین جوان ہے
رنج دیتے ہین اُسیکو آپ جو رنجور ہے	دیگر	یہہ کہان کی رسم ہے کس ملک کا دستور ہے
خاک مین تم ملانے آئے ہو	دیگر	یون بہی کوئی کسی سے ملتا ہے
ای داغ یہ کیا بات ہے ہمکو تو بتاؤ	دیگر	رہتا ہے وہان ذکر تمہارا کئی دن سے
ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیمانے کی	دیگر	ہم تو لے ڈالین گے مٹی ترے میخانے کی
کہتے ہین لوگ تیری طبیعت اُلٹ گئی	دیگر	یہہ جانتے نہین مری قسمت اُلٹ گئی
غضب ہے اس ستمگر پر دلِ امیدوار آئے	دیگر	کرم سے جسکو نفرت ہو وفا سے جسکو عار آئے
اپنی تقدیر پہ گریان جو شبِ غم ہوگی	دیگر	گل خورشید قیامت پہ بہی شبنم ہوگی

دیگر

غیر پر اُنکی طبیعت آئی — گر یہہ سچ ہے تو قیامت آئی
دل پہ اور ایک یہہ آفت آئی — یہہ گئی اور قیامت آئی

دیگر

ہم اپنے کاتب اعمال کو ملالین گے — گناہ سہل ثبوت گناہ مشکل ہے

دیگر

یہہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو سہی — ہر اک سے کہتے ہو میری ذرا سنو تو سہی

دیگر

باطن میں کینہ اور بظاہر یہہ بات ہے — دنیا کہے کہ **داغ** پہ کیا التفات ہے

دیگر

محبوبیت کی شان نہیں ہے ستمگری — محبوب ہو کے آپ دل آزار کیوں ہوئے
گر ہو نہو تو بیخودی دے شوق جرم ہو — کیا جانیں ہم سزا کے سزاوار کیوں ہوئے
اپنے جمال ہوش ربا کی خبر ہی ہے — کہتے ہو ہم سے طالب دیدار کیوں ہوئے
تھوڑے دنوں میں لطف اسیری ملا نہ تھا — ہم کیا کہیں کہ چھٹ کے گرفتار کیوں ہوئے

دیگر

ملا کر آنکھ سے آنکھ اسکو گریان کر دیا کس نے — کہ اپنی آنکھ نم کی قطرۂ شبنم سے نرگس نے

دیگر

اہل محفل سے ملائی آنکھ جب اُس نے ذرا — مختلف سب سے اشارے ہو گئے بات کے
بولے وہ ماہ مصر کی تصویر دیکھکر — ہاں خیر کچھہ درست ہے یہہ آنکھ ناک ہے

دیگر

تنہا جو آئیے مری آنکھوں پر آئیے — ساتھہ اپنے غیر کو نہ کبھی لیکر آئیے

دیگر

دیکھا نہ وقت ذبح بھی اُس رشک حور کو — آنکھیں اُلٹ گئیں یہہ مصیبت تو دیکھیے
کرتا ہے **داغ** کوچۂ قاتل میں تاک جھانک — پردے پڑے ہیں آنکھوں پہ غفلت تو دیکھیے

دیگر

ٹھیکری آنکھوں پہ دانستہ جو مجنون رکھتا — لیلی پردہ نشین جامے سے باہر ہوتی

دیگر

اُنسے نگاہ ملتے ہی دلپر لگی وہ چوٹ — بجلی سی اپنی آنکھوں کے نیچے چمک گئی

دل کو چھر ایسا ہر نگاہ ہوسنے اوپر ہر	دیگر	آنکھون مین بیٹھے ہین وٹھائی تو دیکھیے
آپ کی آنکھو ہین کس طرح نہ ٹیسو پہولے	دیگر	زرد ہے چہرہ ہمارا اثر کرتی ہے
خورشید میرے سامنے یا شمع طور ہے	دیگر	آنکھین جو تیوراگئین یہہ کس کا نور ہے
اُس بدگمان کو نشۂ مے کا گمان ہے	دیگر	آنکھین چڑہی ہوئی ہین ہماری بخار سے
ہر طرف مجمع اغیار رہا دیکھا ہم نے	دیگر	آنکھین وڑائین تری بزم مین کیا کیا ہم نے
ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے	دیگر	سات گھر بھیک یہ مانندِ گدا مانگتی ہے
چھپکے بیٹھے ہو مرے دل مین یہہ پردا کیا ہے	دیگر	دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے
جو گھڑی عیش کی گذرے وہ غنیمت جانو		زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے
بالین سے نہ اُٹھنا تھا کیا تم نے قیامت کی	دیگر	لو بیٹھ گئین آنکھین بیمارِ محبت کی
غم حسین مین اُٹھیگا سرخرو ای داغ	دیگر	یہہ بوجھ تو نے اُٹھایا علی علی کر کے
تو کرے الطاف دشمن پر ستم یہہ بھی تو ہے	دیگر	غم غلط ہو غیر کا مجھکو الم یہہ بھی تو ہے
کوے جانان مین اوڑا لیچل تنِ لاغر مرا		ایک تنکا اے نسیم صبحدم یہہ بھی تو ہے
کیا تڑپنے ہی کو خالق نے طبیعت دی ہے		صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے
بادشاہونکو بھی لوگ ہین دینے والے		یہہ فقیرون ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

خمسہ بر غزل خود مصنف

کہتا ہے کیا کہ جاہل رندانے آدمی ہین	رندانے آدمی تو فرزانے آدمی ہین
جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہین	زاہد نہ کہہ بُرے یہہ مستانے آدمی ہین

تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

یہہ لوگ وہ ہین انسے الفت بڑا کیجے	انکو یہہ فکر ہر دم جو کہین تو وار کیجے
اِنسے جو ربط کیجے بیگانہ وار کیجے	غیر دین کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے

یہہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

یہہ سچ کہ لوگ جو ہین ستو درد و غم تمہارے	ظلم و ستم کے کشتے اندوہ و غم کے مارے
منت سے پوچھتے ہین آزار و رنج سارے	جو آدمی یہ گذرے وہ اک سوا تمہارے

کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہین

جب غیر کوئی آئے بے شبہ اُسکو ٹوکے	ہم روز کے سلامی کیون کہاے ہم یہہ دہوکے
اب جی مین ٹہن گئی ہے جائینگے جان کہو کے	کیا چور ہین جو ہمکو دربان یہہ روکے

کہدو کہ یہہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

دے جلد بہر کے ساغر جو کچہہ ہو خم مین باقی	غافل یہہ صحبت ہے امر اتفاقی
کم ظرف جو ہون اُنسے کر تو یہہ خوش مذاقی	مے بوند بہر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی

بہر بہر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

قسمت پر اپنی مجہکو کیونکر نہ آئے حسرت	ناکارہ جہان ہون صورت نہ سیرت
تمکو ہی کچہہ نرالی ایسی نہین کدورت	ہین وہ بشر کہ جنسے ہر آدمی کو نفرت

تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

بے محنت کہین کب کوئی مکان بنا ہے	دیکہو خلیل ہی سے کعبہ بنا ہوا ہے

ہے گرچہ ایک خرابہ لیکن تمہاری جا ہے
تمنے ہمارے دل مین گھر کرلیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

ہم عشق کے ہین بندے کب عشق ہے چھوٹا
یہہ عشق کا مزا ہے ہو لب پہ جام صہبا
صہبائے عشق کو بہی کہتے ہین آپ بیجا
اے شیخ صاحب اِس جا کیجے ایسا
حضرت کو تاکہ کوئی یہہ جانے آدمی ہین

اِن شدتونکا بہی حق لینگے روز محشر
دنیا مین جانتے ہو جیسے فدا ہین تم پر
پہر بندگی ہماری دیکھوگے بندہ پرور
جب داور قیامت پوچھیگا تمسے کہکر
کہدینگے صاف ہم تو بیگانے آدمی ہین

اے کشتۂ تغافل اے بسمل جدائی
مجروح ناوک غم مقتول بیوفائی
کب ہوتی ہے کسی سے جو تو نے کرد کہائی
شاباش **داغ** تجکو کیا تیغ عشق کہائی
جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

خمسہ بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

این چہ رفتار است بیجا میروی
بیخودانہ مست صہبا میروی
میروی و بے محابا میروی
سرو سیمینا بصحرا میروی
نیک بد عہدی کہ بے ما میروی

تا نی نظارہ رونے کو
جلوۂ دیدار محشر ہو تو ہو

کب ملا یہہ دن کلیم و طور کو
اے تماشا گاہ عالم روے تو

تو کجا بہر تماشا میروی

کون کرسکتا ہی تجھسے ہمسری
سب حسینون پر ہی تجھکو برتری
ہے حجاب و شرم طرز دلبری
روے پنہان دار از مردم پری

تو پری رو آشکارا میروی

حسن تیرا غیرت شمس و قمر
ناز تیرا دلکش و جادو اثر
خوش ہو کیا ایسا کسیکو دیکھکر
گر تماشا مے کنی در خود نگر

کے بجو شتر زین تماشا میروی

آدمی سے بولتا ہے آدمی
فکر یہہ کیسی ہے کیسی خامشی
منتظر ہون دیر سے کہہ تو ہی
مے نوازی بندہ را یا مے کشی

مے نشینی یک نفس یا میروی

ہے خرام ناز سے دل شاد شاد
گرچہ پامالی ہی ہو حد سے زیاد
عاشق پابوس کی آئے مراد
گر قدم بر چشم من خواہی نہاد

دیدہ بر رہ مے نہم تا میروی

جو ترا شیدا ہوا ور نجست
تیری فرقت مین رہا کب تندرست
داغ نے اچھا سنا یہہ شعر چست
دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست

تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

سلام

انکو مجرا تھے جو زیرِ آسمان بیٹھے ہوئے
ہو کے پیاسے بیوطن بے خانمان بیٹھے ہوئے

شورِ ماتم سنکے اہلِ بیت کا سب اہلِ شام
شادیان کرتے تھے گھر مین شادمان بیٹھے ہوئے

شاہ اسپر بھی اُٹھا دیتے تھے آعدا کے قدم
تیر تن پر دلپہ داغ جانستان بیٹھے ہوئے

وا دریغا دست عابد مین تو ہو اُنکی مہار
اور اونٹون پر چلین کچھ ساربان بیٹھے ہوئے

کربلا سے شام تک دم دم کی جاتی تھی خبر
جابجا تھے ڈاک پر سب خط رسان بیٹھے ہوئے

اُمتِ عاصی کے حق مین شاہ نے مانگی دعا
جانب قبلہ زمین پر نیم جان بیٹھے ہوئے

جب مدینہ مین شہادت کی خبر اُڑ کر گئی
کچھ کھڑے روتے تھے کچھ پیر و جوان بیٹھے ہوئے

کوفیون نے خود بلا کر یہہ ستم برپا کیا
اپنے گھر تھے چین سے شاہِ زمان بیٹھے ہوئے

حلق پر جس دم چلا خنجر سبطِ رسول اللہ کے
کھاتی ہین عابد نے غم کی برچھیان بیٹھے ہوئے

بیٹھے بیٹھے پشت زین پر ہی پڑہی شہ نے نماز
زخم کاری تھے بہت تا استخوان بیٹھے ہوئے

را دِ تسلیم و رضا مین اہلبیتِ مصطفٰے
صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے

کہہ رہے تھے العطش جو وقت سب اہلِ حرم
سب کی سنتے تھے شہ کون و مکان بیٹھے ہوئے

[illegible]

قطعہ

حضرتِ عابد کو زندانمین بھی تھا اِتنا لحاظ
ہمسے غافل ہون نہ در پر پاسبان بیٹھے ہوئے

رات کو جب چاپ ہوتی تھی کوئی دم کو اگر
پھر ہلا دیتے تھے اپنی بیڑیان بیٹھے ہوئے

شاد کے ماتم مین روئے ہین بہت جیتے تلک
دیکھنا جنت مین بھی ہونگے مکان بیٹھے ہوئے

حج زیارت کر چکے اب کربلا کو بہی چلو
داغ مُدّت ہو گئی تمکو یہان بیٹھے ہوئے

سلام اسکو کیا جسنے نام چار طرف — اُسی کے نام درود و سلام چار طرف
پڑی تہی گہیرے ہوئے فوج شام چار طرف — حسین بیچ مین تہے روک تہام چار طرف
خضر بہی لا نہ سکے ایک بوند پانی کی — یہہ اشقیا کا رہا انتظام چار طرف
نکل کے جائین شہ دین نہ کربلا سے کہین — پہونچ گیا تہا یہی حکم عام چار طرف
جب ایکبار ہی ساری سپاہ ٹوٹ پڑی — کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف
عدو کہین سے نہ پہنچے یہہ سبکو دہڑکا تہا — حسین ابن علی کا تہا نام چار طرف
یہہ عرض شاہ سے کی حر نے کیجئے اپنا — نہ بہٹکے یا مرے مولا غلام چار طرف
عدو کی جانبِ گرتی تہی ہر طرف بجلی — چمک رہی تہی جو تیغِ امام چار طرف
اِدہر تو خیمۂ اطہر مین ہر طرف ماتم — اُدہر خوشی کی پڑی دہوم دہام چار طرف
قضا بہی آئی تو مر مر کے آئی مقتل مین — عجب طرح کا رہا اژدہام چار طرف
در آیا جب صفِ اعدا مین ابنِ شیرِ خدا — تو بہاگ گئے نظر آئے تمام چار طرف
بلا بلا کے کرین کربلا مین شہ کو شہید — پہونچ گئے تہے یہہ خفیہ پیام چار طرف
ہزار قتل کئے ذوالفقار حیدرؓ نے — قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف
کہڑی ہوئی تہین شہیدونکے واسطے حورین — لئے ہوئے مئے کوثر کے جام چار طرف
محبِّ آلِ محمدؐ محبِّ حق ہو گا — یہہ مشتہر ہے نبیؐ کا کلام چار طرف

[illegible]

مثال خلط عناصر تھے متفق دشمن | اگرچہ پھیلے ہوئے تھے تمام چار طرف
رہیگا حشر تک اے داغ بے سکونِ زمین | غم حسین علیہ السلام چار طرف

رباعیات

ہے بے مہری چمہر سے دل سرد ہوا | جو حوصلہ تھا پست ہوا گرد ہوا
جو صاحبِ درد ہو کرے داغ کی قدر | بیداغ ہوا کوئی تو بیدرد ہوا

ولہ

بیفائدہ انسان کا گھبرانا ہے | ہر طرح اُسے رزق تو پہنچانا ہے
قارونکے خزانہ سے بھی ملجائیگا | منظور جو اللہ کو دلوانا ہے

ولہ

صد شکر پہنچ فخر زمان تک تو ہوئی | معراج مجھے یہ سے مکان تک تو ہوئی
پستی سے فلک نما پہ آیا اے داغ | اونچی مری تقدیر یہان تک تو ہوئی

ولہ

دریا کو اگر گوہر خوش آب دیا | گردونکو اگر مہر جہانتاب دیا
اے داغ وہ الگ تھا یہ تیرا حصہ | اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا

ولہ

ہے صاحب اقبال وقار الامرا | ہے مظہر اجلال وقار الامرا
اے داغ عجب کیا ہے بہترین سے دن | ماضی کو کہتے حال وقار الامرا

وله

شہرت ہی بڑی شان سے آئے نواب
اقبال کے سامان سے آئے نواب
جان آگئی ملے داغ ہماتن مین
جب ہمنے سنا کان سے آئے نواب

وله

دریاے سخا کان عطا کون کہ آپ
مشکل کے مری عقدہ کشا کون کہ آپ
داغ اپنی پریشانی دل کس سے کہے
نواب وقار الامرا کون کہ آپ

وله

مجھسا نہو دکھہ درد کا سہنے والا
بیفائدہ بیقاعدہ رہنے والا
حضرت سے مرا شوق حضوری جو کہے
اب نہین ملتا کوئی کہنے والا

وله

ذی مرتبہ ذیشان ہے خان خانان
ہر چشم مین انسان ہے خان خانان
ہر سینہ مین دل ہے اور دل مین امید
قالب مین مری جان ہے خان خانان

وله

گنجینۂ دولت سے سخاوت بڑھکر
ایثار وسخاوت سے شجاعت بڑھکر
نواب وقار الامرا کے اوصاف
بڑھکر ہین زمانے سے نہایت بڑھکر

وله

نواب غم و رنج سے آزاد رہے
اللہ کرے صاحب اولاد رہے
اے داغ ہمیشہ یہہ دعا ہے اپنی
تا دور فلک خوش رہے آباد رہے

مہدی کو اگر خیر زمان کہتے ہین زیبا ہے کہین محسن عالم ای داغ	وله	یا محسن ملک اسکو یہان کہتے ہین جو چاہیے کہنا وہ کہان کہتے ہین
اس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی ہر شخص کی ملحوظ ہے خاطر داری	وله	ذی مرتبہ ذیشان کوئی ہو تو سہی یون دل کا نگہبان کوئی ہو تو سہی
ہے باغ شجاعت کا شجر افسر جنگ ذی مرتبہ ذی حوصلہ ذی شان ذی عقل	وله	ہے بحر سخاوت کا گہر افسر جنگ ای داغ نہین کوئی مگر افسر جنگ
خورشید سے انور ہی تری اے منیر نواب منیر ملک یکتائے زمان	وله	امید سے بڑھکر ہے ترا فیض کثیر آپ اپنا جواب اپنی مثال اپنی نظیر
یہہ کہکے دباتے ہین مجھے سب اغیا ایمان کی ای داغ جو پوچھو یہہ ہے	وله	دلوا وہ جو کچھ ہمکو تو ہو وصل کا ہین راشی و مرتشی تو دونون فی النار
	وله	
سلطان دکن کے ہوے اشفاق بہت دلی کو اگر جاؤن تو ملکر جاؤن		اشخاص نے مجھسے کیے اخلاق بہت مین آپ کے ملنے کا ہون مشتاق بہت
جبتک ہین ضیا بخش مہ و مہر منیر دلشاد رہے خوش رہے آباد رہے	وله	جبتک کواکب سے فلک پر تنویر نواب قدیر جنگ یا رب بہ قدیر
جبتک ہر جہان مین دو ساقی باقی باقی کی نہ کیون ہو عمر و دولت کو بقا	وله	جبتک ہے لذت تلاقی باقی فانی فانی ہے اور باقی باقی

قطعات

قطعۂ تاریخ تہنیت مسند نشینی جناب مستطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ والی ریاست مصطفے آباد عرف رامپور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت ۔ بنا ہے غیرتِ فردوس مصطفے آباد
جہان جہان ہی خوشی عیش انبساط سرور ۔ زبان زبان سے ادا نغمۂ مبارکباد
نگہہ نگہہ سے ٹپکتا ہی بادۂ عشرت ۔ نفس نفس سے یہہ آواز ہی کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعائے بقائے دولت و عمر ۔ سخن سخن مین ہی شکر و سپاس جلسے یاد
عروج دولت و اقبال و شان و شوکت سے ۔ بنا ہی عالم بالا یہہ عالم ایجاد
ہوا و ساد نشین روز جمعہ کو نواب ۔ نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد
زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر ۔ قدم جما کے سنبھلتا ہی باغمین شمشاد
وہ جوش رنگ ہی ہو آب نشتر ہی شہاب ۔ جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصاد
مثال خاطر بشگفتہ ہر گل امید ۔ برنگ غنچہ شگفتہ ہر گل فریاد
سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع ۔ سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد
مزاج اہل زمانہ مین ہی وہ یکسوئی ۔ مریض کے بھی مرض مین نہ جمع ہون اضداد
چڑہا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی ۔ پکار اٹھتے ہین نشے مین ہر چہ بادا باد
قضا قضا کرے لیلیکے ہچکیان پیہم ۔ کسی مریض کو بھولے سے بھی جو آئے یاد

شرار برق بھی دانتوں میں ڈسے لے تنکا
ہواسے عدل سے ہو صرصر خزان برباد

تیرے سکون طبیعت قیام دولت سے
کہے نہ اب سے زمانہ کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیر اقبال سے عجب کیا ہے
پڑھے اگر خط تقدیر کور مادرزاد

تیرے زمانہ میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
ہوا تھا صاف سکندر کے عہد میں فولاد

گدا کو بھی وہ تمول ہے عہد دولت میں
جو اس زمانہ میں ہو خسروی کرے فریاد

ترا اشارۂ ابرو کلید قفل امید
تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
مٹا ہے عہد میں تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہ ٹھہرا ہیں
ہمیشہ تجھکو رہا دیکھکے بھول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہ **داغ** مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حساد

اسے خدا نے باعزاز و آبرو رکھا
مدام شاد رہا یہ بفضل رب عباد

امیدوار ترحم ہے خواستگار کرم
نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے زیاد

دعائیں دیکے یہ لکھتا ہے مصرع تاریخ
جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد
۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر

اعظم الدین خان بہادر کو
جاہ و منصب ملا بآسانی

یہہ مدار المہام عالیجاہ
مستقل ہے بحکم سلطانی

کیون نہوتا یہہ فوج کا جنرل
ہے شجاعت مین رستم ثانی

عدل وانصاف وداد وفیض وکرم
عہد دولت مین با فراوانی

داغ آشفتہ ہوگیا مجبور
ہے یہہ آزار دشمن جانی

تن ہے آلودہ ہزار امراض
دل ہے مجموعہ پریشانی

مانگتا ہو دعائین صحت کی
پہلو بچہ لو بہ فضل ربانی

اپنے جرنیل کو دیا عہدہ
ہے یہہ نواب کی ہنر دانی

اس نیابت کی یہہ کہی تاریخ
آصف اعظم جہانبانی
سنہ ۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضور پرنور حضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر دام
بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ وصولتہ وسلطنتہ وحشمتہ

مسعود مبارک ہو تجھکو ای خسرو دوران سالگرہ
یہہ سالگرہ ہے سالگرہ کہتے ہین اسے ہان سالگرہ

بڑھکر ہو کلاہ کا کہکشان ہر ایک گرہ نجم تابان
اللہ کرے ہو لاکہہ برس یون لایق وشایان سالگرہ

یہہ چاند ربیع الثانی کا یہہ پیر کا دن تاریخ چھٹی
ہر فضل خدا تیسئیسوین ۲۳ ہر اب لیشہ ذیشان سالگرہ

ادریس و مسیح الیاس و خضر دین ہر کلاوہ رشتۂ عمر
تا روز شمار اسکا ہو شمار ایسی ہو فراوان سالگرہ

یہہ جشن سجا یہہ دہوم مچی عالم کو ملا ہر گنج گہر
ہر عقدہ کشائے بخت جہان دُر بار و زر افشان سالگرہ

وہ شور مبارکبا دہو اسب گونج رہے ہین ارض و سما
کیا حور و پری کیا انس و ملک گاتے ہین خوش الحان سالگرہ

ہر وقت خوشی ہر آن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
ہے عیش کا سامان جشن طرب ہر جشن کا سامان سالگرہ

آراستہ ہین بازار و مکان پیراستہ ہین سب پیر و جوان
ہے زینت بلدہ سالگرہ ہر رونق ایوان سالگرہ

اے داغ دعا سلطان کو دے تاریخ لکہہ انکی اُس تقریب یون
جاوید ہمایون بیجد ہو محبوب علیخان سالگرہ
سنہ ۱۳۰۶ھ

تاریخ دیگر

سالگرہ نظام
۱۳۰۷ھ

قطعہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہ والا کی
خجستہ فال ہے یہہ اور نیک فال گرہ

یہہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ
کھلے نصیبون کی یارب ذوالجلال گرہ

ہزار دانۂ یاقوت کی بنے تسبیح
بڑھے کلاوہ مین ہر سال ایک لال گرہ

لکھا ہے **داغ** نے یہہ اسکا مصرع تاریخ
ہزارون سال مبارک یہہ جشن سالگرہ
سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعۂ مبارکباد در تقریب ولادت باسعادت دختر نیک اختر حضور پرنور حضرت میر محبوب علیخان بہادر نظام آصفجاہ دام اقبالہ و ملکہ

ای خسرو جم حشم فلک قدر
ہے عہد ترا بہا مبارک

اللہ رکھے تجھے سلامت
ہو عشرت جانفزا مبارک

اللہ نے دی ہے شاہزادی
اللہ کی یہہ عطا مبارک

چلہ ہے سکندر النسا کا
یہہ رسم کرے خدا مبارک

اس دن کی دعائین مانگتے تھے
یہہ دن ہے بہت بڑا مبارک

ہوتی ہے ولادت اسمین مسعود
ہے ماہ صیام کا مبارک

آئی رمضان مین عید گویا
سب عیدون سے ہے سوا مبارک

دیکھے چھٹی چلے شادیان سب
جلسون کا ہو دیکھنا مبارک

ہے مطرب فلک طرب ساز | آتی ہے یہی ندا مبارک
سب اہل زمین و اہل افلاک | کہتے ہین جدا جدا مبارک
پھولین پھلین نونہال شاہی | مقبول ہو یہ دعا مبارک
سرسبز رہے ریاضِ اولاد | اِس باغ کی ہو فضا مبارک
عالم کو خوشی ہر کہہ رہے ہین | سب دوست سب آشنا مبارک
تقریب سعید و جشن فرخ | دنیا مین ہے جا بجا مبارک

تاریخ کہی ہے داغ نے آج
نورس تجھے بادشا مبارک

سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعۂ مبارکباد سالگرہ شاہزادی اعلیحضرت حضور پر نور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہٗ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہزادی کی | رہے ہمیشہ الٰہی بہارِ سالگرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھہ تاریخ | زیادتا بہ ابد ہو شمارِ سالگرہ

سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ حصول شرف حضوری حضور پُر نور اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

قدمبوس حضرت کا حاصل ہوا | بڑے شوق سے اور ارمان سے

حضوری کی تاریخ پوچھیں اگر | یہہ کہدو ملے داغ سلطان سے
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ تصنیف و طبع دیوان جناب مستطاب خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصر ہند نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائی ستارۂ ہند والی مصطفے آباد عرف رامپور دام ملکہم و اقبالہم

برس دن میں کہا دیوان ایسا میرے آقا نے | سخن ہر نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہیں
کہیں ہیں داغ نے اک بیت میں دو اسکی تاریخیں | یہہ ہر وہ بیت رشک بیت ابرو اسکو کہتے ہیں
یہہ اول مصرع تاریخ ہر تالیف دیوان کا | زہے معجز بیانی عطر اردو اسکو کہتے ہیں
سنہ ۱۲۹۲ھ

جو پوچھے کوئی سال طبع پڑہ دون مصرع ثانی
چھپا مطبع میں اچھا نقش جادو اسکو کہتے ہیں
سنہ ۱۲۹۳ھ

ایضاً

کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہر | اللہ رے اللہ رے یہہ دستگہہ نظم
کسطرح یہہ دیوان نہو سامعہ افروز | کہتے ہیں اسے مہر سخن ہر یہہ مہ نظم
ہر روح فزا دل کو یہہ عیسی فصاحت | ہے راہنما شوق کو یہہ خضر رہ نظم

اے داغ ہوا طبع کلام شہ والا

اس نظم کی تاریخ کہی مین نے — شہِ نظم
سنہ ۱۲۹۵

ایضاً

خسروِ عہد کا چھپا دیوان — کیون نہو عرش پر دماغِ کمال
سخن تازہ اسکو کہتے ہین — تر و تازہ ہے اِس سے باغِ کمال
مِلگیا اس کلام سے اے داغ — ورنہ معدوم تہا سُراغِ کمال

یہہ نتیجہ ہے طبعِ روشن کا
اِسکی تاریخ ہے چراغِ کمال
سنہ ۱۲۹۵

تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

چہ خوب طبع شد این بے نظیر کلیات — خوشا تجلی طبعِ جہانِ فروزِ منیر
خوش ست مصرعِ سال شروعِ طبع ای داغ — طلوع شد بادۂ مہرِ نیمروزِ منیر
سنہ ۱۲۹۵

ایضاً

جب یہہ دیوان ہوچکے مطبوع — ہوگئی نظم و نثر عالمگیر
داغ نے اِسکی یہہ کہی تاریخ — آفتابِ منیر و بدرِ مُنیر
سنہ ۱۲۹۶

قطعۂ تہنیت خلعت ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر والی رامپور

نواب کو ہو حصول یارب	دارین مین برتری بلندی
خلعت کا ہے داغ عیسوی سال	تشریف شریف ارجمندی
	۱۸۸۸ع

تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر

راجہ بنسی نغز گو باقی تخلص نیک خو	ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
اے فلک افسوس یون ہو مبتلائے حادثات	اسطرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بہر مین دونون فرزند آگے پیچھے اٹھ گئے	آفتاب خاندان وہ تہا تو یہہ گہر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی	تنگنائے دہر مین حاصل نہین ہوتا فراغ
ایکدن عشرتکدہ چالیس دن ہے غمکدہ	اس جہان پر الم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے	جو خدا کے بہید مین ملتا ہے کب اُسکا سراغ
داغ نے یہہ عیسوی سنہ مین لکہی تاریخ آج	آہ باقی کو ہوا ہے دوسرے بیٹے کا داغ
	۱۸۸۸ع

تاریخ ناول منشی ریاض احمد صاحب خیرآبادی

یہہ فسانہ کسقدر رنگین ہوا	ہو سکے کیا ہمسے تعریف ریاض
داغ لکہدو اسکا سال عیسوی	ناول نادر ہے تالیف ریاض
	۱۸۸۹ع

تاریخ طبع دیوان مرزا محمد قادر بخش تخلص صابر

تجھے آفرین عاقل خوش بیان / کیا اپنے اُستاد کا حق ادا

یہہ تاریخ اُسکی کہی داغ نے / خوشا پاک دیوان صابر چھپا

سنہ ۱۳۰۴ھ

ایضاً

شہِ سخن شہزادۂ دہلی / چہا فصیح و بلیغ ست و شستہ و معقول

بگفت داغ چنین سال طبعِ دیوانش / بسا نتیجۂ افکار صابرِ مقبول

سنہ ۱۳۰۴ھ

تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

پہلے سلطان ابنِ سلطان خسروِ ملکِ دکن / پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر

قابلِ مدح و دعا ہین لایقِ وصف و ثنا / بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر

یہہ دِلاور ہین سکندر وہ بہادر رستم تن / شاہ عالمگیر دستورِ معظم شیر گیر

حبذا خاقان دوران مرحبا نوابِ عہد / اُس سے جان آرام مین ہے اِس سے دِل راحت پذیر

یہہ ہین شمعِ سلطنت تو وہ چراغِ اُبہت / مالکِ اقبال روشن صاحبِ رائے منیر

یہہ اگر ابرِ کرم ہین وہ ہین دریائے نوال / کیون رہے ملکِ دکن مین نام کو بہی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاقِ شہ سے لکھہ

مہر و ماہِ آسمانِ نور ہیں شاہ و وزیر
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر

ملا آج نواب کو خاص خلعت
ہوئی دُھوم سی دُھوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی
وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ خطاب میجری نواب میجر افسر جنگ بہادر

قدر دان ہے قیصرِ ہندوستان
کر دیا میجر ز راہِ معدلت
ہو مبارک یہہ خطاب میجری
تجکو اے نواب والا مرتبت
اے بہادر پاکدل پاکیزہ خو
مدح کے قابل ہی تیری ہر صفت
قدر دان تیرا رہے شاہِ دکن دام اقبالہ
شاہ کیتا شاہ فخر سلطنت

مصرع تاریخ لکھا داغ نے
میجر افسر جنگ عالی منزلت
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ۔ بااختیار شدن راجہ ہر کشن سنگہ بہادر والی کشن کوٹ ملک پنجاب

جیو ہیر بر ہر کشن سنگہ جی
سُنا ہے ملا اختیار آپ کو
کہی داغ نے آج تاریخ سال
مبارک کشن کوٹ راجہ کو ہو
۱۳۰۵ھ

ایضاً

راجہ صاحب ذرا اسے سُنیئے
یہہ ہزاروں مین ایک ہی تاریخ
آپ کے اختیار ملنے کی
بخت بیدار و نیک ہی تاریخ
سنہ ۱۳۰۵ہ

تاریخ تیاری مکان و باغ نواب قادراللہ بہادر

میر نور الحسین خانِ ذی جاہ
کرد قصرِ رفیع و باغ بنا
داغ یک مصرع و دو تاریخ است
خوش جا قصر سنہ ۱۳۰۵ہ — باغ روح فزا سنہ ۱۳۰۵ہ

قطعۂ تاریخ صحت اعظم الدین خان بہادر مدار المہام ریاست رامپور

کرم گستر داغ جنرل بہادر
ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
سنہ ۱۳۰۵ہ

تاریخ انتقال نواب دلاور النساء بیگم

جملۂ نثر تاریخی

نواب دلاور النساء بیگم پاکدامن نے انتقال کیا
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

ایضاً

قصرِ جنت میں ہوئیں زینت بخش
بیگم رابعۂ اوصاف خصال

پہر تاریخ یہہ کہدے ای داغ
پنجشنبہ مہِ ذی الحجہ سال

سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ میں
یہہ واقع ہوا واقعہ جب گہڑی

یہہ تاریخ اسکی کہی داغ نے
دلا ورِ ناطاغنی جنتی

سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال آفتاب بیگم نور اللہ مرقدہٗ

بہشت باد نصیب آفتاب بیگم را
کزین جہان بجہانِ دگر خرامان شد

نوشت داغ جگر تفتہ مصرعِ تاریخ
عجیب زیر زمین آفتاب پنہان شد

سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ رحلت حضرت محمد عبد الغنی شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ واقع ہنمکنڈہ ضلع ملکِ دکن

زہے درگاہِ فیض آثار و پرنور
کہ از ماہی منور گشت تا ماہ

برائے چشم و دل وقتِ زیارت
ز عرشش آید صدائے نور اللہ

درینجا ہر کہ حاجتمند آمد
مراد خویش حاصل کرد دلخواہ

بحقِ سورۂ انا فتحنا
چہ فتح الباب گشتہ بادرگاہ

بعہد میرِ محبوب علیخان
شہِ دیندار و آصف جاہِ ذیجاہ

بسعیِ کار پردازانِ دولت
چہ خوش تعمیر شد الحمد للہ

بگو داغ از سرِ اخلاص تاریخ
مزارِ اشرف عبدالنبی شاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ رحلتِ حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہ العزیز

چو کحل خاک شود زیبِ دیدۂ بینا
سنہ ۱۱۰۳ھ

بعینِ عبد بود آشکار سرِ سما
سنہ ۱۱۰۳ھ

حبیبِ پاک ببین نورِ یثرب و بطحا
سنہ ۱۱۰۳ھ

ز قبرِ اطہرِ سید حسن رسول نما
سنہ ۱۱۰۳ھ

ایضاً

افکارِ داغ
سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیلِ راجہ بیکانیر

عجب روح افزا و فرحت فزا ہے
بہارِ سخن سے گلستانِ عاشق

تم اے داغ یہ اسکی تاریخ لکھدو
تصانیفِ اقبال دیوانِ عاشق

تاریخ طبع دیوان جناب نواب احمد علیخان بہادر رونق

سخن سنج نواب احمد علیخان	سخن را کزو ہست سامان رونق
ہویدا شد اعجاز جادو طرازی	ز گفتار رونق بدیوان رونق
ہمہ زیب معنی ہمہ معنی آرا	زہے رنگ رونق خہے شان رونق
چو پرسید از داغ تاریخ طبعش	بگفتا شمیم گلستان رونق
	سنہ ١٣٠ھ

تاریخ مراجعت اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی از ہنمکنڈہ

ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن	ملا دیدہ و دل کو نور و سرور
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ	ہنمکنڈے سے آگئے آب حضور
	سنہ ١٣٠ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والاتبار میر عثمان علیخان بہادر ولیعہد شاہ دکن

شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب		سحبان ہو ثانی ولیعہد
سورۂ اقرأ کی آج سن لی		سلطان سے زبانی ولیعہد
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے	آمین	پیری و جوانی ولیعہد
اس رسم کی داغ تو یہی تاریخ		لکھ تسمیہ خوانی ولیعہد
		سنہ ١٣٠ ہجری

تاریخ وفات محمد تاج الدینخان صاحب شاہجہانپوری رجنٹ میجر افواج سرکار نظام

جمعہ ثانی مہ شوال بود
کز جہان شد آہ آن یکتائے عہد

داغ سال ارتحالش زد رقم
بود تاج الدین خان دانائے عہد

سنہ ۱۳۰۷ھ

ایضاً

در مہ شوال روز جمعہ واے
این جہان پدرود کرد آن نوجوان

داغ سال رحلت از ہاتف شنید
دید تاج الدینخان حالِ جنان

سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تہنیت عید ذیحجہ

میر محبوب علیخان خسرو ملک دکن
یا الٰہی خوش رہے صبح و مسا شام و پگاہ

عید ذی الحجہ کی یہ تاریخ لکھی داغ نے
عید حج اسعد مبارک ہو شہِ گیتی پناہ

سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ سند یافتن فیض محمد خان وکیل ساکن بلند شہر

چون فیض محمد امتحان داد این بار
بگرفت سند برائے کارِ سرکار

بنوشت دو تاریخ بیک مصرع داغ
مختار جزو کل — وکیل مختار

سنہ ۱۳۰۷ھ — سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی ممتاز احمد صاحب متقیم جوناگڈھ

بارک اللہ محامدِ احمدؐ — کردمستاز چون بصدق و یقین
داغ تاریخ طبع دیوان گفت — جلوہ پرداز نعت سرورؐ دین

۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت شہزادہ بلنداقبال بادشاہِ دکن طول عمرہ وقدرہ

ولادت ہوئی شاہزادہ کی آج — کہ جس سے ہوئے شاد سب خاص و عام
اسی دن کی سب مانگتے تھے دعا — دعاگو ہیں اسکے دعاگو تمام
الٰہی یہہ مولود مسعود ہو — بحقِ محمدؐ علیہ السلام

یہہ سالِ ولادت کی آئی ندا
کہ اے داغ لکھدے شبیہ نظام

۱۳۰۸ھ

تاریخ ہذا در نثر

مبارک کیا دسالگرہ مبارک بندگانعالی آصف جاہ دام ملکہٗ

۱۳۰۸ھ

ولہٗ

تبارک اللہ اب آئی یہہ ساعتِ مسعود — مبارک ای شہِ عالی تبار سالگرہ
سعید و فرخ و مسعود و سعد و اسعد ہو — حضور کو مرے پروردگار سالگرہ
ہزارون بار ہون دربار جشن سلطانی — ہزارون بار ہوا ی شہریار سالگرہ

شگفتہ غنچۂ خاطر ہی باغ باغ ہر خلق
ہوئی ہر باغ جہان کی بہار سالگرہ

زمانہ آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے
کہ ہے زمانے مین یہہ یادگار سالگرہ

کشود کار کا یہہ دن ہے کیا تعجب ہے
جو کھولے آکے مری ماہوار سالگرہ

کہا ہے داغ دعاگو نے مصرع تاریخ
اسی روش سے ہون اسّی ہزار سالگرہ
۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نوّاب داورالدّولہ داورالملک داورجنگ داور مرزا علیخان بہادر

یہہ سرفرازی مبارک زیب ہی باعزو شان
سازگار آئے الٰہی متفق لیل و نہار
۱۳۰۸ھ
۱۳۰۸ھ

داغ نے زیبا کہا ہی سال اس بہبود کا
میرزا صاحب ملا ہی یہہ خطاب یادگار
۱۳۰۸ھ
۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نوّاب آصف نواز جنگ آصف نوازالدّولہ آصف نوازالملک سیّد عبدالرّزاق علیخان بہادر معتمد صرف خاص سرکار نظام دکن دام اقبالہٗ

اک خطاب آصف نوازالدّولہ آج
شاہ نے بخشا نہایت انتخاب

دوسرا آصف نوازالملک بھی
جسکی قدر و منزلت ہر بیحساب

ان خطابون کے تھے شایان آپ ہی
سیّد والاحسب عالی جناب

داغ نے تاریخ اسکی یہہ کہی

معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب

سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک
دایم وقار دولت وزیب وسادہ باد

تاریخ این عطای خطابات داغ گفت
افزایش خطاب مبارک زیادہ باد

سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی بادشاہ ملک دکن

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو
بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے

داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی
کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصفجاہ نے

سنہ ۱۳۰۸ھ

ایضاً

رستم دوران شہ ملک دکن
گر نہ بیند شیر چرخ آید ستوہ

کرد چون شیر افگنی بنوشت داغ
بادشاہ شیر افگن با شکوہ

سنہ ۱۳۰۸ھ

ولہ

ایک ہفتہ کا ہے حساب سکار
داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی گنستی کی ایک ہی تاریخ
شاہ آصف نے شیر مارے دو
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخی ترتیب دیوان شہزادہ رحیم الدین حیا

طبع شہزادہ رحیم الدین
ہست کان آوا و جان حیا

کرد نواب قدردان محمود
تا ابد شہرۂ زبان حیا

زیب ترتیب دادہ جملہ کلام
کہ بماند از و نشان حیا

داغ بنوشت سال دیوانش
شاہد شوخی بیان حیا
سنہ ۱۳۰۸ھ

ایضاً

خوشا نواب قدردان محمود
سخن کی قدر یہہ ہر قدر کی بنا یہہ ہے

کیا ہے جمع کلام حیا بسعی بلیغ
کلام کیا ہے کہ معشوق دل ربا یہہ ہے

کلام صاف پہر اسطرح کا فصیح و ملیح
کسی نے آنکہہ سے دیکہا ہی دیکہا یہہ ہے

کہا ہے داغ نے سن لو یہہ مصرع تاریخ
سخن طرازی شہزادہ حیا یہہ ہے
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ تصنیف دواسوخت منشی نجیب الدین صاحب نجیب ملازم ریاست کوروائی

نجیب الدین کیا کہنا تمہارا
بنا دلبر زمانیکا یہہ واسوخت

کہی ہے داغ نے تاریخ اسکی
ہوا جلنے جلانیکا یہہ واسوخت
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدرآبادی

کنون حیدر علی استاد کامل
نوشتہ دور شمس و ماہ و اختر

بگفتم مصرع تاریخ اے داغ
زہے نقش جہان تقویم حیدر
سنہ ۱۳۰۹ھ

تاریخ طبع دیوان مشفقی میر ضامن علیصاحب جلال

دیوان باندازِ سخن سنج طبع شد
یارب رسد نوید بہر صاحبِ کمال

برجستہ گفت مصرع تاریخ طبع داغ
آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ رحلت طوبیٰ آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخرالدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برہانہ

غم فتح ملک سلطان چہ بلا بجان و دل شد
دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفار

چو زد داغ سال رحلت دلِ دردمند پیچید
بکشید آہِ حسرت دو صد و دوازدہ بار
سنہ ۱۲۷۲ھ

قطعۂ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدینخان بہادر جنرل پالٹن رامپور

محمد اعظم الدین خان بهادر — عظیم الشان معظم اعظم عصر
وزیر رامپور جنرل فوج — امیر با وقار و اکرم عصر
حکیمی ماهر طرز زمانه — فهیم واقف کیف و کم عصر
سوم تاریخ ماه صوم در شب — بغفلت کشته شد آن ضیغم عصر
بعمر چهل و پنج افسوس افسوس — رهائی یافت از قید غم عصر
عجب نبود اگر تا عرش اعلی — رسد فریاد اهل ماتم عصر

بفکر سال داغ از هاتف غیب
ندا آمد مزار رستم عصر
۱۳۰۵ھ

تاریخ رحلت زمانی بیگم مرحومه صبیهٔ محمد ابراهیم خان المهردار لونی ضلع میرٹھ

گشت این حادثه در ماه ربیع الثانی — در دوشنبه بشمار آمد بست و چارم
سال مرحومه و مغفوره چنین داغ نوشت — کامله رفت بفردوس زمانی بیگم
۱۳۰۸ھ

برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشته شد

اے داغ آج دیدۂ جوہر شناس میں — جو آبرو ہے بخشش بہادر کے واسطے
اُس سے زیادہ ہو سروسامان و آب و تاب — محبوب یار جنگ بہادر کے واسطے

تقریظ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن خانصاحب المتخلص بہ ضیا معتمد مجلس عالیہ سرکار عالی

وہ عالی نسب میر باقر حسن — وہ سید وہ آل شہ ذو المنن
وہ اولاد دستور شاہ جہان — مخاطب بہ نواب اسلام خان
وہ سرکار آصف مین ہین باوقار — معزز مکرم بڑے عہدہ دار
عدالت کی مجلس مین ہین معتمد — نہین عدل و انصاف کی جنکی حد
طبیعت منور تخلص ضیا — کہین جسکو کالشمس و بدر الدجی
وہ شیرین زبان اور شیرین مقال — کہ پانی بھرے جسکے آگے زلال
ہنرور ہنرمند کے جوہری — شفیق و کرم گستر داغ بھی
کہی مثنوی کیا عدیم المثال — محرم کے لشکر کا ہے جسمین حال
وہ چمکی جہان مین ضیائے دکن — کہ ہر بیت سورج کی ہے اک کرن
یہہ تاریخ بھی قابل دید ہے — اسی جام مین جام جمشید ہے
ہر اک سطر گیسوے دلدار ہے — ہر اک نقطہ خال رخ یار ہے
ضیائے دکن پر پڑے گر نگاہ — تو قربان ہون روز و شب مہر و ماہ
بیان صاف صاف اور ایسا متین — پھسلتا ہے جسپر دل سامعین
زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان — بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان
نہین اسمین مضمون الجھے ہوئے — ہزارون بکھیڑے ہین سلجھے ہوئے

ہزارون ہین مضمون جدّت کے ساتھہ
الٰہی پھر ایسی فصاحت کے ساتھہ

ہر اک لفظ بیساختہ دلنشین
مگر پھر کوئی بے رعایت نہین

مضامین کی ایسی بندہی ہے لڑی
کہ ساون کی گویا لگی ہے جھڑی

مرصع وہ ترکیب الفاظ کی
کہ جیسے جواہر جڑے جوہری

پری بھی ہے حورِ خوش انداز بھی
یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی

فسون ساز ہے ہر اک ڈھنگ مین
یہہ ہے شعبدہ باز ہر رنگ مین

کوئی اسکا مصرع بگڑتا نہین
حریفون سے بھی اپنے لڑتا نہین

ہر اک مصرع شوخ ایسا کہا
ادہر منہہ سے نکلا ادہر دل مین تہا

کہین کچھہ کہین کچھہ کہین کچھہ ہے رنگ
مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈھنگ

سنو کیا کہا اور کیسا کہا
بجا کر کہا سب سے جتنا کہا

گل اسپر ہے بلبل یہہ ایسا ہے باغ
چراغ اسکا پروانہ یہہ وہ چراغ

طبیعت روان ایسی دیکھی نہین
روانی مین رو ہے کہ رکتی نہین

کہین رستمی کر گئے رزم مین
کہین خسروی کر گئے بزم مین

جو ہے عیش کی شکل جنت کی ہے
مصیبت بھی ہو تو قیامت کی ہے

نرالے مضامین ہین نئے رنگ ڈھنگ
طبیعت عجب چلبلی شوخ و شنگ

چھلاوہ ہے بجلی ہے طبعِ روان
ابھی یہہ یہان تھی ابھی ہے وہان

طبیعت کی طرّاریان دیکھئے
عمرو کی سی عیّاریان دیکھئے

کسیکو میسر یہ حسنی نہین | نہین اسکی بندش مین سستی نہین
نزاکت مین گل سے بھی بڑھکر ہے یہہ | رسائی مین بخت سکندر سے ہیہ
بلندی مین ہے آسمان بلند | منور مہ و مہر سے ہی دو چند
زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت | بیان سے ہر باہر زبان کی صفت
دل صاف سے آئینہ منفعل | زبان پاک ایسی کہ مؤمن کا دل
سخنور اگر قدر اسکی کرین | ضیا کا دہن موتیون سے بھرین
سزاوار اسکا نہین ہر کوئی | دکھائے تو دو شعر لکھکر کوئی
جو کاغذ فلک کہکشان ہو قلم | سیاہی شب قدر کی ہو بہم
صفت اسکی لکھین فرشتے اگر | نہ پوری ہو توصیف المختصر
یہہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو | جب اسکے لئے عہد محبوب ہو
سلامت رہین پادشاہ و وزیر | سکھئے جمع اہل ہنر بے نظیر

سنین اسکی تاریخ اہل سخن
منور نسبین ہر ضیا سے دکن
سنہ ١٣٠٨ھ

قطعۂ تاریخ میلاد شریف مصنفہ وزیر الدین صاحب تخلص بیدار

الله کرے قبول اسکو | کیا خوب وزیر دین نے لکھا
ای داغ یہہ لکھدے اسکی تاریخ | میلاد شریف خوب زیبا
١٣٠٩ھ

قطعہ مبارکباد جشن عید الفطر در مدح حضرت بندگانعالی حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ تعالی ملکہ و دام اقبالہ

اے شہ عالی ہمم | بادشہ ذی حشم | تو ہے جہان کرم | سب تجھسے جہان فیضیاب
مالک ملک و سپاہ | خسرو گیتی پناہ | رستم دوران نظام | آصف ثانی خطاب
بخت مین اقبال مین | جاہ مین اجلال مین | آپ ہی اپنا عدیل | آپ ہی اپنا جواب
آج تری نیکیان | کس سے گنی جائینگی | کل پہ مقرر ہوا | اسلیئے روز حساب
بارش ابر کرم | جبسے ہوئی دمبدم | کون پریشان ہے | کسکی ہے مٹی خراب
مصلحت خاص اگر | صلح پہ ہو رہنمون | شیر و شکر ہو رہین | رستم و افراسیاب
پرتو نور نظر | چھائے جو قطبین پر | ایک بنے آفتاب | ایک بنے ماہتاب
شیر فلک خوف سے | ماہی بے آب ہے | شہرۂ شیر افگنی | سنکے ہوا زہرہ آب
تو جو حمایت کرے | وہ ہو قوی ناتوان | باد مخالف سے بھی | سینہ سپر ہو حباب
شیوۂ حضرت نظام | ہے بہ پئے انتظام | قہر و سیاست بدیر | رحم و عنایت شتاب
عید مین تیرے ملے | راحت عیش و سکون | دہر کو پھر کیا کہین | جب نہ رہے انقلاب
شہر ہے گلزار یون | خلق ہے گلرنگ یون | جیسے چمن در چمن | باغ مین پھولے گلاب
بلدہ کا اک اک مکان | امن مین دار الامان | شہر کی اک اک گلی | جادۂ راہ صواب

شاہ کے بدخواہ کو — گر نہ جلا کر ڈبوئے
ہات سے دشمن کے غم — دولت دنیا ہو یون
کثرت اولاد سے — پھولے پھلے بادشاہ
رزم مین ہو دلنواز — نعرۂ تکبیر و حمد
عید کا دربار ہے — ہوتی ہین اکثر عطا
ایک زمانہ ہوا — آج ترقی پذیر
شاہ سلامت رہے — تا بقیامت رہے

بحر مین کیون موج ہو — نار مین کیون التہاب
آنہ سکے جسطرح — جا کے دوبارہ شباب
اے میرے رب کریم — ہو یہ دعا مستجاب
بزم مین ہو دلفریب — نغمۂ چنگ و رباب
منصب و جاگیر و زر — خلعت و جاہ و خطاب
داغ ہوا خواہ بھی — ذرہ سے ہو آفتاب
عدل و سخاوت سے رو — لوٹے ہزارون ثواب

جشن شہنشاہ کا — مصرع تاریخ ہے

عید مبارک تجھے ای شہ آصف جناب

۱۳۰۸ ہجری

قطعۂ تاریخ مبارک باد ولادت باسعادت فرزند ارجمند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا — یہہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن — یہہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہہ بحر کرم کا در بے بہا ہے — یہہ ہے پھول امید کے گلستان کا

کھلا غنچۂ آرزوے خلایق — کھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اسکو عمر ابد یا الٰہی — یہہ لوٹے مزا عشرت جاودان کا
پھلے پھولے یہہ نونہال امارت — تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا

جب اے **داغ** ہاتف سے تاریخ پوچھی
ندا آئی۔ خورشید ہے آسمان کا
سنہ ۱۳۰۸ ہجری

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی متعالی حضور پر نور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

محبوب علیخان شہ ملک دکن کو — اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک
ہو عمر دراز اس شہ والا کی الٰہی — دیتے ہین دعا پیر و جوان زن و کودک
یہہ روز وہ فیروز ہے یہہ وہ ساعت مسعود — منضم ہے خوشی دل سے غم و رنج ہے منفک
دربار دُربار ہے سلطان دکن کا — سب اہل حشم جمع ہین فرزانہ و زیرک
گر دیکھتا جمشید بھی یہہ جشن تو کہتا — ایسا نہین سامان میسر مجھے بیشک
دیکھا نہین ایسا تو زمین کو کبھی پُرنور — کرتا ہے فلک چشم کواکب سے یہہ چشمک

ہاتف نے کہا **داغ** سے یہہ مصرع تاریخ
سب نیک گھڑی سالگرہ جشن مبارک
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

وہ آج دن ہے مبارک وہ ساعتِ مسعود — شہِ دکن کی ہوئی شاہوار سالگرہ

جہان کیون نرہے منتظر یہہ وہ دن ہے — کہ جسکی آپ تہی امیدوار سالگرہ

کسیکی سرخ قبا ہے کوئی گلابی پوش — دکہا رہی ہے یہہ رنگین بہار سالگرہ

خطاب و منصب و جاگیر آج ملتے ہین — ہوئی ہے باعثِ عز و وقار سالگرہ

زمین سے تا بفلک دہوم دہام ہے اسکی — سعید تر ہو یہہ پروردگار سالگرہ

مرے حضور کو یارب یونہین مبارک ہون — ہزار سالگرہ سو ہزار سالگرہ

لکہی ملا کے سر الف داغ نے تاریخ

ہمیشہ شاہ کو ہو سازگار سالگرہ

سنہ ١٣٠٩ھ

قطعہ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت — ضیا حاصل ہے جبتک مہر و مہ کو

لکہی یہہ داغ نے تاریخ صحت — مبارک دورِ صحت بادشہ کو

سنہ ١٣٠٩ھ

دیگر

مرے حضور آلہی جئین ہزار برس — شفا سے جنکی سکون ہے دل زمانہ کو

لکہا ہے داغ نے یہہ سال صحت سلطان — خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو

سنہ ١٣٠٩ھ

قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نور اللہ مرقدہ

خانِ محمود مسیحا دم و لقمان حکمت	رفت ازین دارِ فنا از طلب رب ودود
داغ این مصرع تاریخ شنید از ہاتف	جائے محمود شود خوب مقام محمود

قطعہ تاریخ شکار شیر افگنی اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی حضور پر نور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

سلطانِ دکن رستمِ دوران دلیر	ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر
لکہا سرِ آغاز سے یہہ داغ نے سال	بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر
	سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ نامور بلند اقبال طول عمرہ

شاہزادے کی ولادت کا ہمایون سال ہر	یا فروغ دیدہ لکہون یا چراغ دودمان
	سنہ ۱۳۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹ھ
مجہسے ہاتف نے کہا اے داغ یہہ تاریخ لکہہ	چاند سا بیٹا مبارک ہو شہ کیوان مکان
	سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ دیگر طال اللہ عمرہ

چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا	غلغلہ تہنیت چار طرف ہے کمال
ربّ کریم اسکو دے سایۂ محبوب مین	بخت سکندر کی طرح عمر خضر کی مثال
خسرو ملک دکن دیکہے بہار چمن	پہولے پہلے تا ابد عیش مین یہہ نونہال

شاہ کا ہے فیض عام ہین متمول تمام
کوئی نہین خستہ دل کوئی نہین خستہ حال

داغ دمِ فکر سال غیب سے آئی ندا
یہہ کہو پیدا ہوا اخترِ جاہ و جلال

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ نو تعمیر پنج محلہ

شاہ محبوب کا مکان بنا
غیرتِ قصر و قیصر فغفور

اس سے بہتر ہے اور کیا تاریخ
کہدے ای داغ سیرگاہِ حضور

قطعۂ تاریخ طبع دیوان معزؔ

ہر کہ بیند این کلام نغز را گوید ہمین
وہ چہ خوش ترکیب الفاظ است انداز سخن

مصرع تاریخ طبعش گفت داغ دہلوی
چاپ دیوان معز شد از اعزاز سخن

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان عصمتؔ

واہ عصمت مآب کیا کہنا
کیا ہی اچھی کہی ہے نعتِ نبی

تپشِ دل کی آگ ہے اس مین
اور اِک لاگ ہے محبت کی

کیا فصیح و بلیغ ہے یہہ کلام
کہین تمکین ہے تو کہین شوخی

جسطرح رنگ و گل ہون نشۂ مُل
یون ہے پیچیدہ لفظ سے معنی

بندش اچھی زبان اچھی ہو
یہی شعر و سخن کی ہے خوبی

رگ مجذوب ہے خطِ مسطر — کاغذ اسکا ہے یا دلِ صوفی
ہے دوات اسکی یا ہے دیدۂ حور — خامہ اسکا ہے یا ہے بالِ پری
حق تعالیٰ اسے کرے مقبول — بطفیلِ محمدِ عربی

طبع دیوان کا سال تو اے داغ
کہدے مطبوع عشق پاک خفی
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کانپور

مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے — حاجی کو ہے بہت رب سے محبت جو ہے کمال
اللہ اکبر اسکی عمارت ہے دلبند — پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشہ و خیال
فرزند پانچ اسکو خدا نے عطا کیے — با بخت و جاہ و طنطنہ و عزت و جلال
مثلِ حواسِ خمسہ رہیں اتفاق سے — مسجد میں ہیچگانہ پڑہیں پانچوں نونہال

اے داغ گر زمانہ تاریخ کی ہے فکر
لکہہ کعبۂ جدید جہانگیر بخش سال
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی فرزند قاضی حسین میاں صاحب بہادر رئیس منگروں ملک کاٹھیاوار

اے زہے شادمانی و شادی — جسکو فرحت فزائے جان کہیے
اے زہے بزم انبساط و سرور — جسکی خوبی جہان جان کہیے

خوب شادی کا یہہ منڈھا چھایا | نور کا جسکو آسمان کہیئے
چتر اقبال کہیے تجھے پر | ابر رحمت کا سائبان کہیئے
تختۂ گلستان اسے کہیے | چادر ماہتاب ہان کہیئے
یہہ سلیمان کا تخت اور ستون | ستبر پریان ہین ہیگمان کہیئے
لالہ کہیئے ہر اک کنول کو اگر | چوب کو شاخ ارغوان کہیئے
کیا کما نون سے بہر گیا منگول | غیرت خانۂ کمان کہیئے
ابرؤون کی ہین دو ہلال کی ایک | سو کما نین ہین یون کہان کہیئے
ہر کمان ہین ہے روشنی ایسی | جسکو ہمشکل کہکشان کہیئے
جلوہ برق و مہر و مہ کہیئے | اختر بخت خسروان کہیئے
فرحت افزا ہے ہر گلی کوچہ | غیرت کشت زعفران کہیئے
بدر دین کی ہوئی ہر بسم اللہ | کہ جسے بدر آسمان کہیئے
اُس سے پوچھون جو ہو بڑا سیاح | کہین دیکھا ہے یہہ سمان کہیئے
آئے ہین اپنا گھر سمجھہ کے رئیس | میہمانون کو میزبان کہیئے
ہٹ رہا ہے طعام کو سون تک | وہین موجود ہو جہان کہیئے
عطر بزم طرب کی خوشبو کو | نکہت گلشن جنان کہیئے
بینڈ باجے کی ہے صدا دلکش | ایسے نغمہ کو دلستان کہیئے
رقص کرتی ہے چرخ پر زہرہ | اُتر آئے ابھی یہان کہیئے

ایسے دربار کی صفات و ثنا ‌ ‌ جاودان سنئے جاودان کہئے
اسکا چرچا کہان کہان کیجے ‌ ‌ یہہ حکایت کہان کہان کہئے
یہی سنئے جو داستان سنئے ‌ ‌ یہی کہئے جو داستان کہئے
مین کہے جاؤن یون مبارک باد ‌ ‌ دوست فرمائے جائین ہان کہئے
جلوہ گر ہین یہان حسین میان ‌ ‌ جنکو خورشید آسمان کہئے

یہہ ہے وہ میزبان خدا رکھے
داغ کو جسکا میہمان کہئے

ایضاً

ہم تجھے دیتے ہین نوشاہ مبارکبادی ‌ ‌ کرے مقبول یہہ اللہ مبارکبادی
دہوم سی دہوم ہی شہرت سی ہی شہرت اسکی ‌ ‌ پہونچی ماہی سے تا ماہ مبارکبادی
چہچہے بلبل گلشن کے سنے تو کوئی ‌ ‌ شادیانہ ہے کبھی گاہ مبارکبادی
تن پہ ہر مو ہو زبان اور زبان سے ہر وقت ‌ ‌ دون تجھے نوشہ ذیجاہ مبارکبادی
آج شب گشت مین ہین نغمہ سرا اہل طرب ‌ ‌ گاتے جاتے ہین سر راہ مبارکبادی
تمکو اللہ کی درگاہ سے ہو عیش نصیب ‌ ‌ دے ہر اک بندہ درگاہ مبارکبادی
کیا تعجب ہے کہ گلشن مین چٹک کر غنچے ‌ ‌ گائین بلبل کے جو ہمراہ مبارکبادی

وجد کیونکر نہ کرے سنکر اسے اک عالم
داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی

دیگر

مبارک ہو یہ سنت اور بسم اللہ کی شادی — ہوئی ہے آج بدرالدین رشک ماہ کی شادی
خوشی اسکی سنانے کو ہوئی ہے عید سے بڑھکر — بڑے ارمان کی ہے آرزو کی چاہ کی شادی
کرے اللہ عمر و دولت و اقبال روز افزون — خدا وہ دن دکہا لوگ دیکہین بیاہ کی شادی
قیامت تک حسین نامور کا نام ہو یارب — کہ جسنے خوب ہی ال کہو لکر دلخواہ کی شادی
فلک پر شادیانہ زہرہ گائے قاف مین پریان — زمین سے آسمان تک ہو رہی نوشاہ کی شادی

دعا ہے **داغ** کی یہ رات دن ہر وقت ہر لحظہ
مبارک ہو تمہین فرزند عالی جاہ کی شادی

مبارکباد ولادت باسعادت فرزند دلبند نواب نعمت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر بشیر الدولہ سر آسمان جاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام ظلہ العالی

شادیان روز ہون سرکار مبارک تمکو — طالع فرخ و بیدار مبارک تمکو
آسمان جاہ تمہین حق نے دیا ہے فرزند — ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو
وہ دن اللہ کرے لائے دلہن یہ دولہا — وہ سہاگ اور ہو وہ پیار مبارک تمکو
بزم جشن و طرب و عیش ہمایون ہو تمہین — روز دربار گہر بار مبارک تمکو
صد و سی سال ہے گلبن باغ اقبال — پہلا پہولا ہوا گلزار مبارک تمکو
تم سلامت رہو اللہ سلامت رکہے — اور فرزند پر انوار مبارک تمکو

داغ مداح یہہ دیتا ہے مبارکبادی
تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

سہرا بتقریب شادی مرزا سراج الدین احمد خان صاحب نبیرہ نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر انار اللہ برہانہ

جوہری لایا ادہر لائی ہے مالن سہرا
مایۂ کان گہر حاصل گلشن سہرا

ہو مبارک تجھے نوشاہ سراج الدین خان
دیکھ رہا ہے رخ پر نور پہ جوبن سہرا

مردم دیدہ کو بھی تاب نظارہ نہ رہا
دیکھیں مژگان کی نہ کیوں ڈال کے چلمن سہرا

اس صفائی سے بڑھی عمر گل و گوہر کی
آ گیا ہے جو ترے تا سر دامن سہرا

ہر لڑی گوہر و یاقوت و زمرد کی گندھی
چشم بد دور جواہر کا ہے معدن سہرا

کس طرح کے کیا پھول گندھے ہیں اسمیں
ہمنے دیکھا نہیں اسطرح کا روشن سہرا

سب نے جانا کہ یہہ چلتا ہے زمین پر خورشید
رخ نوشہ سے جو سرکا سر توسن سہرا

حور کو بھی یہہ تمنا ہے کہ مالن بنتی
اسمیں یہہ شرط ہے گوندھے گی سہاگن سہرا

بھر دیئے داغ نے گلہائے مضامین اسمیں
کیا عجب گائے اگر بلبل گلشن سہرا

دیگر

بنا ہے نوشۂ ذیشان کا سہرا
سراج الدین احمد خان کا سہرا

سر نوشاہ پر ہے تاج اقبال
یہ شاہانہ سروسامان کا سہرا

یہہ ہر چشم تماشائی کی حسرت — کہ بن جاے مری مژگان کا سہرا
نہیں پہولا سماتا آپ مین آج — خوشی سے یہہ گل خندان کا سہرا
ہوا مقیش کے سہرے سے ظاہر — شعاع نیر رخشان کا سہرا
رخ نوشاہ پر نور علی نور — سحاب ہی گوہر غلطان کا سہرا
ثریا طرہ بدر ہی کہکشان ہے — منور اختر تابان کا سہرا
مبارک سب عزیزون کو الہی — بڑی چاہت بڑے ارمان کا سہرا

نہ کہتا داغ تو پہر کون کہتا
نہال باغ عارف خان کا سہرا

سہرا
بتقریب شادی نواب محمد ممتاز حسین خان بہادر دام اقبالہ رئیس پاٹودی

عید آئی ہے کہ آئی ہے گہڑی سہرے کی — کیا گلے ملتی ہے ایک ایک لڑی سہرے کی
خان ممتاز حسین آج بنا ہے دولہ — ہوگئی اس لئے توقیر بڑی سہرے کی
موئے کاکل رگ دل رشتہ جان تار نظر — سبکو حسرت ہے نہین آج لڑی سہرے کی
جوہری کو ہے جو دعوی تو ہے مالن کو بہی ناز — گفتگو ہوگئی آپس مین کڑی سہرے کی
کیا عجب لے رخ نوشہ کی بلائین چٹ پٹ — بنکے انگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی
مٹ گئی تاب قمر تاب گہر کے آگے — چاندنی رات مین جب بات پڑی سہرے کی
نظر بد نہ پڑے تاکہ رخ نوشہ پر — ہوگئی بیچ مین [illegible] کہڑی سہرے کی

ہر فروں کاں جواہر سے جواہر خانہ　　نہیں رہنے کی کسیطرح اڑی سہرے کی
گل نے بلبل سے کہا نغمۂ شادی سُنکر　　منہہ ہی چھوٹا سا تراابات بڑی سہرے کی

ہے دعا **داغ** کی نواب کی ہو عمر دراز
سب عزیزوں کو مبارک ہو گہڑی سہرے کی

ایضاً

مبارک ہو نوشہ کو زیبا ہی سہرا　　یہہ دُولہا ہے دُولہا یہہ سہرا ہے سہرا
نہیں پہول پہولے سماتے خوشی سے　　کہ مشکل سے مالن نے گوندہا ہی سہرا
یہ کہتی ہین کہل کہل کے پہولونکی کلیان　　ہمین فخر ہی یہہ ہمارا ہے سہرا
گہر لعل یاقوت ہیرا زمرد　　جواہر لگا کر سجایا ہے سہرا
کرن سے جو سورج کی اسکو ملایا　　فرشتے پکار اُٹھے اچہا ہی سہرا
دکہاتی ہین لڑیان ہی لہرا کے موجین　　عجب آب گوہر سے دریا ہے سہرا
ہوا شمع کا لوز کا نور کیسا　　مگر روے نوشہ سے سرکا ہی سہرا
خط کہکشان سے جو بالا ہے تّدہی　　تو عقد ثریا پہ طُرّا ہے سہرا
تمنا ہے نوشاہ کے پانون چومے　　کہ قدمون سے لپٹا ہی جاتا ہی سہرا
پہلے پہولے نواب ممتاز یارب　　یہ ممتاز ممتاز اسکا ہے سہرا
ہر اختر بنا روزنِ در فلک پر　　یہہ ہے تاک حورونکو کیسا ہی سہرا
یہہ کہتا ہے اہر **داغ** جوشِ محبت　　تمہارا ہی حق تہا جو لکہا ہے سہرا

قصیدہ مدحیہ حضرت بندگان عالی متعالی جہان ہی دل کی لگن دل کی جلن

افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک ‌ ‌ ‌ ‌ بہی کہلین صورت گلہائے چمن

محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ ‌ ‌ ‌ ‌ طوبیٰ مین عجب کیا ہی کہلے نستر ون

مین ہوا بادیہ پیما طرف ملک دکن

نازنینون کی کمر بید کی شاخ لرزان

بستر قاقم و سنجاب بنا ... زیر شجر

قطرۂ شبنم ہر خار سے گوہر آب

شاخ آہو پہ گمان پیچ و خم کاکل کا

ذرے ذرے سے نمودار فروغ الماس

دیکہے کوسون سے مسافر کہ یہہ آئی منزل ویران

خاک اس دشت مین اڑتی ہی کہ از تا ہے کہ یہان

قوت نامیہ اس جوش پہ ہی بادۂ آب

چوکڑی بہولے جو اس دشت کی سونگہے مین ڈنکا

خار صحرا اسے انگلی کے اشارے سے بتائے

دیدۂ غول بیابان نے جلائی مشعل

زندہ رہتا ہی تن عابد مرتاض کی شکل

تیغ ارد ی سے بہا پہرتا ہی خون ہمن

فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن

رو کش چین و ختن غیرت بغداد و عدن

تشتری ڈہانکدے جسطرح کوئی زیر لگن

جنکے نظارے سے ہو چشم تماشا روشن

ایسے امن مین نہ کبہی فکر ہے نہ ہا نہ امین

تہین حکمن کہ جو برتن سے ہی کہڑکے برتن

لب سیئے رہتے ہین بیہودہ سر وقت سخن

کیا قباحت ہی اگر یا کی جگہہ بولے لیئن

عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن

نو بتین کیون نہ بجین دہوم سے باون

خلق ہوتا نہین اس شہر مین کوئی کودن

خوشتر از ملک سلیمان نہو کیون شہر یا دون تک پہونچ گیا ہے

ایسی تشبیب کو زیبا ہے ... خوش جو نا یہی کہ تمرکا پیالہ لبریز ہو جائے

زر سخن ل
بزاختر
ے شیر
م

لگب کیا کہیں اس دشت سے ایمن
عکس انگن جو ہوا سبزۂ کہسار و دمن
جیسے پھیکی پڑی فردوس کی بھی نہر لبن
لہلہاتے ہوے سبزہ کا نرالا جوبن
ہے اس انداز کا ہر ایک بت سیمیں تن
کہ زمین پر نظر آنے لگے پرویز چمن
ـــــــ وہ جس سے صرف شہر چمن
باغ کی مدح میں گل کھلتے ہیں گلشن گلشن

م ثانی

نی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہ ذقن
ہ سے کوتاہ ہر گلچین کا سراپا دامن
ہے خلعت نوروز بہار گلشن
ے پہ تقاضا ہر کہ لشکر شکن
پنچتی ہے کمر سرو کو بھی شاخ سمن
گوہر شبنم شاداب سے بھر لیے دامن
ڈالیے پرتو رخ کو تو اگے سیب ذقن
نیلی پیلی ہو غضب دیکھ کے اسکو سوسن

پر پروانہ جلے پہولون کا پنکہا ایسا
کہ دیئے شمع کی بہی دل کی لگن دل کی جلن

کیا عجب پہونچے وہانتک اثر فیض ہوا
فلس ماہی بہی کہلین صورت گلہاے چمن

گر نہین فصل بہاری کو رہا جوش عروج
شاخ طوبیٰ مین عجب کیا ہی کہلے نسترون

کس طرح دست حنائی نکرے نخل حنا
تیغ اردی سے بہا پہرتا ہی خون بہمن

شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے
فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن

ثانی خلد و ارم بانی تزئین چشم
روکش چین و ختن غیرت بغداد و عدن

چہپ گئی سقف فلک یون تہ ایوان بلند
تشتری ڈہانکدے جسطرح کوئی زیر لگن

روشنی ایسی جواہر کی دکانون مین عیان
جنکے نظارے سے ہو چشم تماشا روشن

ایسے عشرتکدے مین کیون نہو خلقت دلشاد
آ بسے امن مین نہ کیونکر یہ زمانہ ایمن

شحنۂ عدل کا وہ خوف ہے بازار مین
نہین ممکن کہ جو بڑ بن سے بہی گوہر کی کرن

ہاتہہ باندہے ہوئے پہرتے ہین یہان دزدان
لب سیئے رہتے ہین بیہودہ سرا وقت سخن

ذی خرد اتنے ہین ذی فہم ہین اتنے کہ یہان
کیا قباحت ہی اگر نا کی جگہہ بولے لین من

ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب
عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن

حیدرآباد کا بجتا ہی جہان مین ڈنکا
نوبتین کیون نہ بجین دہوم سے باون

طفل مکتب بہی پڑہاتا ہی فلاطون کو سبق
خلق ہوتا نہین اس شہر مین کوئی کودن

حیدرآباد سے کیون جاے کہین عیش ابد
خوشتر از ملک سلیمان نہو کیون (شکر یا ڈون تک پہونچ گیا ہے)

... و کوہ و چمن و شہر کی مدّاحی سے
ایسی تشبیب کو زیبا ہے (خوش ہو نا ہی کہ عمر کا پیالہ لبریز ہو جائے)

چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد | جسنے شاداب کیا آب کرم سے یہہ چمن
مدح مین اسکی پڑہون مطلع رنگین ایسا | جس سے ہی داغ ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

خسرو تیر فگن تیغ فگن شیر فگن | میر محبوب علیخان ملک ملک دکن
دادگر داددہ و دادرس و دادرسان | فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن
پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد | نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن
قدردان قدر کن و قدر فزا قدر شناس | حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
آفتاب شرف و اوج مہ عز و علا | شمع کاشانۂ دین اختر بخت روشن
قاطع بغض و حسد قامع بیداد و ستم | بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن
مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا | معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن
صاحب جاہ و حشم وارث دیہیم سریر | مالک سیف و قلم ظل قدیر ذو المن
تیرے انوار کا پرتو ہی کہ ہی پرتو مہر | تیرے اخلاق کی خوشبو ہی کہ خوشبوی چمن
ہات ڈالا ہی محالات مین بخشش نے تری | کہہ سکے کون عطا کو ترے مہا ممکن
وہ گہربار ترا دست کرم ہے شاہا | آگے اس فیض کے پانی بھرے بہادونکی بہرن
ہن برستی ہی دکن مین یہہ مثل ہی مشہور | تو نے برسائے گہر فیض سے معدن معدن
ہر کوہ و بیابان کو ہی ہنگام نثار | لیتے ہین لعل و گہر دونون بچھا کر دامن
ر اس عہد مین کیا ممکن ہے | موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاج سنگ و آہن

[12] اُسے غیر کے پاس سُنتے نہیں ہیں
زیادہ ہمیں ہوش سے بھائے ہے غش

میں تو دیوانہ ہوں مومن کا کہ ہاں تشخص کو
اس قدر وحشی مزاجی پر بھی اِک عالم سے ربط

چکھتے ہیں شورِ محبت کا مزا الذّت نصیب
تجھ سے اے ناصح کہے کیا کوئی غم کھانے کا حظ

مجھ پہ ہنستے تو ہیں پر دیکھنا روئینگے رقیب
لبِ خنداں کی قسم دیدۂ گریاں کی قسم

خوش نہ کیونکر ہوں میں کافر کو مسلماں کر کے
مومن اُس بت نے دلائی مجھے ایماں کی قسم

بیجا کدورتوں سے تری دم ہے ناک میں
رُل جاؤں کاش پر اسی کوچے کی خاک میں

[13] مضمون بسمل ان کے کہوں کیا عتاب میں
قاصد کی لاش آئی ہے خط کے جواب میں

[14] دستِ جنوں کے جائیے صدقے کہ چین سے
پھیلاتے پاؤں ہم نے گریباں کے چاک میں

[15] ساقیا زہر دے ہجراں میں کہ بیہوش ہوں میں
کاسۂ عمر ہو لبریز تو مے نوش ہوں میں

نہ کیوں اُٹھ جائیں اس محفل سے جب یہ طور ہم دیکھیں
لڑائے آنکھ تو غیروں سے بیٹھا اور ہم دیکھیں

ہے لطف بناوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہیں
یہ طور لگاوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہیں

مجھکو کیا کام کہ آئینہ کی حیرت دیکھوں
دیکھ تو آئینہ اور میں تری صورت دیکھوں

جیوں یا مر چکوں یوں نزع کب تک
اِدھر ہو جاؤں یارب یا اُدھر میں

نہ ہو تو بیٹھے بٹھائے خراب اے مومن
لڑا نہ اُس بتِ خانہ خراب سے آنکھیں

---

[12] ہمیں ہوش سے زیادہ غش پسند ہے۔ کیونکہ حالت غش میں محبوب کا رقیب سے اختلاط تو سُننے میں نہیں آتا۔

[13] اُس سفاک نے میرے خط کے جواب میں بگڑ کر قاصد کی لاش بھیجی ہے اس سے زیادہ پھڑکتا ہوا مضمون اور کیا ہوگا۔ [14] یعنی دستِ جنوں کے طفیل میں گریبان کا چاک بڑھکر پاؤں تک پہونچ گیا ہے

[15] یعنی ہجر میں شراب کی کیسے خواہش ہے۔ زہر دے کہ بیہوش ہو جاؤں غرض میرے نوش ہونا یہی کہ عمر کا پیالہ لبریز ہو جائے

۱۶ مری تربت پہ کیا ہے کام شمع و گل کا اے یارو
یہاں پروانہ و بلبل کے اک دو چار پر رکھو

خوش آئے مجھکو صبا کب گلوں کی باغ میں بو
بھری ہوئی ہے یہاں اور ہی دماغ میں بو

۱۷ بہائیں کیا کہیں اب دیدۂ اعدا سے ہم آنسو
کہ بن کر بہ گئی اپنی [illegible] چشم نم آنسو

یارو کسی صورت سے تو احوال جتا دو
دروازے پہ اسکے مری تصویر لگا دو

میں تو بولا ہی نہیں کس نے کیا ہے شکوہ
جھوٹ تو یاں نہ اٹھا خیر ہے پر تم ست ہو

۱۸ گریۂ شب نے بھگویا ہے اب اے آہ سحر
تیری گرمی سے جو بستر نہ جلے خشک تو ہو

یہ حالت بن گئی مومن ذرا کچھ منہ تو پھوڑو
تمھیں کیا ہو گیا ہے دل دیا کس شوخ کافر کو

ہو صورت خاک دل لگنے کی جنت میں بھلا مومن
مری نظروں میں ہے شاہجہاں آباد کا نقشہ

۱۹ سنگ مرقد سے مرے فیض ہے سب کو مومن
ہوں تہ خاک بھی طوطی پس آئینہ

نہ جان و دل پیام یار کی تعظیم کی ہم نے
سلام اسکا کہا قاصد نے جاں تسلیم کی ہم نے

۲۰ اسے ماتم فراق اجل سے بچا بچا
رکھا تھا میں نے جان کو کیا تیرے واسطے

اس نے نامہ لکھا نصیب پھرے
نامہ بر کیا پھرا نصیب پھرے

جہاں لے جوں خاک ہم کو روند ڈالا تم [illegible]
ہوئی مٹی خراب کیا کیا تم سے ملتے نہ ایسے

۱۶ پروانہ و بلبل کے پر اس امر کی علامت ہونگے کہ یہ عاشق کی قبر ہے شمع و گل سے عاشق کو کیا کام ہے۔

۱۷ ہماری چشم نم آنسو بن کر بہ گئی۔ اب کیا ہم رقیبوں کی آنکھوں سے روئیں۔

۱۸ گریۂ شب کے باعث میرا بستر بھیگ گیا ہے۔ اے آہ سحر اگر تجھ میں اتنی گرمی نہیں کہ بستر کو جلا دے تو کم از کم اس کو خشک تو کردے۔ ۱۹ اپنے سنگ مرقد کو آئینہ اور اپنے آپکو طوطی قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے مزار کی برکت سے لوگ سخن گو بنکر جاتے ہیں۔ ۲۰ تیرا ماتم فراق ہی ہوا اجل کا سبب ہے۔ مدعا مطلب یہ ہے کہ جان تو دوست کے لئے رکھی ہے۔ تیرے لئے نہیں۔

عہد مین تیرے جو معدوم ہی کیا ہی یہہ ہے | کاوش و کینہ و آزار و غم و رنج و محن
جود سلطانسے وہ ممنوع ہوے طرز سوال | زخم پہیلاے جو دامن تجہسے تر دامن
وہ بہی چپ چپ کے یہان بکتا ہی امیت | زخم مین ٹانکے ہین بادر دکے در پیر چلمن
حکمت آموز فلاطون ہی تری عقل سلیم | بات پختہ ہے تری راے تری مستحسن
ریشۂ بیخ ز قوم اسکو بناتی ہی زمین | تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تار کفن
آتش قہر سے رستم کا بہی ہو زہرہ آب | شمع کی طرحسے گہلجائے تن روئین تن
تیرے مداح ہین سب اہل نظر اہل کمال | آنکہہ مین گہر ہی ترا تیسے زبان پر مسکن
سو زبانین گل صد برگ سے لے قرض ہزار | تو کرے لاکہہ طرحسے وہ تری مدح سخن
ہین ترے عہد عدالت مین شکستہ احوال | دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن
بتکدہ مین ہی بپہ ماتم تری دینداری سے | بانگ ناقوس پہ ہوتا ہے تقاضی شیون
چہریان پڑگئین آخرکو رخ توبہ پر | عصمتی اسکو سمجہتے ہین جو ہے توبہ شکن
منہہ چڑہے کون تری تیغ کے یہہ گوشۂ فتنگا | تیر شکن صف شکن آہن شکن البرز شکن
ایک ہی وار مین تلوار کرے دو ٹکڑے | مغفر و بکتر و چار آئینہ خفتان جوشن
بنی حاصل ترے اعدا کو سبکدوشی سے | تیری تلوار اڑا دیتی ہی تن سے گردن

تعریف اسپ

ترے اسپ پریوش کی کرون مین تعریف | خوب سے خوب خوش اسلوب ہے اسپ یمن
نہ چوڑا ہی نلی چوڑی ہی سم چوڑے ہین | جلنی چہوٹی ہی کمر اتنی اٹہاتے ہین ہرنید

یال و دم پانون شکم کان کنوتی پٹھے
ڈھلگئے حسن کے سانچے مین سب اعضا بدن

جست مین برق ہر اُڑنے مین ہی گشت مین چرخ
پہر سکو وصفِ بوئے بہارِ گلشن

نہ بند ہے اسپ فلک سیر فلک سے ہرگز
گر بنے قوس قزح اسکی پچہاڑی کی رسن

اللہ اللہ رے اس تیزروی کی تاثیر
نام لے اسکا تو ہو صاف زبانِ الکن

اتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی
تار برقی مین ہے آمیزشِ نعل توسن

صفت فیل

فلک آسا وہ ترا پیل کہ جسکے آگے
ریزۂ سنگ و خزف سے ہین سبک کوہِ دمن

ہین ترے فیل کے دانتو نپہ سنہری چوڑے
یا سرِ طور پہ کافور کی شمعین روشن

یون سرِ فیل سیہ زر دعماری تابان
شبکو جسطرح سے ہو چرخ پہ مہ جلوہ فگن

ڈر کے رکہتا ہی قدم برج اسد مین خورشید
دیکہکر فیل شکاری کو ترے شیر فگن

طمطراق اور تری فوج کا وہ زرق و برق
لیس ہر طرح سے ہر ایک رسالہ پلٹن

دکنی و عربی کابلی و پنجابی
ہر سپاہی ترے لشکر کا ہی رشکِ پشن

داغ مداح و ثناخوان و ستایش پیرا
اس دعا پہ تری کرتا ہی بس اب ختم سخن

جبتک آفاق مین ہو دولت و ثروت کی نمود
جبتک افلاک پہ ہون اختر و انجم روشن

جبتک انداز پہ ہے حسن و جمال دلکش
جبتک اظہار پہ ہو رنگِ گل و نسترن

جبتک آوازۂ اقبال ہو آویزۂ گوش
جبتک اندازۂ عشرت ہو باندازِ حسن

انجام پہونچے فلکِ پیر کی عمر
جبتک آفت سے ہون محفوظ زمین اور زمن

جبتک اسلام کا ہے نام جہان مین قایم — جبتک اس نام سے آباد ہے یہہ دار کہن

بلبلین شیفتہ جبتک ہون بہار گل پر — اور پروانہ نثار سر شمع روشن

حسن معشوق مین جبتک ہو کمال تاثیر — دل عاشق مین کبھی جاتی ہو تیکھی چتون

تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے — زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیرا دشمن

تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل بڑہین — جیسے اک دانہ سے پیدا ہون ہزارون خرمن

سرخرو داغ ہو یون ظل کرم سے تیرے
پرتو مہر سے جس طرح بنے لعل یمن

قطعہ مدحیہ در تہنیت عید الفطر بنام حضرت بندگانعالی متعالی رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ واقبالہ

آج وہ روز مبارک ہے وہ ہے یوم سعید — کہ گلے ملتی ہے خود شاہ کے اقبال سے عید

دہوم سی دہوم خوشی سی ہے خوشی چار طرف — تشنگان مے گلگون کی بر آئی امید

آج میخانہ پہ رندون کی چڑہائی دیکھو — توڑ ڈالین نہ کہین میکدہ کی سد سدید

آج یون قفل در میکدہ سا ہوتا ہے — دست زاہد مین عوض پیر مغانکے ہے کلید

آج وہ دن ہے کہ پیتے ہین اسے مے آشام — کی ہے دو چار برس پہلے جو ساقی نے کشید

ہان پیو بادہ کشو دیکھین تو کتنا دم ہے — خود ہے ساقی کے [illegible] ہین یزید

تلخی بادہ ہی وہ آج کے دن لذت بخش | ہونٹ چاٹا کرے اک گھونٹ جو پی جمشید
زاہد خشک کے منہہ مین بھی بھر آئے پانی | دست ساقی مین بہرا دیکھے اگر جام نبید
حسن مین تلتے ہین یون ڈالکے جھولا مہوش | جسطرح برج مین میزان کے فلک پر ناہید
اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا | زہر بھولے سے کوئی کہالئے تو وہ بھی ہو مفید
ذہن کیا کند ہو ہوسے نہین ہتیار بھی کند | مثل یونان نہین بلد سے مین کوئی شخص بلید
خبث نفس آہل کرکن مین نرہا نام کو بھی | نہ ملے پھر دوا ڈہونڈئے گر خبث حدید
نبض خورشید مین پائے جو حرارت تو فلک | تخم سے قطرہ شبنم کے بنائے تبرید
دیدنی ہی یہہ بہار چمن بوقلمون | دیدہ دل سے کرے غور جو ہو فرصت دید
چمن دہر مین سوبار خزان آئے تو کیا | نہو پژمردہ و افسردہ گل وصف حمید
جو ہے بیگانہ تعلق سے یگانہ ہے وہی | کہ عجب شی ہے زمانہ مین تفرد تفرید
نیک و بد کا ہو ہر اکبات مین انسان کو خیال | دوست سے وعدہ واثق ہو تو دشمن سے وعید
وہی شہزور رہا جسنے دبایا اسکو | نفس سرکش کو سمجھیئے کہ یہہ ہی دیو مرید
بس خبردار ہوا ہی داغ ذرا ہوش مین آ | پند عطار کی اس مدح مین کیسی تقلید
دیدہ دل سے اٹہا پردہ غفلت غافل | دیکھہ سامان شہانہ کہ یہہ ہی قابل دید
آج دربار گہر بار شہ والا ہے | چھائی ہی کیا در و دیوار پہ دربار مین عید
آتے ہی یہہ مطلع مرے لب پر آیا | کی فرشتون نے بھی مضمون کی جسکے تائید

مطلع ثانی

جشن آراستہ شاہ کی مدت سے مدید
کیا عجب دیکھے اگر جیب کے دوبارہ جمشید

شاہ وہ شاہ سلیمان حشم و آصف جاہ
شاہ وہ شاہ فریدون فر و ضحاک عجمشید

صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید
مہر محبوب علیخان شہ یکتا و وحید

غصہ و قہر ہے کم سہو خطا اُس سے بہی کم
رحم و الطاف فزون داد و دہش اُس سے مزید

گم ہوا عہد عدالت مین تشدد ایسا
نہ لکہین رسم کتابت مین بہی کاتب تشدید

وقت انصاف کرے تہوڑی خطا پر بہی نظر
وقت الطاف و کرم عفو کرے جرم شدید

سید ہے ہو جاتے ہین اس عہد مین بانکے ترچہے
کہین کہنچتے نہ ابروے حسینان کی کشید

شمع اقبال سے یون چہرۂ زیبا روشن
جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآن مجید

تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد
دل کی قندیل مین روشن ہے چراغ اُمید

حیدرآباد ہے شاہ کے دم سے آباد
جس سے ہے صورت اسلام نمودار و پدید

مسجدون مین ہے یہان شور اذان و تکبیر
خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمد حمید

کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس
کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسن تجوید

ہے کہین تذکرۂ عینیت ذات و صفات
ہے کہین مشغلۂ ذکر شہود و توحید

کیون نہو محکم و مضبوط بنائے اسلام
شاہ دیندار کو ہر دم ہے لحاظ تشئید

مدح حاضر مین پڑہون مطلع روشن ایسا
کہ چمک جائے مرا بخت بہی مثل خورشید

مطلع ثالث

یون سلاطین دکن مین ہے ترا دور سعید
جسطرح سارے مہینون مین ہے ماہ عید

چار آنکھیں ہین زمانے کی زمانے مین ترے
چشم لطف ایک تو ہی ایک تو ہی چشم اُمید

مان جاتے ہین تری رائے جہان آرا کو
اہل تفہیم مین ہوتی ہے جہان گفت و شنید

یون تری رائے کے پیرو ہین تمام اہل خرد
جسطرح اہل تسنن ہین سب اہل تقلید

دس ہیے دس لاکہہ جو بنجائین عقول عشرہ
کر سکین وہ نہ تری رائے کی ہرگز تردید

ہوگیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار
درد ہوتا نہین عشاق کے دلمین بہی شدید

چرخ کانپ اُٹھے لرزجائے زمین ہیبت سے
الامان وقت سیاست جو کرے تو تہدید

رسّیان باندہ کے رکہے جو عدو اپنی عمر
تو بہی ہرگز نہ بنے حبل متین حبل ورید

تیرے بدخواہ کو دولت بہی اگر حاصل ہو
جب بہی مردود ہو ملعون ہو مانند یزید

قطعہ

آج وہ طنطنہ و دبدبہ شاہی ہے
یون نفور ہون ترے نام سے بدخواہ و عنید

سنکے لاحول و لا قوت الا باللہ
جسطرح بہاگ کے فی النار ہو شیطان پلید

تیرے بدخواہ تہیدست ازل آتے ہین
کنجفہ مین بہی حریفون کو نہ ہرگز ہو سپید

تیری تلوار بہی مقراض اجل ہے گویا
[illegible] سکے کرے قطع و برید

در صفت [illegible]

ہو بہی جائے جو سودا مین ترے اسپ سے شرط
[illegible] بہ باد صبا دیتا کید

چہو سکے دامن زین کو نہ کبہی سست خیال
طے کرے [illegible] حرب کی وہ یون رہ بعید

قطعہ

جس زمین پر ترے گھوڑے کا قدم پڑتا ہے ۔ چاٹ لے خاک وہانکی جو کوئی پیک و برید
اسکی تاثیر سے وہ تیزروی حاصل ہو ۔ برق و صرصر سے بھی ممکن نہیں جسکی تقلید
ابلق لیل و نہار اور بھی جو بن لایا ۔ تیرے اصطبل میں جاری ہوئی جسوقت خرید
خلد سے باہر اسیواسطے گندم نکلا ۔ ملتی رہتی ہر طویلہ میں جو گھوڑونکو خوید

در صفت فیل

فیلخانہ میں ترے جمع ہیں عالم کے پہاڑ ۔ ایک اک فیل زمین پر ہے مگر چرخ جدید
ایک مہرہ میں اڑا دے وہ اُسے صورت کاہ ۔ گر مقابل میں ترے فیل کے ہو کوہ حدید
اُسکے خرطوم کا مضمون درازی نہ بندھا ۔ دونوں کوتاہ ہوئیں بحر طویل اور مدید
تو وہ ممدوح معرف ترے شاہان میں ۔ میں وہ مداح کہ قایل ہیں مرے سحبان و لبید
تجھ سے آسایش مخلوق خدا کا ایجاد ۔ مجھسے آرایش انداز سخن کی تجدید
ہیں سپہدار ہزاروں ترے منقاد و مطیع ۔ سیکڑوں اہل سخن سحر بیان میرے مرید
اسطرح حکم میں تیرے نہیں ہوتا اجمال ۔ جسطرح شعر میں میرے نہیں ہوتی تعقید
تجکو شایان ہے یہی رتبہ فزائی کے امور ۔ مجکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید
نہیں جنچتے مجھے اشراقی و مشائین کچھ ۔ تیرے فلاطون و ارسطو ہیں مرے شاگرد رشید
ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھے ۔ نقرۂ ماہ نہ لون میں نہ طلاے خورشید
شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا ۔ داغ سے مرحمت نعمت شاہی کی رسید
بنگیا داؤ وہ بالیدگی سبزہ سر راہگذر ۔ زور سے جسکے اکھڑ جاتے ہیں بن بید

خسروا تجھسے پہونچتی ہے زمانے کو مدد — تو مؤید ہے من اللہ برائے تائید

شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہے درکار — سب ہین آسودہ غمخوار قدیم او جدید

تیری سرکار سے کوئی نہین جاتا محروم — تیرے دربار سے کوئی نہین پھرتا نومید

حبذا وصاف اگر ہو تو کرے حصر کوئی — میرے امکان سے باہر ہین تیرے وصف حمید

روز نوروز ہو ہر شب ہو شب عیش و نشاط — رات دن جشن ہون فرخندہ و فیروز و سعید

دل عارف مین ہون اسرار نہانی جبتک — تیرے چہرے سے ہون اقبال کے آثار پدید

تجھسے عشرت کو بھی ہر وقت ہو عشرت حاصل — تجھسے اُمید کی ہر لحظہ بر آئے اُمید

تو رہے تا بہ ابد نامور و نام آور

تیری اولاد ہو سب صاحب اقبال سعید

قصیدہ در مدح حضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم — فلک پیر بھی کہتا ہے جوانی کی قسم

ہوگئی فصل بہاری مین بھی آ کے برسات — جوش سے ابر بہاران کے ہوا ہے عالم

چرخ پر چھائی ہین اسطرح گھٹائین کالی — جسطرح ہون رخ معشوق پہ زلفین برہم

قطعہ

گردِ افلاس کو بہی ابر کرم دہوتا ہے — تارِ بارش مین ہر موتی کی لڑی کا عالم
جوش پر رحمت باری ہے تعجب کیا ہے — چاہ بابل کا دہوان بہی جو بنے ابر کرم
کہین بادل کی گرج ہر کہین بجلی کی کڑک — کہین بوندونکی پہوارین کہین برسے چہم چہم
نعرۂ مست کا بادل کی گرج مین اندا ز — نگہ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم
ابر نیسان سے ہوئی ایسی تری خشکی مین — گائین دیپک تو اُٹھے شعلہ کی جا موجۂ یم
آب شمشیر مین جوہر ہے بشکل ماہی — آب آئینہ مین غواص ہے عکس آدم
پسلیان اب نہین دریا کی دکہائی دیتین — خوب تن تنکے روان ہونے لگے موجۂ یم
کشتیون مین کہین جلسے ہین چڑہے دریا کے — ہو رہی ہین کہین تیراکو مین شرطین باہم
قوت نامیہ ایسی ہر تو کچہہ دور نہین — دوڑین اُٹھہ اُٹھہ کے زمین پر سے اگر نقش قدم
خاک مین جان ہر ایسی کہ نہین اسکا عجب — زندہ ہوجائین اگر زیر زمین اہل عدم
نار دوزخ بہی بنے آج گلستان خلیل — اخگر سوختہ بہی ہون گل گلزار ارم
بات کی شاخ مین بہی آج وہ ہر استحکام — توڑنا چاہین تو ٹوٹین نہ کبہی قول وقسم
اثر باد بہاری سے تعجب کیا ہے — گلفشان صورت گلزار ہو نخل ماتم
ارض کو فوق سما پر ہے ایسی موسم مین — کہ زمین لوح زمرد ہے فلک ہر نیلم
وقت انشاء اثر تازگی مضمون سے — شاخ سرسبز بنے ہات مین کاتب کے قلم
خط گلزار ہو قرطاس پہ کہینچین جو لکیر — ہو بزنگ رگ گل ریشۂ سوراخ قلم
ہے وہ بالیدگی سبزۂ سر راہگذر — زور سے جسکے اُکھڑ جاتے ہین ہر کے قدم

شوخیِ رنگ سے مہندی کے ہے رنگِ شفق — لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم

کہیں طاؤس چمن کی ہے نوائے دلکش — کہیں آتی ہیں پپیہوں کی صدائیں پیہم

ہے کہیں گل کی مہک تو کہیں بلبل کی چہک — کوک کویل کی ہے ارگن سے بھی خوشتر ہر دم

نکہتِ گل کا اثر ہو نفسِ مطرب میں — گائیں اس فصل میں گر رام کلی اہلِ نغم

بھینی بھینی ہے وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ — ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں ہیں کہ دل ہو خرم

بوسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کھلکر — شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے کیا کیا باہم

روز ہر باغ میں ہیں گلبدنوں کے جلسے — چندریاں ساڑیاں سرخ اُسپہ ترشح کم

یہ ہے موجود وہ معدوم یہ ہے تازہ وہ کہن — باغ محبوب کہاں اور کہاں باغ ارم

بزم عشرت کا عجب رنگ ہے اس موسم میں — گاتے ہیں گونڈ ملار اہل طرب اہل نغم

سبعۂ سیارہ کو بھی ہیں شرف حاصل ہے — معتدل آ چکے دن چاروں عناصر باہم

نہ ہے گرمی نہ کہیں حد سے زیادہ سردی — حیدرآباد میں ہے فصل کا ایسا عالم

روز نوروز ہے وہ فرخ و مسعود و سعید — کہ زحل کی بھی سعادت نہیں برجیس سے کم

عکس بھی اسکا کرے بیضۂ فولاد کو چور — بیضۂ بازی نوروز ہے وہ مستحکم

آج وہ قدر ہے اِنکے مقابل کیجے — تاج پرویز کے موتی نہ خریدے عالم

بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردوں سے لڑائیں — خط محور سے لکیر اُس میں ہو ثابت ہر دم

شور ہے قلقل مینا کا چلو آؤ یہود — مغبچوں نے بھی پکار کہی ہے کیا کیا اُدہم

لاے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے — پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا دہرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غمگین پایا
حشر تک قبرِ عدو سے یہہ صدائیں آئین
یون ہے مردود عدو بارگہ عالی سے
سامری فن ہی عدو ہو تو نہو اُسکا گذر
ہے ازل سے یہہ ترے در کا سلامی شاہا
نام سیل کیا ہو جو ترے عہد مین کوئی برباد
خسرو نامور آباد ہے جنت سے سوا دار الامن

اُسنے اُلٹا ہی الم کو تو ملا وہی الم ہے
ہاے غم واے الم ہاے غضب واستم
جسطرح رکھہ نہ سکے چرخ پہ ابلیس قدم
چوب دربان مین ہے موسیٰ کے عصا کا عالم
پشت ہے پیر فلک کی اسی تسلیم سے خم
کہ پر کاہ کو رکھتی ہے بھگو کر شبنم
کھاکے گندم نہ یہان سے کبھی نکلے آدم

تعریف اسپ

شاہ کے اسپ کی کیا تیز روی ہو تحریر
صورتِ کاغذ باد مٔی وہ اُسیدم اُڑ جاے
کو کب نامہ کا غذ پہ نہ پہنچے کہ یہہ مانند خیال
بس چاٹ لے خاک قدم کی اگر اسکے وہ کبھی
جسکے جلو مین ہے جو ترے اسپ کی صورت ہوتی

ہاتھہ سے کاتب اعمال کے چھٹتا ہے قلم
کھیچے گر صفحۂ قرطاس پہ نام اُسکا رقم
طے کرے آن مین صد و محیطِ عالم
پشتِ ماہی پہ سجے گا وزمین کا نہ قدم
گنج قارون مین ذرا نام کو تھمتا نہ درم

تعریف فیل

بدل مین عدل ہے

ایسی سطوت ہے کہ تھرا نے کوہ جواہر کیسے
شاہ کا حرف سیاست ہے ہے دل گاوِ زمین
ہیبت شاہ سے کھسا سے پڑے بوجھہ ایسا

رود الماس مین دانت اور بدن ہے سلم
مست ہو کر جو چلے وہ تو ہو عالم برہم
ماہیِ زیر زمین کا ہی تو دبکر جاے شکم

سر بچشم ہی رنگ اسکا گر صانع نے — جبل طور ترا شاہ ہی ز سر تا بقدم
مدحت خسرو آفاق ہو کیونکر پوری — الٰہی طاقت نہ زبان مین نہ ہی یارائے قلم
سایۂ عاطفت شاہ دکن دام اقبالہ ہی جب سے — کہان تے ہین قیصر و فغفور ترے سر کی قسم
باب عالی کی حضوری سے وہ حاصل ہی شرف — جبین آتا ہی کہ خود چوم لون مین اپنے قدم
اے جبین فرش رہ خسرو دوران بنجا — اے سخن چل اُس راہ مین تو بنکے قدم
اے زبان تو ہو ثنا ساز و ستایش پیرا — اے دہن تو بھی ہو مداح خدیو عالم
اے نگہ تجھکو میسر رہے انوار جمال — اے مژہ دست دعا بنکے دعا کرتے ہیں ہم
حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہتا ہی — اور اونچی ہو کسی طرح سے عرش اعظم
وہ دعا جس سے ہوئے زینت گفتار و کلام — وہ دعا جس سے مشرف ہوئے قرطاس و قلم
وہ دعا جسکو فرشتے کہین سنکر آمین — وہ دعا حرز دل و قوت جان آدم
وہ دعا جسکے شجر سے ہین شجر تک مشتاق — وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالم عالم
وہ دعا یہہ ہی خدا تجھکو سلامت رکھے — تخت شاہی پہ رہے شاد بصد ناز و نعم
تجھکو اے ظل خدا عیش خدائیگا ملے — تیرا حامی و مددگار رہے شاہ امم صلعم
خضر و الیاس و مسیحا سے بھی ہو عمر دراز — قیصر و خسرو و جم سے ہو سوا جاہ و حشم
زیر فرمان حکومت رہے ربع مسکون — اور منقاد رہین اہل عرب اہل عجم

اِس دعاگو کی دعائین ہون الٰہی مقبول
داغ مداح رہے مورد الطاف و کرم

قصیدہ در تہنیت عید الفطر و مدح اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہے عید کے دن دلکشا صحن زمین سطح فلک اے حبذا اصل علی صحن زمین سطح فلک
پاک ابر رحمت نے کیا صحن زمین سطح فلک ہے شامل اہل صفا صحن زمین سطح فلک
رخصت سے ماہ صوم کی بدلے یہہ تخت و فوق ہی عید آتے ہی کچھہ او تہا صحن زمین سطح فلک
ہے عید کا سامان چو چند آئینہ ہیون پست و بلند کر صاف اے باد صبا صحن زمین سطح فلک
ہر ذرہ اک خورشید ہے خورشید کو بہی عید ہے ہے کسقدر رونق فزا صحن زمین سطح فلک
خوش جیسے آدم زاد ہین قدسی بہی سب دلشاد ہین ہے عید سے کیا پر ضیا صحن زمین سطح فلک
یہہ سبز سبزے ہیں کہ رنگ آسمان کا اخضری تختہ زمرد کا بنا صحن زمین سطح فلک
یہہ سبزے کی روئیدگی اللہ رے بالیدگی ہر برگ بڑہ کر ہوگیا صحن زمین سطح فلک
اسمین کہلے گلہائے تر انمین ستارے جلوہ گر ہے اک بساط خوشنما صحن زمین سطح فلک
ہمرنگ مے گل کا ورق تو زعفرانی ہے شفق عشرت فزا و فرحت فزا صحن زمین سطح فلک
ہے خندۂ گندم عیان ہے خوشۂ پروین یہان سامان ہے کیا کیا رزق کا صحن زمین سطح فلک
دربار آصف جاہ ہے روشن جمال شاہ ہے جلوے سے جسکے بہر گیا صحن زمین سطح فلک
فرش منقش سے عیان اک چاندنی کا سا سمان ہے آج کیا کیا خوشنما صحن زمین سطح فلک

روشن ہین فرشی جھاڑ ادہر	عقد ثریا ہے اُدہر	پرنور اک اک سے ہوا	صحن زمین سطح فلک
مسندنشین ہے بادشہ	ہے شامیانہ رشک مہ	کیونکر نہ اترائین بھلا	صحن زمین سطح فلک
وہ شاہ کا نورِ نظر	پرتو سے جسکے سر بسر	شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ	صحن زمین سطح فلک
بحر کرم ہے موج پر	سلطانکا طالع اوج پر	کرتے ہین فخر اسکا بجا	صحن زمین سطح فلک
اسکو ہے تمکین تخت سے	اُسکو تعلی بخت سے	تہے درحقیقت ورنہ کیا	صحن زمین سطح فلک
محبوب سلطانِ دکن دام اقبالہ	ہے ظلِ ربِّ ذو المنن	پرتو سے جسکے پر ضیا	صحن زمین سطح فلک
مطلع بمضمونِ بدیع	اک لکھ دیا شان رفیع	جسپر ہون شیدا و فدا	صحن زمین سطح فلک

مطلع ثانی

چمکا فروغ شہ سے کیا	صحن زمین سطح فلک	[illegible]	صحن زمین سطح فلک
[illegible] تو ہے ترا شرف	پھر اُسپہ تیرا حوصلہ	اتنا بڑا جتنا بڑا	صحن زمین سطح فلک
اِسپر ترا نقشِ قدم	اُسپر ترا خطِ علم	کیسا نگارین بن گیا	صحن زمین سطح فلک
یہ ہین تیرے گوہر کے لئے	وہ ہین تیرے اختر کے لئے	اسواسطے پیدا ہوا	صحن زمین سطح فلک
گوہر کی اسمین آب ہے	اختر کی اُسمین تاب ہے	روشن ہین اپنی اپنی جا	صحن زمین سطح فلک
بدخواہ کی ہین تاک مین	ملکر ملائین خاک مین	ہین گرچہ ظاہر مین جدا	صحن زمین سطح فلک
قہرِ عدو ہو اسمین گر	سر پر گرے وہ ٹوٹ کر	پاتے نہ کیون نشو و نما	صحن زمین سطح فلک
منظور ہو گر شاہ کو	پیسین سر بدخواہ کو	ملکر برنگِ آسیا	صحن زمین سطح فلک
شاہ دکن کی مکہبانا دام اقبالہ	لکھی گئے جاتین بے گمان	گر صفحہ ہو قرطاس کا	صحن زمین سطح فلک

یون شہ کا قلب صاف ہے	یون پاک یون شفاف ہے	جیسے پس ابر و ہوا	صحن مین سطح فلک
وسعت ہے قلب شاد کی	کوئی کرے کیا روکشی	چہپتے ہین ذرے سے سوا	صحن مین سطح فلک
کیسے پلنگ و شیر نر	لے نسر طائر کی خبر	دو صید گہ مین جابجا	صحن مین سطح فلک
دست کرم ہی زر فشان	بخت اسا اختر نشان	ان دولتون نے بہر دیا	صحن مین سطح فلک
گم ہو گئی ہے مفلسی	محتاج ہی ہین اغنیا	کیونکر ہون بے برگ و نوا	صحن مین سطح فلک
دست سخاوت دیکہکر	پہیلا ہے دل کسقدر	ہے دامن حرص و ہوا	صحن مین سطح فلک
اس دہر مین علت کہان	ہے جابجا امن و امان	رکہتے ہین تاثیر شفا	صحن مین سطح فلک
آب و ہوا کا ہے اثر	پہیلی ہے حکمت کسقدر	خود ہین اشارات و شفا	صحن مین سطح فلک
عالم مین تیری خوبیان	آخر سمائینگی کہان	کیا بڑہ گئے ہوگا چوگنا	صحن مین سطح فلک

تعریف اسپ

وہ اسپ چالاک ہے	بجلی سی جسکی ہاک ہے	اک آن مین ادہر گیا	صحن مین سطح فلک
جب گرم ہو تیر اسمند	اڑجاے سب پست و بلند	ہے اسکے آگے چہپ گیا	صحن مین سطح فلک
گشت سمند باد پا	گر ہو نہ دم مین جابجا	بیکار ہے کس کام کا	صحن مین سطح فلک
نعل سم توسن یہان	ظاہر مہ نو ہی وہان	رد کش ہی کیا کیا دیکہنا	صحن مین سطح فلک

در تعریف فیل

ہاتہی بہی سیار و منند	اسپ عماری بہی بلند	نیچا ہوا اونچا ہوا	صحن مین سطح فلک
ہے سرخ وردی فوج کی	جسوقت عکس افگن ہوئی	مانند لالہ کہل گیا	صحن مین سطح فلک

مشق قواعد جب ہوئی	لشکر سے ایسی گرد اڑی	آپس میں اکثر مل گیا	صحن میں سطح فلک
خاک غبار رہی	ہر چرخ تک پھیلی ہوئی	چڑا ہو یارب تا کجا	صحن میں سطح فلک
فوارۂ خون عدو	کیا جوش زن ہے چار سو	مثل شفق رنگین ہوا	صحن میں سطح فلک
دیکر دعا ای داغ	آ شیر کرم سے طلب	باندھا کریگا تا کجا	صحن میں سطح فلک
ای بادشہ سپر ترے	اس نور کا سایہ پڑے	جس سے ہے پیدا ہوا	صحن میں سطح فلک
ہو ربع مسکون پہ ظل	آئے نہ تا گردش خلل	تیرے ہوا ہی ظل خدا	صحن میں سطح فلک
زر کے یہاں انبار ہوں	حاصل وہاں انوار ہوں	پھیلا کرے دامن دعا	صحن میں سطح فلک
سپر پر ترے بادشاہ کے	انگارے برسیں چرخ سے	اسکو ہو دوزخ سے سوا	صحن میں سطح فلک
خاک تن بدخواہ سے	دشمن کے دود آہ سے	بن جائے یارب دھواں	صحن میں سطح فلک
اس شش جہت میں باخدا	ہو دور دور شاہ کا	ہو زیر حکم بادشاہ	صحن میں سطح فلک
	یہ بادشاہ دائم رہے	یہ سلطنت قائم رہے	
	جب تک رہیں جاری ہوا	صحن میں سطح فلک	

قصیدۂ مدحیہ در تہنیت عید اضحی بنام اعلیحضرت بندگان اقدس معلی حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شاہ کو دیکھ کے عید آئی طرفہ خاص نگاہ	جلوۂ شاہ سے جو بیٹھ نظر آیا ناگاہ

بارک اللہ زہے حسن کہ دل ہو بیتاب
وہ کشش اللہ رے جلوہ کہ ٹھہرے نہ نگاہ

رنگ وہ رنگ نہ پائیں گل و ریحان جسکو
نور وہ نور کہ پہونچے نہ جسے مہر نہ ماہ

اُس پہ چہرہ خوش انداز کا وہ حسن و جمال
حور بھی جسکو کہے دیکھکے ماشاء اللہ

غمزہ وہ تیر کہ نخچیر ہوں ترکان ختن
عشوہ وہ سحر کہ تسخیر ہوں گردان سپاہ

عشوہ وہ ناوک دلدوز نہیں جس سے امان
غمزہ وہ تیغ جہاں سوز نہیں جسکی پناہ

شوخ گفتار کہ بلبل بھی کہے صل علیٰ
تیز رفتار کہ محشر بھی کہے بسم اللہ

بانکے انداز سے کیا ترچھی ادائیں دلکش
ہو گیا گوشۂ ابرو سے طرف طرف کلاہ

سرو و شمشاد و صنوبر سے بھی زیبا قامت
سرخ تر لالۂ گل سے بھی قبا اور کلاہ

تن نازک کو گراں ہو جو چھوئے باد صبا
چہرہ صاف ہو میلا جو پڑے گرد نگاہ

نوک منقار سے لے فصد رگ گل بلبل
اس نزاکت کا ہو سودا اگر اُسکو ناگاہ

رخ پرنور وہ روشن ہے کہ جسکے آگے
مہر تاباں ہو تو آماہ ہیں خال سیاہ

اللہ اللہ وہ تجلی ہے رُخ روشن کی
دیکھکر سورۂ والشمس پڑھیں اہل اللہ

دولت حسن کی کرتی ہیں حفاظت زلفیں
اس خزانہ کے نگہبان ہیں یہ دو مار سیاہ

اُسکے عشق رُخ پُرنور کا دل شاہد ہے
اُسکے حسن نظر افروز کی آنکھیں ہیں گواہ

اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغ دل و جان
اُسکے رنگ گل رخسار سے رنگین ہے نگاہ

شوخیوں میں وہ شرارت کہ الٰہی توبہ
چتونوں میں وہ قیامت کہ عیاذاً باللہ

ترک چشم ایک جفا ساز ہے یا ترک فلک
فوج مژگاں ہے کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگس چشم کی تسخیر بعینہ جادو
خط عارض میں سراسر اثر مہر گیاہ

ساتھہ لاکھے کے وہ مسّی کی دھڑی اُس لب پر
شفق شام شب وصل ہم سنج و سیاہ

رخ پر نور ہے خورشید تو ابرو ہین ہلال
جو مہ فرد دہن ہے تو کمر تار نگاہ

دل کو اُس چاہ زنخدان سے وہی بید البشیر
پہلے گرنے سے جو یوسف کو خطر تھا لب چاہ

سامعہ اُسکی حکایت سے بشارت اندوز
باصرہ اُسکے نظارہ سے منور دلخواہ

نہ وہ بیرحم نہ بیدرد نہ بے مہر و دغل
صاف چہرے سے ٹپکتے تھے وفا اور نباہ

ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا
حیلہ و مکر و دغا تھے نہ جفا سے جانکاہ

لطف و اخلاص و محبت سے نہایت رغبت
کینہ و بغض و عداوت سے بغایت اکراہ

مہربانی سے وہ دے اُسکو دلاسا کیا کیا
حال دیکھے کسی مشتاق کا اپنے جو تباہ

اپنے ہاتھوں سے بڑھا دے اُسی جانب دامن
دست مشتاق پڑے گر کسی صورت کوتاہ

حور جنت ہے مگر عالم اسباب میں ہے
وصل اسکا ہے ثواب اور فراق اسکا گناہ

اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکھیے ہی
لوٹ جائے دل مشتاق تڑپ جائے نگاہ

مینے دیکھا جو یہہ جلوہ تو نہ ہے ہوش بجا
لب سے نالہ دل بیتاب سے نکلی اک آہ

متحیر متعجب متفکر ہو کر
اُڑ گئے ہوش کہ یہہ کون ہے یا بار الٰہ

دلربائی کے سب انداز ادائین دلکش
اُس سے پوچھا کہ ترا نام ہے کیا کر آگاہ

زہرہ ہے یا ہے قمر برق ہے یا ہے خورشید
حور ہے یا ہے پری جلد بتا دے للہ

زیر لب ناز و ادا سے متبسم ہو کر
اُسنے یہہ مجھسے کہا مین ہون نوید رفاہ

بیخبر تجھکو خبر بھی ہے کہ عید آئی ہے
عید حج کہتی ہے اس عید کو سب خلق اللہ

حج ہے کیا چیز یہہ وہ چیز ہے وہ نعمت ہے
مدت العمر کے ہوجاتے ہین سب عفو گناہ

نہین عالم مین خوشی حج کی خوشی سے بڑہکر
کہ مسلمانون کو دیتا ہے یہہ دولت اللہ جل شانہ

آتے ہین مکہ مین باہر سے مسافر لاکہون
اہل اسلام کا کیا جوش ہے اللہ اللہ

حق تعالی کو ہوا جامۂ احرام پسند
ایک ہی وضع ہے درویش سے تا شاہنشاہ

نیت عمرہ سے احرام کسینے باندہا
اور یہہ شوق کہ طی جلد ہو تنعیم کی راہ

شور لبیک کہین ہے تو کہین شغل درود
بانگ تکبیر کہین ہے تو کہین بانگ صلوٰۃ

سنگ اسود کا کبہی بوسہ کبہی لب پہ دعا
ہے طواف اور کبہی داخلۂ بیت اللہ

گشت کرتا ہے کوئی تن کے صفا مروہ کا
کسی مشتاق زیارت کی حرم پر ہے نگاہ

رہتے ہین چارون اماموںکے مصلے آباد
ہوتے ہین ورد و صلوٰۃ آٹھ پہر شام و پگاہ

کوئی ہے دولت عقبی کا خدا سے طالب
کوئی کہتا ہے مرے بخشدے اللہ گناہ

ظلمت پردۂ کعبہ ہے مگر سرمۂ چشم
ہوتی ہے اہل زیارت کی منور جو نگاہ

چلکے کعبہ سے ٹہرتے ہین منا مین شبکو
اور سویرے عرفات آتے ہین پہر وقت پگاہ

فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہے تا عرفات
اس مین نو لاکہہ سے ہوتی ہے سوا خلق اللہ

ظہر کے بعد سے ہوتا ہے وہان خطبہ شروع
عصر کے بعد سے لدجاتے ہین خیمہ خرگاہ

مسجد مزدلفہ بین منا و عرفات
پہر حجاج ہے اک رات کی وہ طاعتگاہ

پڑہتے ہین ساتہہ وہان آکے عشا و مغرب
اہل حج کرتے ہین تحمید و مناجات الہ

جب چلے مزدلفہ سے تو منا میں پھر آ کے — تین دن کے لئے ہوتی ہے وہی منزلگاہ
رجمِ شیطان لعین کے لئے کنکر مارے — پڑھ کے لا حول و لا قوۃ الا باللہ
شتر و دنبہ و بز ذبح ہوے ہیں اتنے — آسمانِ شفقی رنگ بنی قربان گاہ
قابلِ دید ہے بازارِ منا کی خوبی — اسلحہ اقمشہ اشیاے فراوان لکھو
ہفت اقلیم کے ہیں اطلس و دیبا موجود — ہے یہہ بازار کہ گلزار ہے رنگین سرِ راہ
حج کے ارکان و مناسک کی یہی ہے تکمیل — کرتی ہے طوفِ حرم جا کے جو پھر خلق اللہ
یون چلا قافلہ بطحے سے بسوے یثرب — نغمہ پیرا و خوش الحان ہیں حُدی خوان ہمراہ
دلِ مشتاق کو یہہ شوق کہ اڑ کر پہنچون — مجھسے پیچھے ہی رہے بڑھ نہ سکے پیک نگاہ
آمد آمد کی خبر سنتے ہی مہمانون کی — رہتے ہین لوگ مدینے کی سبھی چشم براہ
غل ہوا صلِ علی صلِ علی کا پیہم — دور سے قبۂ انور کو جو دیکھا ناگاہ
چاہیئے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے — پاک ہو اشکِ ندامت سے وضو کرکے نگاہ
چرخ اخضر ہے کہان قبۂ اخضر کا نظیر — ہفت افلاک نہین جسکے مثال و اشباہ
کعبہ کرتا ہے طواف اسکا یہہ ایسا ہے مقام — اسکے قدسی بھی مجاور ہین یہہ ہے وہ درگاہ
یہہ مقامِ متبرک وہ ادب کی ہے جگہہ — دل لرزتا ہے جہان کانپتے ہین اپنے نگاہ
پہلے حمام کیا پھر وہین بدلی پوشاک — سب بسے عطر مین یون جیسے عروسِ نوشاہ
مسجدِ احمدِ مرسل مین ہوے سب حاضر — خاک اس مسجدِ انور کی ہوئی زیبِ جباہ
وہ نبی صلِ علیٰ اوس کا مزارِ اقدس — چادرین نور کی پڑتی ہین جہان شام و پگاہ

واسطے نعتِ نبیؐ کے متقاضی ہوکر — دل نے جب مجھ سے کہا لکھنے کو بسم اللہ
شانِ حضرت میں پڑھوں مطلعِ مقبول ایسا — سنتے ہی انس و ملک سب کہیں سبحان اللہ
فخرِ انسان و ملائک شہِ کونین پناہ — سیدی احمدِ محبوب و حبیب اللہ
ملک ہو ملک ہو یا کوئی مَلک ہو کہ مُلک — زیرِ فرمانِ محمدؐ ہیں وہ ہے شاہنشاہ
ہے رخ و موے مبارک ہی کے پرتو کا اثر — تا قیامت جو رہیگا یہ سفید اور سیاہ
قابَ قوسین کا پایا ہے مقامِ عالی — اللہ اللہ رے یہ مرتبہ و رفعتِ جاہ
آپ کی ذات ہے وہ ہادیِ دین و ایمان — آگئے راہ پر اسلام کے لاکھوں گمراہ
آپ سا کون ہے عالم میں شفیقِ امت — کہ سوا رہتی ہے ماں باپ سے شفقت کی نگاہ
شافعِ روزِ جزا ہے وہی ذاتِ اقدسؐ — بخشوا دینگے وہی امتِ عاصی کے گناہ
آپ کی وجہ سے ہے دولتِ عقبیٰ حاصل — آپ کی وجہ سے فردوس بنا نعمت گاہ
ناتوانوں کو قوی دل جو کرے آپکا لطف — لے اُڑے کوہ کو بھی اپنی ہوا میں پرِ کاہ
صاحبِ علمِ لدن واقفِ اسرارِ خفی — حالِ کونین سے ہے قلبِ مطہر آگاہ
آپ ہی تو ہیں مددگارِ ملوک و ملکوت — آپ ہی شاہِ دکن کے بھی تو ہیں پشت پناہ
شاہ وہ شاہ سکندر حشم و قیصر بخت — شاہ وہ شاہ فریدون فر و جمشید کلاہ
شاہ وہ شاہ تہمتن تن و برزو بازو — شاہ وہ شاہ فلک منزلت و کیوان جاہ
شاہ وہ شاہ عطا پاش خطا پوش و شفیق — شاہ وہ شاہ جہان پرور و آفاق پناہ
آج دربارِ دُر بار میں سب حاضر ہیں — شاہزادے اُمرا اہلِ قلم اہلِ سپاہ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مدح سلطان مین پڑہون مطلع روشن ایسا
رشک خورشید جہانتاب ہو جو غیرت ماہ

مطلع

خسرو ملک دکن پادشہ ظل اللہ
میر محبوب علیخان نظام آصف جاہ

مشتری جاہ و عطارد رقم و ماہ خدم
شاہ خورشید علم خسرو سیارہ سپاہ

شان وہ شان کہ بیقصد جھکے فرق نیاز
نام وہ نام کہ قربان ہو دل خواہ نخواہ

عدل وہ عدل نہیں جسمین رعایت مطلق
بذل وہ بذل کہ لاکہون ہون عطا بحر رفاہ

لطف وہ لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر
خلق وہ خلق کہ بدخواہ بہی ہون نیکی خواہ

عزم وہ عزم کہ لے آن مین ربع مسکون
نظم وہ نظم کہ عاشق کا بہی دل ہو نہ تباہ

جاہ و اقبال کو ہے ظل سعادت سے شرف
دست امید کو ہے دامن دولت مین پناہ

جسقدر بخت بلند اُسقدر اقبال بلند
دل بہی اُتنا ہی بڑا جتنا بڑا دامن جاہ

یہہ فلاطون زمان ہے تو ارسطوئے زمن
حال روشن ہوا سے دیکہتے ہی نبض نگاہ

روبرو اُسکے ہے سلمان سکندر ایسا
مختصر جیسے ہو درویش کا رخت بنگاہ

چشم بر نقش قدم شوق مین وا رہتی ہے
جب گذرتی ہے سواری پئے تبجیل سر راہ

نیزہ برداروں مین خورشید سے ہے تابش رمح
چتر برداروں مین برجیس سے لیکر تا ماہ

یہہ وقار اور یہہ تمکین یہہ جلال اور یہہ حسن
سرکشی اُس سے کرے کب ہے مجال بدخواہ

مہر پرنور کہان اور کہان ذرۂ خاک
کوہ البرز کہان اور کہان حبۂ کاہ

ڈہونڈکر تیرگی بخت مٹا دیتا ہے
اس لئے روز جلاتا ہے فلک مشعل ماہ

خیر خیرات ہے انعام ہے جاگیرین ہین
چشم بد دور یہہ سرکار ہے کیا عالی جاہ

صرف خاص اور ملازم ہین جو دیوانی کے
سب کو انتیسوین دن ملتی ہے پوری تنخواہ

قید ہے امر زبون کی ہے یہا تنک منظور
اڑنے پاتے نہ کبھی ملک مین جھوٹی افواہ

مدح حاضر مین پڑہون مطلع ثانی کیسا
سب کہین اہل زبان سنتے ہی اک مرتبہ واہ

مطلع ثانی

خون اعدا جو بہائے تری خونریز سپاہ
وہ اٹھے موج کہ طوفان نہ وہ ہو کشتی ماہ

جنگ اسکندر و دارا مین تو اعدا یہہ کہان
ایک بازی گہ اطفال تہی وہ معرکہ گاہ

مانتے ہین اسے روم سے تا انگلستان
یہہ جری اور یہہ باقاعدہ ایسی ہے سپاہ

چاند ماری نہ سمجہہ جائین اسے اہل تفنگ
چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہے کبھی ہالۂ ماہ

تیغ سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹھے برق
تنگ گرد سے لشکر کے ہو گرد ابر سیاہ

پہل ہم شمشیر سیہ تاب کا یا بال پری
حلقہ جوہر کا ہے یا حور کی ہے چشم سیاہ

گرد معرکہ ہو تیغ شہنشاہ عالم
اسد و ثور فلک کو نہ ملے جا سے پناہ

ضرب شمشیر سے ہر وقت لب اعدا پر
نالہ با نالہ ہو دمساز اگر آہ بہ آہ

کہین رکتی ہی نہین کرتی ہے اک وار مین دو
آہن و سنگ بھی مانگتے ہین اس سے پناہ

اسکے جوہر کو وہ دیکھے نظر بد سے اگر
چشم اختر مین اتر آئے وہین آب سیاہ

خوف سے عجز سے لے دانتو مین تنکا سمجہ
رکھدے تفنگ زمین معرکہ قدمون پہ کلاہ

نگہ گرم سے ہو جاتے ہین دشمن فی النار
اڑتے ہین مثل شرر برق شرر پر پرکاہ

دیکھکر صورتِ بدخواہ جو ابلیسِ لعین — کہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ
فیل وہ شامِ بدن اور وہ شبرنگ ہوا — سایہ پڑ جائے جو انکا رخِ کافر ہو سیاہ
کان تک اسکے جو پہنچے ترے اشقر کی صہیل — بھاگ جائے اسدِ چرخ بھی مثلِ روباہ
اثر اپنا جو کرے شاہ کی نیت کا پھل — کیا تعجب ہے جو ثمر ہو مبارک برگِ گیاہ
ماہیِ زیرِ زمین بھی جو لگائے غوطے — نہ ملے اسکو ترے بحرِ سخاوت کی تھاہ
کیوں نہ مخلص ہو رعایا کہ دلوں پر انکے — لکھدے جب سورۂ اخلاص ترا کلکِ نگاہ
نورِ ایمان کے لئے قلب ترا ظرفِ وسیع — فیضِ قرآن کے لئے سینہ ترا منزلگاہ
تجھکو مسعود و مبارک ہو شہا عیدِ سعید — مدعی خوار رہیں شاد رہیں دولتخواہ
قلزمِ فکر میں اب غرق ہوا جاتا ہوں — ڈالدے مجھکو کنارے پہ تری موجِ نگاہ
کسطرح اسکے ادا ہوں ترے پورے اوصاف — ہے زبانِ خامہ کی میری بھی زبان سے کوتاہ

داغ کی ہے یہہ دعا تیرے مساعد ہوں مدام
بخت و اقبال و حشم سلطنت و دولت و جاہ

قصیدہ در مدح نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر دام اقبالہم

نواب ہے تو نشانِ اقبال — اقبال جہان جہانِ اقبال
اقبال الدولہ نام آور — ہے روح و روان جانِ اقبال
ہے زینتِ خاندانِ شوکت — ہے رونقِ خانمانِ اقبال
تیرے ہی نصیب کی قسم کھا کے — پیدا ہوا اگر زبانِ اقبال

قسّام ازل نے روز اول — بخشا تجھے ارمغان اقبال
وہ دیکھ لیں تیرا مصحف رخ — لیں فال جو نکتہ دان اقبال
پیشانی اگر ہے آسمان قدر — خط اُسپہ ہے کہکشان اقبال
دیدار امیر ہے فرح بخش — سرمست ہیں میکشان اقبال
ہاتھ آئے نہ کیون گل تمنا — گلزار ہے بوستان اقبال
اسکندر و جم کا سر جھکا دے — سرور یہ ترا آستان اقبال
چٹکی میں تری خدنگ نصرت — مٹھی میں تری کمان اقبال
تو گوہر کان سروری ہے — تو اختر آسمان اقبال
دیکھا تجھے جسنے بول اٹھا — کہتے ہیں اسیکو شان اقبال
کہتے ہیں اسے قران سعدین — تجھسے جو ہوا قران اقبال
القاب ترا جو ہم نہاد ہے — خوشحال ہیں ترجمان اقبال
دارا ہے کہاں کہاں سکندر — ہو جائے اب امتحان اقبال
آنکھوں سے یہ کاتبان اعمال — ہیں تیرے نگاہبان اقبال
کرتا ہے مطیع سرکشونکو — سرکار کا قہرمان اقبال
چرچا ہے ترا زبان بزبان — ہر لب پہ ہے داستان اقبال
گر جامۂ زر ہے تو ہے بیکار — جبتک نہو طیلسان اقبال
جیسے ہے گران قمار کے پاس — قیمت میں گران ہے کان اقبال

کیونکر نہ بہاگے اس سے ادبار | ہشیار ہے پاسبان اقبال
لاکہون نہین تری ہی بندگی کا | اقبال کرے زبان اقبال
اکسیر ہو خاک کو جو چہو لے | اللہ رے امتحان اقبال
بدخواہ جو ہو ترے مقابل | نخچیر کرے سنان اقبال
ایوان رفیع وسعد و فرخ | گویا ہے اک آسمان اقبال
کہتے ہین فلک نما اسیکو | کس اوج پہ ہے مکان اقبال
اس کوہ پر اسقدر عمارت | معمور ہے اک جہان اقبال
ہر اک ستون ستون ثروت | ہر صحن مکان جہان اقبال
اے شاہ سوار اشہب جاہ | قابو مین رہے عنان اقبال
اقبال ہے لازوال تیرا | ہے فضل خدا ضمان اقبال
اقبال کی دیکہکر ترقی | کچھ کہتے ہین رازدان اقبال
کونین کی نعمتین ہون موجود | آراستہ ہو خوان اقبال
تا دور فلک رہے یہ شہ | ہے ہمت یاوران اقبال
اللہ کرے کہ تا قیامت | دیکہے نہ کبہی خزان اقبال
اقبال ترا ہو روزافزون | ہر آن سوا ہو شان اقبال
یاور ہو فروغ مثل اختر | شوکت ہو قرین ابان اقبال
ہمت رہے ہمعنان دولت | دولت رہے توامان اقبال

سنو پشت به پشت ہو آمارت | یون طول کرے زمان اقبال
ہے باغ جہانکا تازگی بخش | تیرا ہی تو باغبان اقبال
دنیا مین ترے ہی ہم قدم ہے | آباد ہے خاندان اقبال
محتاج بیان نہین ہے تیرے وصف | مین کیا جو کرون بیان اقبال
گر زیر قدم ہے فرش دولت | تو سر پہ ہے سائبان اقبال
برسون کی مٹادے کلفتون کو | مل جائے جو ایک آن اقبال
ساحل پہ لگادے تیری کشتی | ذات ہے کا بادبان اقبال
زیبا ہے اگر تجھے کہون مین | کیہان و خدایگان اقبال
اولاد کی تو بہار دیکھے | پھولا رہے گلستان اقبال
روشن مہ و مہر سے فزون ہے | دن رات ہو دودمان اقبال

حاصل ہوا ہے یہی دولت [illegible]
یہہ داغ ہے مدح خوان اقبال

دیوان مہتاب داغ اختتام یافت

تقریظات دیوان مہتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان

عالی دماغ بحساب حروف تہجی

تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب بیخود تخلص دہلوی شاگرد جناب مصنف

کون ہے دو جہان مین ایسا
مانتا ہے جسے بڑا چہوٹا

کسنے میدان شاعری مارا
کسکا بجتا ہے آجکل ڈنکا

لایق مدح شان ہے کسکی
مستند اب زبان ہے کسکی

کسنے مضمون نئے نکالے ہین
کسنے سانچے مین شعر ڈہالے ہین

کون بڑہائی ہے کسنے شان سخن
لوگ کہتے ہین کسکو جان سخن

آجکل کسکا نام ہے ایسا
کون شیرین کلام ہے ایسا

کسکے حصے مین آج یہہ فن ہے
کس سے دلی کا نام روشن ہے

کسکا سکہ دلون پہ ہے جاری
زخم کسکا جگر پہ ہے کاری

کسکا مضمون ہے برتر و عالی
کسنے پائی زبان ٹکسالی

کسکا ایسا کلام رنگین ہے
جو حسین ہے وہ محو تحسین ہے

کسنے اپنا بنا لیا سب کو
کسنے دل سے بہلا دیا سب کو

اگلے لوگون مین بہی یہہ بات کہان
اسکو ماننے ہوا ہے ایک جہان

جو خلاف اس زبان کے جاتا
اسکو اہل زبان نے کب مانا

دہوم اہل سخن مین تہی کسکی
ایسی شہرت دکن مین تہی کسکی

شاہ آصف دام اقبالہ نے کسکو مانا
آج کسکی طرف زمانا ہے

جانتا جو نہو بتاؤن اسے
نام استاد کا سناؤن اُسے

اسکا چہپتا ہے تیسرا دیوان
آج جو خسرو سخن ہے یہان

لوگ معجز بیان کہین جسکو
فخر ہندوستان کہین جسکو

میرے استاد داغ کے آگے
ہو جو عرفی بہی تو قلم رکہدے

برق ایمن بیاض نامہ ہے — لنترانی صریر خامہ ہے
کیا بچین حاسدان خستہ جگر — کلک مین کیا سنان ہے ہین جوہر
سخت دشوار ہے امان پانی — ہے سیاہی مین تیغ کا پانی
سننے والے کا ہوش پران ہے — نقطہ نقطہ مین نکتہ پنہان ہے
اسکو دیوان کون کہتا ہے — یہہ فصاحت کا اک صحیفا ہے
ماہ کے دل مین داغ ہے اسکا — مہ جبین اسکے نام پر ہین فدا
ماہتاب سخن ہے یہہ دیوان — آفتاب سخن ہے یہہ دیوان
ہے ترانہ لب معنی کا — ہے یہہ نوشہ عروس معنی کا
شاعرون کے لیے وثیقہ ہے — لب زاہد پہ یہہ وظیفہ ہے
اک جہان اسپہ جان دیتا ہے — جسکو دیکھو وہ اسکا شیدا ہے
اس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی — طرز گفتار پر فدا ہے کوئی
ایک رنگینیون پہ مرتا ہے — سادگی اک پسند کرتا ہے
کوئی مطلع پہ جان دیتا ہے — کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے
گرم مضمون کو کوئی سنتا ہے — کوئی پڑھ پڑھ کے سر کو دھنتا ہے
ہے کسیکی زبان پر نالہ — ہونٹ پر ہے کسیکے تبخالہ
کہین معشوق کی زبانی ہے — کہین گذری ہوئی کہانی ہے
شادی وصل کا بیان ہے کہین — غم فرقت کی داستان ہے کہین

شکر دیکھا کہین گلا دیکھا — عاشقانہ معاملا دیکھا
شکوۂ جور پاسبان ہے کہین — ظلم افلاک کا بیان ہے کہین
کہین غیرون کی کچھہ حکایت ہے — کہین قسمت کی بھی شکایت ہے
شکر کرنا کہین شکایت کا — کہین رونا ہے درد فرقت کا
تذکرہ ہے کہین رقابت کا — ذکر ہے کچھہ کہین محبت کا
شمع و پروانہ کا بیان ہے کہین — گل و بلبل کی داستان ہے کہین
کہین صیاد کے ستم کا بیان — کہین بیداد آسمان سے فغان
کہین کچھہ کہکے جھٹ پلٹ جانا — کہین شکوہ زبان پر لانا
کہین معشوق کی طرفداری — دل بیتاب کی کہین خواری
کہین چٹکی جگر مین لے لینی — کہین چبھتی ہوئی سی کہہ دینی
کام اک بانکپن کا کر جانا — خود کہین سادگی سے مر جانا
کہین تہمت کا اپنے سر لینا — کہین شکوہ پہ اُسکو دھر لینا
کبھی دشمن سے بات کر لینی — کبھی مٹی پلید کر دینی
کبھی اپنے سے بھی بگڑ جانا — اور ناصح پہ منھہ کبھی آنا
کہین جنت کے نام پر مرنا — اور کہین حور سے حذر کرنا
کہین توہین بادہ خوارونکی — اور کہین مدح میگسارونکی
کبھی صحرا سے باغ کو جانا — کبھی گلشن سے دشت مین آنا

کبھی جنت مین جی کا گھبرانا　　کوچۂ یار یاد آجانا
گل و بلبل پہ گر نظر کرنا　　درد فرقت مین رشک سے مرنا
کبھی ناسازی مزاج کا ذکر　　اور کبھی ہجر و وصال یار کی فکر
نامہ بر کی کبھی مداراتین　　اور کبھی اُس سے رشک کی باتین
کبھی مژگان کا خون چکان رہنا　　کبھی اپنے سے بدگمان رہنا
راہ بر سے کبھی کھٹک جانا　　اور کہین راہ سے بھٹک جانا
جان دیکر بھی بوسہ لے لینا　　گالیان کھا کے دل کہین دینا
کہین ارمان دل بیان کرنا　　راز الفت کہین نہان کرنا
حسن لیلی پہ منھہ کبھی آنا　　طرز وحشت نئی دکھا جانا
کبھی مجنون کے حال کی تقلید　　کبھی کچھہ ساربان سے گفت و شنید
کہین الفت کی گرم بازاری　　کہین یوسف کی وہ خریداری
کبھی زندان مین نالہ و فریاد　　اور کبھی قید زلف سے دل شاد
شوق دیدار کو نوید کہین　　وعدۂ حشر کی امید کہین
شوخیان ہین کہین جو آفت کی　　دہمکیان ہین کہین قیامت کی
کبھی کوچہ مین اُسکے گم جانا　　کبھی محفل مین اُسکی جم جانا
بات اُسکی کبھی اوڑا دینی　　اپنے مطلب کی کچھہ سنا دینی
کہین ہنسنا کہین ہنسا دینا　　کہین رونا کہین رُلا دینا

کہین تعریف ظلم کی کرنا
وصل اُنکے خیال سے گاہے
کبھی نالون سے ہوش کہو دینا
کہین ممنون لطف بیجا کے
یا دشوخی مین بیقرار کہین
کہین تکرار کا مزا لینا
کہین توحید کا بیان کرنا
دیکھہ لینا وہ ہر کہین اُسکا
کہین تشبیہ ہے مثال کہین
کہین اوستاد ذوق کے انداز
کہین جرأت کے ڈہنگ ہین سارے
کہین انداز میر و مُومن کا
حمد مین خوش ادا بیان کہین
دین و ملت کا ہے کہین جہگڑا
کبہی بتخانہ مین چلے جانا
لب معجز نما کا حال کہین
کہین مضمون پہ ہے یقین جمن

کہین اپنی وفا کا دم بہرنا
ناامیدی وصال سے گاہے
اور کہین بیکسی سے رُو دینا
ذکر جہوٹے کہین خوشامد کے
جبر پر بھی ہے اختیار کہین
لنترانی کہین سنا دینا
غیر پر یار کا گمان کرنا
کبہی اپنے پہ بھی یقین اُسکا
عاشقانہ ہی ہین خیال کہین
طرز غالب کہین بہ راز و نیاز
کہین سودا کے رنگ ہین سارے
اور پہر خاص طرز سب سے جُدا
نعت مین گل فشان زبان کہین
مسئلہ ہے کہین تصوف کا
کبہی کعبہ مین اُسکو دیکھہ آنا
سحر چشم بتان حلال کہین
کہین تازہ ہے داغ کا گلشن

کہین فصل بہار کا ہے سمان — اور کہین جلوہ گر ہے صاف خزان
کہین وامق کے حال پر تحسین — کہین وہ ذکر الفت شیرین
کوہکن کا لکھا ہے حال کہین — پیرزن کا ہے اور جال کہین
اسطرح کی کوئی کتاب نہین — سر سے پا تک کہین جواب نہین
جتنی غزلین ہین بے مثال ہین سب — جتنے مضمون ہین مہ جمال ہین سب
جو رباعی ہے لاجواب ہے وہ — جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ
کون ہے وہ جو مدح خوان نہوا — ختم ہیچمدان پہ وصف یان نہوا
ایسا جادو زبان نہین دیکھا — یہہ زبان یہہ بیان نہین دیکھا
سیکڑون اس زبان پہ مرتے ہین — مدح مین اسکی گل کترتے ہین
کرسکے مدح جو زبان میری — اتنی تاب و توان کہان میری
لے پلاتا نہین ہے کیون ساقی — فکر تاریخ ہے ابہی باقی
لکھون جو کچھہ وہ انتخاب لکھون — اسکی تاریخ لاجواب لکھون
مینے صنعت رکھی ہے کیا ایمین — تخرجہ ہے جواب کا ایمین
۱۳ ۳۲
کسنے پایا ہے اسطرحکا دماغ — تیسرا ہے یہہ کارنامۂ داغ
۱۳۱۰

تقریظ نکتہ فہم و نکتہ سرائے بے بدل سید محمد بشارت علی صاحب دہلوی متخلص بہ جالب

کہولی ہے کسنے کاکل مشکین اے صبا — آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

حمد خدائے سخن آفرین و نعت رسول ختم المرسلین صلعم ایک دریائے بے کران ہے جسمین
بڑے بڑے شناوروں کا دم پھول جاتا ہے اور منقبت آل مکرم و مدحت اصحاب معظم
ایک وادی بے پایان ہے جہان خضر جیسا رہبر رستہ بھول جاتا ہے۔ مجھ ہیچمدان کو
کہان یارا جو گوہر مطلب کو بمدد غواص فکر تہ سے ہاتھ مین لاؤن یا جادۂ
مقصود کو برسائی عقل رہبر پاؤن۔ الحق جہان قلم بالکل عاری ہے اور
زبانون پر یہ شعر جاری ہے۔

زلاف حمد و نعت اولی است بر خاک ادب خفتن
سجود بی‌عنوان کردن درود بی‌عنوان گفتن

آج قلم کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامۂ حریری مین
پھولا نہین سماتا۔ عروس بہار بصد شان رعنائی و انداز دلربائی مسند حسن و
جمال پر جلوہ افروز ہے۔ ہر نظارگی صورت زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر
گرانمایۂ سخن کے جوہریون اور متاع زبان کے مشتریون کو وہ زہرہ جبین
مژدہ سنا رہی ہے۔ محاورہ چست پر مرنے والون اور طلیق اللسانی کے
دم بھرنے والون کے دلون کو لبھا رہی ہے۔ کہ ان ایام میمنت فرجام مین
رونق ایوان سخن ناسخ دیوانہاے کہن روشن کنندہ دل و دماغ یعنی مہتاب
داغ جو شہسوار عرصۂ سخنوری شمع محفل ہنرپروری بہار پیرائے گلشن معانی
انجمن آرائے بزم نکتہ دانی ناظم عذب البیان اُستادی جناب نواب مرزا خان
صاحب المتخلص بہ داغ دہلوی کا تیسرا دیوان بلاغت عنوان ہے چھپ کر تیار ہو گیا

دیوان کیا ہے دیباچہ کتاب الفت و لوح بیاض محبت ہے۔ قتیلان خنجر ابرو کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مرہم زخم التیام ہجوران دل افگار کے لئے مژدہ آمد دلدار یاران بادہ گسار کے واسطے شراب بے خمار عاشقان دور از حبیب کے لئے قاصد صبا رفتار۔ دوستان خوش نصیب کے واسطے آمد آمد فصل بہار۔ ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی۔ ہر غزل میں مضامین تازہ کی گل افشانی۔ ہر بیت بیت ابروے خوبان اور ہر مصرع رشک قد محبوبان۔ ہر شعر کا نرالا ڈھنگ۔ ہر بیت میں نیا رنگ۔ ہر شعر فرقت زدگان دور از یار کو تسلی بخش پیام۔ ہر بیت مقیمان کوے دلدار کو شراب مواصلت کا جام۔ ہر فرد لطافت مضمون میں طاق۔ ہر شعر نزاکت میں شہرۂ آفاق۔ شوخی اس انداز سے جھلک دکہاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمان معنی رس کی جان جاتی ہے۔ جسنے کوئی مصرع سنا سر دُہنا خصوصًا عاشقان دل از دست دادہ کی تو جان ہے غزل کی غزل ورد زبان ہے ایک طرف بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے۔ دوسری طرف سلاست زبان تڑپاتی ہے۔ کلام کیا عنبر بار ہے جسنے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کر دیا ہے شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ و مہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بہر دیا ہے۔ اعجاز کہوں تو بجا ہے سحر سامری لکہوں تو روا۔ مخمس کسیکے پنجہ حنائی سے بہی زیادہ روشن۔ مسدس ہر صنف آرایش سے مزین۔ قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک ہفتمین پر ٹکراتا ہے ۔ ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو بجائے خود ایک عنصر بناتا ہے ۔ غرض اِس صاحبِ کمال نے قلم توڑ دیئے ادنے ادنے شاگرد صاحبِ دیوان کر کے چھوڑ دیئے ۔ بھلا جب ایسا کلام فصاحت مرام ہو تو کیون نہ خریدارون کا اژدحام ہو ۔ الٰہی جب تک بلبل کی زبان پر نالہ و آہ ہے ۔ ہم شاگردون کے سر پر سایۂ اوستادِ عطوفت پناہ رہے ۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد فقط

تقریظ از نتائج افکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی طوسی شاگرد جناب مصنف مطلع الاحوال مقیم قصبہ بہیری ضلع بمبئی۔

بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر

افدستا سے گرامی نامہ مہتاب داغ کہ از نسیم نامی فرجیشوران فرجیشور فرآباد دانش پژوہ کہن ہستور زبان اردو جہان جہان اوستادیش را خستو کالبد سخنوری را روشن روان ۔ نغمہ آموز ہزاران گلستان ہندوستان کیوان ایوان روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش را ایزد برتر روز افزون گرداناد

از ننگ شاگردانش سید جلال عظیم آبادی

سرنامہ چون خامہ سر مے کنم
ستایش بداداور مے کنم
خدائیکہ مہتاب را تاب داد
بسیمین ایاغ آن مے ناب داد

نمایان یکی داغ بر روی او / که باشد ورا بنده نیکخو
بلند آسمان برین جای او / یکی گردگان گرد پهنای او
نه این داغ تنها گزین خداست / همانا که مهر نگین خداست
بگل ترقوشش باغ باغ آمدست / دل اهل دل داغ داغ آمدست
تو گوئی دل ماه تابان شده / زخیبر بجا ور نمایان شده
ازو آسمان راست آرایشی / وزو این جهان راست آسایشی
چراغی برافروخت بر آسمان / فروغش فروزنده روی جهان
خدا را که همتا و مانا بود / بسا بود و نیها توانا بود
اگر مهر و ماه است گیتی فروز / یکی را شب آمد یکی راست روز
دو روی و دو سوی است هنگام را / یکی بهر چالش یک آرام را
ز کیوان و برجیس و بهرام و تیر / ز ناهید زیبنده چرخ پیر
ز فرنوش و ارنوش و چار آخشیج / ز تری و خشکی و کوه و خلیج
دگر هرچه از نیستی هست شد / بفرمان او بر تر و پست شد
بد و نیک پیهم ازو آمدست / اگرچه بد از نکو آمدست
ستایشگرش نیک جان فرخ است / نیایشگرش هر دل روشن است
زهی آن گزین جهان آفرین / فرستاده از آسمان بر زمین
هر آن کس بنزد خدا بهتر است / ز پیغمبر هاشمی کهتر است

خهی ماه تابندهٔ برزمین | که خاکش ببوسد سپهر برین
زمین خاک پازیست خردیش را | نهم چرخ جای بزرگیش را
چه او راستائی توای خودستای | بدشوار راهی منه پیش پای
تو موسی نهٔ ہے که باهوش باش | زبانت بگیرند خاموش باش
پراگنده شد پیچ دستارها | ز پرکار افتاد پرکارها
درود از خداوند گیهان برش | بود فرّهٔ ایزدی بر سرش
بیاران و بر پیروان سترگ | بر آن نامبردار تخم بزرگ
بمانا و آن سایهٔ پایدار | که پیغمبر ازرا بُد از کردگار
تماشای خوابیده ره دلکش است | شب ماه شبدیز راندن خوش است
کشایم زبان را برنگ نوی | دری اندرین گونه پهلوی
بہ بخشم جهان را هم از پنج گنج | که شادی گدار است شهراست رنج
بیا ای بت ماه پیکر بیا | که از رنج و اندوه گردم رها
چمانی بیا ساده پرکار من | به پهلوی من آی و شو یار من
یکی بلبلی از می ارغوان | بده تا دل پیر گردد جوان
چو بینم می و ماهوش را بکام | نخستین خورم پس بپیش تر جام
چو پیچم بدست تو ساغر خورم | ز سوز کیان و کی بیاد آورم
سیه مستیم دور دارد ز رنج | یک آسایم اندر سرای سپنج

تراشیده‌ام خامه از مشک بید ‌‌ ‌ نویدے بامید واران نوید
زخوبان هندی و ترکان چین ‌ ‌ ز دوشیزهٔ وریدک نازنین
ز بالابلندان افغانیان ‌ ‌ زخوشر و جوانانِ ایرانیان
ز نازک نهالان باغِ فرنگ ‌ ‌ ز رومی پریزادگان شوخ و شنگ
هم از سرو سیمینه شیرازیان ‌ ‌ زخُلّخ ز کشمیر و از تازیان
کنون نام بُردن ز بی آگهی است ‌ ‌ دگر نه دو چشمان زبینش تهی است
نماند ز باغ جهان با بهشت ‌ ‌ نگه کرده باید بدین خوب و زشت
که مهتاب داغست مینو سرشت ‌ ‌ هما نا جهان زاست خُرّم بهشت
بهشت اندرون کاخهای بلند ‌ ‌ که از گرم و سردش نیاید گزند
سراسر همه رنگ و بوے و نگار ‌ ‌ پرستار مهر و هزاران هزار
بگردا ندرش باغها پُر بهار ‌ ‌ زگلبن هزاران بر آن صد هزار
خیابان خیابان گل و یاسمن ‌ ‌ چمن در چمن لاله و نسترن
خزان اندرین باغ ننهاده پی ‌ ‌ که اُردی بهشت است اینجا نه دی
شگفته هوا بشگفاند همے ‌ ‌ ز هر رنگ گلها دماند همے
بهر سو ز جوے مَے و انگبین ‌ ‌ لبالب بدستِ بتان ساتگین
نه در رُوز تابش نه شب تیرگی ‌ ‌ خرد چشم پوشیده از خیرگی
کسے را که هست اخترِ ارجمند ‌ ‌ نه وا ژونه اختر نه بختِ نژند

نبرد کو تماشاے مینو کند	وزان پس به دیدارِ شان خو کند
چه خوش گفت گوینده در رزم سوی	جهانی نیرزد به یک موے حور
جهان این پری را خریدار شد	چه گویم چنان گرم بازار شد
فرو هشته گیسوے او از سرست	سراپاش مشکین پرند اندرست
سفیدست گردن چو دندانِ پیل	نمایان یکی فرسخی از دو میل
به پیشانیش ماه را بوسه گاه	گدارا کند بوسه اش بادشاه
ز رم ابروانش که پیوسته اند	تو گوئی دو خنجر بیک دسته اند
چه مژگان سنانها بر افراشته	هژبران از و روے برگاشته
سیاهان خوبی دو چشمِ سیاه	ستاره بریزد به تیز نگاه
زبینی دو بالاست خود بینیش	ازین رو نگوید کسے چینیش
چنان گوشش از آویزهٔ گوش او	همی ریزد اختر تا بگوشش او
رخانش تر و تازه چون لاله زار	لبانش شگفته گل اندر بهار
دهانش یکی جامِ پرگوهرست	هم از شاخ طوبی زبان کیسرست
زنخدان چو خوش رنگ سیب بهشت	گلویش خوش آواز ایزد سرشت
چگویم بر و بازوے و دوشِ او	جوانی زند جوشش آغوش او
نگارین هم آن پنجهٔ نازنین	خوش آینده گلدستهٔ فرودین
دو پایش بچشم و دلِ دوستان	نماید چو سرو اندرون بوستان

چو نخل بهشتی ست بالای او — ز بالا بلندان نه همتای او
چنانش جهان آفرین آفرید — که کس در جهان هیچ نشنید و دید
بکارش بسا سال پرداختند — سراپا ز ناز و ادا ساختند
خوش آنانکه یوسف بزر میخرند — خرنده بجان و بسر می خرند
گداز دل و سوز و ساز منش — بصد سوگواری سر سرزنش
ابا سوگوارش خوش آینده تر — که مهرش همانا ست پاینده تر
یکی مژده آوردم از بوستان — برآمد امید دل دوستان
که این نامهٔ نامبردار گنج — فراهم نموده به بسیار رنج
ز پرکار استاد مرد کهن — سرانجام شد کار این انجمن
زباندان آسیم روشن روان — بهین پیشوای سخن پروران
بهوش آورد پیکر هوش را — ز کرسان دهد آگهی گوش را
خدایش که چالاک و چست آفرید — ز هوش نخستین نخست آفرید
که هستور اردو زبان آمدست — زمینش بلند آسمان آمدست
بخوانند نواب مرزا ورا — بر رای دشوار اندیشه را
سخنور بخوانند استاد داغ — دماغ خرد را بدانش چراغ
خدا ارجمندش چنان آفرید — نگون شد سرش هر که زو سر کشید
هم از تخمهٔ مرزبان زاده ایست — جوانمرد و خوشخوی و آزاده ایست

نژادش پدر بر پدر نامدار / نهادش بخوبی خداوندگار
به گیتی ز نام ونشان روشن ست / تهمتن تن ست و بدل بهمن ست
ز شیوا بیانی بدفتر گذاشت / نداید هر نه جید هر نه تید هر بدشت
که از بیم دریاے کولاک زن / گریزد با بر اندرون کرگدن
بمردی نگاور برانگیخته / که از ریخته سنگ ره ریخته
جهانے ز خاشاک و خس سوخته / چراغ دلے را برافروخته
چه گل گل شگفت ست گلشن ازو / وزو آرزوے دلِ آرزو
ازو میرزا میرزائی بماند / که در نامه اش دلکشائی بماند
وزو میرزا دست فرزانگی / وگرنه چه بودے بدیوانگی
ازو نام مظهر هویدا شدست / وزو در دریا نام پیدا شدست
هم او نازشش خاندان نصیر / هم او در روشش شاه اُستاد پیر
چو دیدش سخن راست و هم چو / بنازید خاقان هندی بدو
چو گلبرگها داغش که بُد شهزاد / سخن باغ باغ اندرو پُربهار
بتاراج رفت ست ز آشوب هند / نشانش نه پیدا به بنگال و سند
دریغا که سرمایهٔ نازِ ذوق / نهان شد چنان گشت انباز ذوق
از آن پس بگفت ست گلزار داغ / که راهِ سخن راست روشن چراغ
دگر آفتابست با داغ نام / که خورشید رخشنده او را غلام

چو فیروز داغ آمد از کلک او　　شد از نالهٔ بلبلان رنگ و بو
کنون این مه آسمان جایگاه　　کلاهش ز خورشید و تختش ز ماه
بگردند گردون بگرد سرش　　درخشنده اختر ببر اندرش
خدایش نگهدارد از چشم بد　　پناهش ز دادار یزدان رسد
درین نامه گوئی روان گردهاست　　که این جشن آباد و مینو فزاست
بد افرنجه و جرمنش خواستار　　گرو دانش آموز شد هر دیار
زهی اوستاد سخن آفرین　　نگارش بود رشک ارژنگ چین
بهر رنگ هستو رنگ آمدست　　کجا زهر دندانش سنگ آمدست
به اختر اگرسے خرد چرخ پیر　　بسر پایش دشت ناکرده گیر
چو شاگرد شد شهریار دکن　　یکے چشم بکشا بکار دکن
که از خانه پروردگان بنگرش　　گشاده زبان از دو زیر سرانش
که این تا چه شاه است و استاد شاه　　اگرچند باشند با فر و جاه
در آن آتش رشک بنشسته‌اند　　دهان دریده نه مید و خسته‌اند
بصد گرپزی دیده ها دوختن　　یکے آتش فتنه افروختن
چو پیچید ز نیکو نه شد روزگار　　برآمد از ان روسیاهان دمار
درآمد به بخشایش بے نیاز　　نیایش کنان سرکش سرفراز
همه سرکشان تا خمیده بسر　　ستایش کنان دست بر سینه بر

ز ناگفتنیها بیک سو شدند — بنادانی خویش خستو شدند
از آن لیک مشتی فرومایگان — پدر بر پدر خوار و کم پایگان
ز بد دست هر چند بر داشتند — نهالی ازین دست بر کاشتند
دم عیسوی را شمارند باد — دل مردهٔ خویش را زنده باد
ازین روست کز سفلی روزگار — فتادند در پنجهٔ گیرودار
بزرگی و بدهر کرا کردگار — نکوهندهٔ او بود خوار و زار
چه خوش گفت آموزگار این سخن — بجای بزرگان دلیری مکن
بزرگی سراسر بود داد او — هم او داور و آباد و بر باد او
زهی داغ چرخ برین جای او — دل ماه تابان ته پای او
بهرّای آوازهٔ کوس او — همین چرخ باشد زمین بوس او
بدان اندر فرهی رانده اند — بسا گوز بر گنبد افشانده اند
به بد گفتن چند بدگوهران — کجا بد شود نام نام آوران
ستایش سگانرا بود همچنان — که سگ پاک گردد از گازران
نه سگ را توان گفت انبار شیر — که قالین نبافند از پشم کیر
به تندر نماناست بانگ جرس — چه خفته چه بیدار گیر مگس
چه ماند به آذرگشسپ اخگری — خر لنگ و شبدیز چالشگری
یکی بی هنر کودکی خورد سال — چه داند که استاد سیّد جلال

که باشد کرامست و آن مرد کیست | چه دارد هنر پایگاهش ز چیست
شگفتی نباشد بغوغای سگ | دلیران ما را نجنبید رگ
که ما شیر مردان یزدان پرست | بخون پلیدان نشوییم دست
نوازیدن کهتران خوی ما | چو گلها شگفته بود روی ما
بما هرچه آید همانا ز ماست | مبادا سر ما بدانند پاست
چه خوش گفت فردوسی رازین | خداوند دانش خدای سخن
سر ناسزایان برافراشتن | وز ایشان امید بهی داشتن
سر رشتهٔ خویش گم کردن است | بجیب اندرون مار پروردن است
درختی که تلخ است وی را سرشت | گرش در نشانی بباغ بهشت
ور از جوی خلدش بهنگام آب | به بیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سر انجام گوهر بکار آورد | همان میوهٔ تلخ بار آورد
بعنبر فروشان اگر بگذری | شود جامهٔ تو همه عنبری
وگر تو شوی نزد انگشت گر | ازو جز سیاهی نیابی دگر
ز بد گوهران بد نباشد عجب | نشاید ستردن سیاهی ز شب
بناپاک زاده مدارید امید | که زنگی بشستن نگردد سفید
ز بد اصل چشم بهی داشتن | بود خاک در دیده انباشتن
به ایزد کنون خاکساری کنیم | سر انجام ازو خواستگاری کنیم

خدایا نکوئے وہا داورا | پناہندۀ و مہترا یاورا
سرانجام بہہ بادا این نامہ را | مبادا آنکو ہش بود خامہ را
دہد ماہ را داغ مہتاب داغ | خوشش آئینہ گرد چو زرین ایاغ
نگارندۀ گونہ گونہ نگار | بود تا بود مہر و مہ برقرار
بنام آوری و زبان آوری | بسر روز گیہان پئے داوری
جہان داورا مر ستائیش سزاست | کہ بندگران را کشائیش سزاست
مرا پاک کردی ز نا خواندگی | توانا نمودی ز وا ماندگی
بہ ہیچ ارگیہا نیائیش کنم | بہنگام شادی ستائیش کنم
ہمیدون کہ خشت ست بالین من | ز خار و ز خاشاک قالین من
خرد را سوے تیرگی راہ شد | ازین و ازان دست کوتاہ شد
پریشان دماغ و پراگندہ دل | فرو ماندہ یکبارہ پایم بگل
دریغ این برو بازوی چندری | دریغا دریغا ز والا سری
کجا آن ہمہ ناز و آزادگی | خداوندی و مرزبان زادگی
اگر خود ظہوری بباشم چہ سود | ہم اورا نگویند بود انچہ بود
پریشان گہرہا نیارست سفت | نگر انچہ استاد دیرینہ گفت
سخن گفتن و بکر جان سفتن است | نہ ہر کس سزای سخن گفتن است
نگہدار آہنگ سید جلال | خدا را تو یارست چندین مثال

زانجامش سال و سال شمار	شمردم باندیشۂ روزگار
سر انجام نامہ درین سال بد	مہ چار دہ چند ہر ہفت شد
	سنہ ۱۳۰۹ ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر میرزا محمد مشرف یار خان صاحب متخلص بہ (شرف)
از عمایدِ ریاست جاورہ شاگرد حضرت داغ مدظلہم

یہہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہین

اسوقت مین اپنے نامی گرامی استاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا چاہتا ہون ۔ میرا پہلا فرض یہہ ہوگا کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب کہکر اپنا اطمینان نہ کرلون بلکہ ایک ایسی تصویر کھینچون جو اپنا ظاہری اور باطنی جوبن ایک ہی جلوے مین دکھادے ۔

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے ۔ اسکی ہر عالیشان ۔ اسکی شاندار الماریونکا سجا ہوا قیمتی سامان ۔ درد ۔ عشق ۔ سوز ۔ عبرت ۔ معاملہ ۔ زبان اور اسکے بے انتہا سڈول سانچے ۔ غزل ۔ قطعہ ۔ رباعی ۔ مسدس وغیرہ دل پر ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہین ۔ اونچی اونچی میزون کے اچھے اچھے سامان اسلئے مکلف غلافون سے ڈھک دیئے گئے ہین کہ انکی حسرت دیدار

خریدار کو آگے قدم نہ بڑھانے دے۔ الماریون کے دروازے کھولکر دیکھیے ؎
گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی اُسکی ادا کہ وہ پردہ اُٹھا کے آنے کی
تو ہر شئی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کھینچ لیتی ہے اور دیکھنے
والی کی آنکھہ کا یہہ نقشہ ہے کہ اُسی حد مین ایک عرصہ تک چکر کھانے مین
دریا کا بہنور بنجاتی ہے شرف ؎
پہرا کرتی ہین حلقہ مین شب و روز مری آنکھین مسافر ہین وطن مین
لیکن ابتک یہہ امر تنقیح طلب ہے یعنی ہنوز کامل طور پر اس امر کی تشریح
نہین ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلئے دوبارہ مین مہتاب داغ
کو کسی اولی العظم بادشاہی ہیر کا خوشنما گلدستہ قرار دیتا ہون اور یہہ کہنے
کی قدرت رکہتا ہون کہ کوئی مسکرانے والا غنچہ ایسا نہین جو اس مین نہو
اور نہ کوئی ہنسنے والا پہول ایسا جو اس سے باہر ہو حقیقت مین ہر پہول کی
قدر اُسی مالی کو ہے جسنے اسے تیار کیا یا اُس ذیجاہ کو جسکے لئے تیار کیا
گیا مصرع ہے ؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری گو مگر مین جسقدر
خیال کرتا ہون تو میرے اُستاد مدظلہم کی بانکین تصنیف اپنے دلچسپ مضمون
دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد مین مجہہ سے وہ لفظ مانگتی ہے
جو میرے پاس موجود نہین اور نہ شاید آیندہ مین مہیا کر سکون القصہ
اس امر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان مین آجتک کسی کتاب

کو ایسا فروغ نہوا سچ ہے! سچ ہے!! سچ ہے!!!
الحمد للہ کہ یہہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشون سے آجکل زیر طبع ہے
اور عنقریب ہمارے گلون کی حمائل بننے والا ہے آخر مین بارگاہ صمدی
مین یہہ دعا ہے کہ اس یگانۂ روزگار کو عمر خضر عطا فرماے اور تہوڑے
ہی زمانہ مین ہم پہر سنین کہ حضرت داغ مدظلہم کا چوتہا دیوان جلوہ آرا
جہان ہونے والا ہے فقط

اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ ہندوستان مین دہوم ہماری زبان کی ہے

تقریظ از جناب عالم باعمل فاضل اکمل مجمع علوم معقول و منقول منبع فروع و اصول ماہر فن مولوی منشی ابو الجمیل محمد عبد الجلیل صاحب شفقۃ بہگوانپوری مظفرپوری ضلع ترہت

جہان مثل زلیخا مشتری تہا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

اللہ اللہ کیا کلام فرحت التیام ہے جو منتخب ولاجواب لاکلام ہے سبحان اللہ
دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعر بے نظیر ہر ایک غزل دلپذیر
ہر قطعہ خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش چست عبارت
صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند سراپا آمد آورد ندارد۔

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہین نعرۂ عاشقانہ ہے۔
کہین شیشۂ مستانہ ہے کہین آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
کہین غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈہنگ ہے۔ کہین میر تقی میرزا
و میر درد کا انداز کہین مومن و آباد و میر حسن و رند کا پرداز
ہر فرد بشر قطعۂ زمین پر مسرور ہے اس بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
ہر مصرع بادۂ سخن کی ایک بوتل ہے جسنے ایک جام پیا وہین مست و بیخود
ہوا جو اس سے محروم رہا ہمیشہ کف حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہو
یہہ اُس شاعر عالی شان بلیغ البیان حضرت داغ دہلوی کا کلام بلاغت نظام
ہے جسکی اطراف عالم مین دہوم دہام ہے آج کون ہے جو آپکے کمالات
شاعری سے واقف نہین اور سوسن وار ہزار زبانسے آپ کے فصاحت و بلاغت
کا واصف نہین حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعر و سخن ہوا
بفضلہ اس فن مین ید طولی حاصل کیا کبہی فکر شعر و سخن مین دقت نہ پڑی
اِدہر احباب کی باتون پر کان اُدہر مضمون رنگین کا دہیان اِدہر باتون کا جواب
اُدہر شعر لاجواب غرض دیوان اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی کہ چہپکر
ہدیۂ ناظرین ہوا اب یہہ تیسرا دیوان ہے فعززنا بثالث جسکا زیب عنوان
ہے کہان ہین مشتاقان زلیخا نگاہ اِدہر تشریف لائین عزیز مصر شاعری کی
گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شش جہت مین غلغلۂ شادمانی بلند ہے اس

نوید سے ہر اہل دل خرسند ہے المختصر اس شاہد ہوش ربا کی تعریف خداوندان سخن سے محال ہے مجھ ایسی کج مج زبانون کی تو کیا مجال ہے سچ ہے کہان حضرت **داغ** کی آتش زبانی کہان شیفتۂ دلخستہ کی آشفتہ بیانی لہذا اب مین قطع کلام کرتا ہون اور اس قطعۂ تاریخ پر اختتام —

تقریظ نتیجۂ طبع عالی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز سکندرپوری نائب صوبہ دار صوبۂ شمالی ممالک محروسہ سرکار عالی گورنمنٹ نظام دکن

ز ہر سو خورد در گوشم من آواز — کہ داغ از نغمۂ نو گشت دمساز
بحرفے دفتر معنی کشادہ — فصاحت را صلائے عام دادہ
چو این مژدہ ز ہر سو در شنفتم — چو گل در گلشن معنی شگفتم
بدل گفتم بلے او نکتہ سازیست — کہ در طبع معنی نیز رازیست
ازو یا شد مضامین را بلندی — وزو قدر سخن را ارجمندی
غزل را از سر نو تازگی داد — فصاحت را بلند آوازگی داد
ز طرز دیگران تا دل بپرداخت — سخن را از نوی سامان نو ساخت
ز طرز نو کہ آراید سخن را — نیاراید کسے روئے چمن را
نگہ از نکتہ اش ہنگام دیدن — سپند آسا کند شوق طپیدن
سلامت گوہر آمائی بیانش — فصاحت نکتہ پیرائی زبانش

حلاوت از مضامینش عسل جوش
صفائی از کلامش مه در آغوش

بهار آیینه دار گلشن او
تجلی محو راز روشن او

حدیث هجر معشوق ار نگارد
بزاهد حرف او شمشیر بارد

ز بیتابی چو میگردد سخن ساز
کند از شرم رنگ برق پرواز

اگر از یاس گردد نکته پرداز
درآید شکل نومیدی بپرواز

ز وصل یار چون گردد سخن ساز
پری آید به پیشش جلوه پرداز

ز راز عشق چون لب را گشوده
کلامش عشوهٔ شاهد نموده

غلط گفتم بمعشوقان طناز
بیاموزد بیانش عشوه و ناز

نزاکت از کلامش تا وزیده
عرق سان رنگ روی گل چکیده

ز عشق و عاشقی افسانه دارد
همه تقریر مشتاقانه دارد

دمی کو بی خبر از عشق بازیست
ز حرف او بدلها سحر سازیست

بعشاق از بیانش بیقراری
بدلها از کلامش دلفگاری

همانا عشق زاید از بیانش
تو گوئی درد خیزد از زبانش

کلامش چون چراغ آتش فشانست
پسند خاطر گل پیکرانست

کجا عاجز که فکر ناقص او
نگردد از کمالاتش سخنگو

نه پنداری که این معنی طرازیست
بلند از پیش تو افسانه سازیست

نباشد تا بدل داغی چو مهتاب
نیاید بر زبان مضمون نایاب

بسازم بر دعا انجام تقریظ	بدو شاید مگر فرجام تقریظ
بگردون تا بود مہتاب روشن	بود اسرار پاکت لمعہ افگن
نماند در جہان تا داغ مہتاب	نماند چشمۂ فیضت پر از آب

تقریظ از نتیجۂ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خانصاحب متخلص بہ فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف

شب ہجوم یاس میں بیٹھا تھا میں	چھا گئی غفلت سی مجھپر ناگہاں
جسنے دیکھا جسطرف بھر کر نظر	ہو گئی ہر چیز آنکھوں سے نہاں
رنج و غم کی رو سے چرخ پیر پر	چارسو چھائی ہوئی تھیں بدلیاں
عالم ہو ہر طرف آیا نظر	گھر ہی کیا سنسان تھا سارا جہاں
شب تھی یا قہر خداوند قدیر	رات تھی وہ یا بلائے ناگہاں
میں تھا اور میرا دل ناشاد تھا	اور درد و غم تھے اسمیں میہماں
خرمن ہستی میں لگجاتی تھی آگ	جب چمکتی تھیں فلک پر بجلیاں
میرا عشرتخانہ جلانے کیلئے	آگ برسانے لگا تھا آسمان
دیکھکر عالم شب تاریک کا	رک گئی تھی خوف سے عمر رواں
تھا اندھیرا گھپ کچھ ایسا وہیں	چھپ گئیں آنکھوں میں چھپ کر پتلیاں
چلتے چلتے تھم گئی باد صبا	بہتے بہتے رک گئی تھیں ندیاں

رک گئے تھے دور سے لیل و نہار ‌ ‌ ‌ تھم گئے تھے چلتے چلتے آسمان
اُڑ گئے تھے دل سے میرے دفعۃً ‌ ‌ ‌ صبر و ہوش و طاقت و تاب و توان
کیا کہون طبعِ حزین کا حالِ زار ‌ ‌ ‌ کیا سناؤن دردِ دل کی داستان
بڑھ گئی تھی ناتوانی اسقدر ‌ ‌ ‌ کر نہین سکتا تھا مین آہ و فغان
شور برپا تھا تنِ مجروح مین ‌ ‌ ‌ دل سے آتی تھی صدائے الامان
بسترِ غم پر پڑا تھا مین ملول ‌ ‌ ‌ دل شکستہ خستہ خاطر نیم جان
تھا غم و اندوہ کا مجھپر ہجوم ‌ ‌ ‌ اور مین ناچار بیکس ناتوان
ناگہان آہٹ سی آئی کان مین ‌ ‌ ‌ آتے دیکھا اپنی جانب اک جوان
مینے دی تعظیم پوچھا اُسکا نام ‌ ‌ ‌ بولا وہ مین ہون خیالِ شاعران
اسلیے آیا ہون تیرے پاس آج ‌ ‌ ‌ کان رکھکر سُن ذرا میرا بیان
حضرت داغ سخنور نکتہ دان ‌ ‌ ‌ جنکا سُلطانِ دکن دام اقبالہ ہے قدردان
تیسرا دیوان انکا چھپ گیا ‌ ‌ ‌ اور طاری تجھپہ ہے خوابِ گران
کیا نہین کچھ تجھپہ اُستادی کا حق ‌ ‌ ‌ پوچھنے آیا ہون یہہ تجھسے یہان
ہے اگر کچھ پاس شاگردی تجھے ‌ ‌ ‌ چاہیے اسوقت تو ہو مدح خوان
سُنتے ہی اس مژدۂ جان بخش کو ‌ ‌ ‌ کھل گئی میری طبیعت غنچہ سان
ہو گئے کافور سارے درد و غم ‌ ‌ ‌ ہو گیا آنکھون سے وہ عالم نہان
گدگدی سی دل مین کچھ ہونے لگی ‌ ‌ ‌ سینے مین کرنے لگا دل شوخیان

خاطرِ افسردہ مین آئی بہار — طبعِ رنگین نے دکہائین تیزیان
پہر اُٹہایا مینے کلکِ دُرفشان — یون ہوا تعریف مین رطبُ اللسان
خلق کہتی ہے تجہے معجز بیان — تو ہے بیشک بلبلِ ہندوستان
تجہکو کہیئے انتخابِ روزگار — تجہکو کہیئے رونقِ بزمِ جہان
تجہکو کہیئے شمعِ بزمِ کائنات — تجہکو کہیئے تاجِ فرقِ شاعران
تجہکو معشوقون کا کہیئے دلنشین — تجہکو کہیئے سرگروہِ عاشقان
ذہن ہے یا شاہدِ گُل پیرہن — ہے طبیعت یا بہارِ بوستان
ذات تیری ہے مجسّم لطف و خلق — مہر پرور مہر گُستر مہربان
نام لیتے ہین ترا تعظیم سے — اہلِ فن اہلِ سخن اہلِ زبان
جانتے ہین تجہکو اپنا پیشوا — اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ بیان
آج تجہسا شاعرون مین کون ہے — نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ دان
تجہسے خالق نے کہان پیدا کیے — تیز فہم و تیز طبع و تر زبان
سنتے ہی جی اُٹہتے ہین تیرا کلام — نیم بسمل نیم کشتہ نیم جان
شاعرانِ دہر کہتے ہین تجہے — خوش مزاج و خوش زبان و خوش بیان
لاکہہ چکر کہائین یہہ لیل و نہار — گردشین لاکہون کرے یہہ آسمان
دوسرا پیدا نہو تجہسا دہر مین — یہہ توقع اب زمانے سے کہان
تجہسے خوش اخلاق ہین اب ناپدید — تجہسے خوش اوصاف ہین پیدا کہان

مین سمجھتا ہون تجھے جان سخن
تو ہے فن شعر کی روحِ روان

جب سنے تیرے مضامین گرم گرم
سوزنی کے دلسے ہی اُٹھے دھوان

زلف و رخ کے تو نے جب مضمون لکھے
سنبل و گل کی اُڑائین دہجیان

جب سنی تیری زبان سے اپنی مدح
اور بل کرنے لگی زلفِ بتان

شاعرون نے جب سنی تیری غزل
رکھی انگشتِ حیرت در دہان

آجکل ایسی زبان کسکو ملی
ایسا پایا ہے کسینے کب بیان

کچھ اکیلا مدح خوان مین ہی نہین
اک زمانہ ہے مرا ہمداستان

عرشی و فرشی ترے مداح ہین
تجھپہ نازان ہین زمین و آسمان

تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال
ہو ترا بدخواہ مطعونِ جہان

تیری ہر آفت ترے اعدا کے سر
ہر بلا تیری نصیبِ دشمنان

تیرے اعدا کو ترے حُسّاد کو
کہتی ہے تقدیر خاکش در دہان

تیرا حافظ ہے خداوندِ قدیر
تیرا حامی ہے شفیعِ عاصیان

کیا کرے تعریف فیروز حزین
کیا کہے آگے زبانِ بے زبان

طبع دیوان کی خبر جسدم سنی
جوش مین آئی مری طبعِ روان

عیسوی ہجری یہہ دو مصرع وہین
ذہن مین اسطرح آئے ناگہان

ماہتابِ داغ ہے رنگین چمن
ہے کلام داغ ماہِ آسمان

۱۸۹۲ع
۱۳۰۹ھ

تقریظ از نتائج افکار محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

شہرت ہوئی جہان مین مہتاب داغ کی	گہر گہر ہے روشنی اسی روشن چراغ کی

اللہ جلشانہٗ کی حمد کا تبرکاً لکہنا اتنا ہی کافی ہے کہ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تیمناً تحریر کرنا اسیقدر بس ہے کہ اُنہون نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔

آل و اصحاب رحمت اللہ علیہم اجمعین کے محامد اور انسان کی زبان کجا زمین کجا آسمان حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اِسکی تقریظ لکہنے کا ارمان۔ اور مجہہ سا کس مپرس و ہیچمدان۔ یہہ بہی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہین سخن آرائیکا خیال ہے۔ واقعی ہرکس بخیال خویش خبطے دارد۔ کی مثال میرے حسب حال ہے ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکہنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے نزدیک اِسکو بہی لڑکون کا کہیل سمجہا ہے۔ دو حرف لکہنے پڑہنے کیا آگئے ہین۔ کہ زمین و آسمان سر پر اُٹہالیا ہے ع دون کی لے رہے ہین یارون مین ٭ ہم بہی ہین پانچون سوارون مین ٭ دراصل مطلب کچہہ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا یہہ ایک نیا طور ہے۔ کہ اِس نامور تصنیف کے ساتہہ اپنی تقریظ لگا دی۔ منت کے پیرایہ مین اپنی فضیلت جتا دی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہوکر

سارے جہان مین اشاعت پائی۔ ہلدی لگی نہ پھٹکری مفت کی شہرت ہمارے حصے مین آئی۔ اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہین۔ اگرچہ الف کے نام بے نہین جانتے اور مطلق جاہل ہین۔ میری تحریر بالکل نئی ہے۔ میرے سمجھانے سے سمجھہ مین آگئی ہے ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تہا۔ کیونکہ اک مدتکا پوشیدہ اسرار تہا۔ منصفی شرط ہے۔ آپ حضرات کو ہزارہا تقریظین دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ لیکن اس بات کا سمجھہ مین آنا درکنار بلکہ ایسا خیال بہی دلمین کبہی نہ گذرا ہوگا۔ یہہ ہمین ہین جو ایسی باتین مفت مین بتا دیتے ہین۔ کوئی مانے یا نمانے مفت کا احسان جتا دیتے ہین۔ کیون نہ کہیے گا کیسا سچا ڈہکوسلا بنایا ہے۔ اور تقریظ لکہنے کا منشا کیسا صاف صاف سمجہایا ہے۔ ورنہ آپ غور فرمائیے کہ اس لاجواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے۔ جسکے مصنف کو تمام دنیانے استاد مان رکہا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اسوقت کوئی ایسا سخنور ہندوستان مین کیا تمام جہان مین نہین کہ جو حضرت داغ کو نہ جانتا ہو۔ ایک کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک مین نہین ہے۔ جو انکو استاد نہ مانتا ہو۔ چاردانگ عالم نظم مین کوس لِمَنِ الْمُلْكُ کا ڈنکا بجایا ہے۔ اور اپنے لاجواب کلام سے ملک الشعرا ہونیکا سکہ جمایا ہے۔ بڑے بڑے رئیسان باوقار کے یہہ فن شاعری مین مشیر ہین۔ یون سمجہہ لیجیے کہ اُنکے قلمرو سخن کے بہی وزیر ہین۔ عجب بات ہے کہ مملکت

سخن کے کہین یہہ وزیر ہین کہین یہہ پادشاہ ہین - کیا تماشا ہے کہ آپ
کسی جگہہ پناہِ سخن اور کسی جگہہ سخن پناہ ہین - کشورستانِ سخن کا کلی خودمختاری
انتظام اِنکے ہات ہے - اِنکے نزدیک کسیکو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی بات
ہے - اِنکی طبیعت کی روانی سے بحرِ سخن کی وہ روانی ہے کہ جسکے آگے بڑے
سے بڑا دریا پانی پانی ہے - زورقِ کلام کے یہہ خدا نہیں مگر ناخدا ضرور ہین
کہ ڈوبتے کا بیڑا پار لگا دیتے ہین دور دور مشہور ہین - قطرے کو دریا بنا دینا
انکے اعجازِ بیانی کے آگے ایک ادنیٰ بات ہے - اِسکو اگر آپ باعتبار انکے
رسول نہونے کے معجزہ نہ کہین بارے کرامات ہے - اِسمین دلیل کی کچھہ حاجت
نہین - کیونکہ کشورِ معانی مین انکے سوا کوئی صاحبِ ولایت نہین - اِنکے بیانیے
اُردو زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو ادنیٰ بنا دیا ہے
اللہ رے اعجازِ زبان دانی کہ نظم مین اور یہہ سلیس بیانی - جو محاورے روزمرہ
انکی نظم مین موجود ہین دوسرون کی مختصر سے مختصر نثر مین مفقود ہین -
اور کیونکر نہون - یہہ زبان کوئی کہان سے لائے - ہیکڑی سے کسطرح کوئی
اہلِ زبان بنجائے - آخر یہہ دلی کی زبان ہے جہانکا ہر شخص جادوبیان ہے
یہہ بول چال کچھہ ہنسی کہیل نہین - جو یونہین آجائے - یا سُنی سُنائی دو چار
باتین یاد کرنے سے کام نکل آئے - اِسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے - یون
آدہا تیتر آدہا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے - جناب مصنف نے اِسی

دیوان مین کیا خوب فرمایا ہے - گویا واقعی بات کا نقشہ کہینچا ہے ــ ۵

نہین کہیل ای داغ یارون سے کہدو	کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

اب مجہہ مین زیادہ لکہنے کی طاقت نہین - لمبی چوڑی عبارت لکہنے کی لیاقت نہین - اسلئے یہہ چند سطرین لکہکر مُصنف مدظلہ العالی کی خدمت مین پیش کی ہین - توبہ توبہ پیش کرنا کیسا نذر دین ہین - اگر یہہ نذر قبول ہو میرے دل کا مدعا حصول ہو - رب العالمین مصنف مدظلہ العالی کو بادولت واقبال وعمر طبیعی قایم ودایم تا روز قیامت رکہے - آمین ثم آمین فقط

تقریظ نتیجہ افکار پُربہار جناب سید شبیر حسین صاحب متخلص بہ نسیم بہرت پوری شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

گو مہ چرخ بہی ہنگام کمال اچہا ہے
میرے مہتاب کا اُس سے بہی جمال اچہا ہے

خداوندا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ اِسوقت ہم اپنی مشتاق آنکہون سے اُس خیر کو دیکہہ رہے ہین جسکے شوقِ دید مین ہر شخص کا دِل آنکہون سے تقاضے پر تقاضا کر رہا تہا - اور آنکہین بڑی آرزو کے ساتہہ کانون کی منتین کرتی تہین - وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب ! نیا مہتاب !! بالکل نیا !!! بہت چمکدار نہایت ہی روشن - وہ مہتاب نہین جسکی روشنی کل دو فرسخ تک پہنچتی تہی

اور جسکو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور بہ ابن مقنع نے چاہ نخشب سے
نکالا تہا۔ وہ ماہتاب نہین جو آفتاب سے کسب ضیا کرتا ہے۔ وہ مہتاب
نہین جسکے چہرے پر سیاہ بدنما دہبے معلوم ہوتے ہین۔ وہ ماہتاب
نہین جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گہٹتا اور بڑہتا
رہتا ہے۔ بلکہ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعین کسی حسین سے
حسین معشوق کے شہرۂ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال
تک پہنچنے والی ہین۔ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی دلفریب سطح کسی یوسف ثانی کے
چہرے کیطرح داغ عیوب سے بالکل پاک و صاف ہے۔ یہہ وہ مہتاب ہے
جسکا حسن دلکش حسینون کے جوبن کیطرح ناپایدار و غیر استوار نہین ہے
یہہ وہ مہتاب ہے جسکا نظارہ آنکہون کو نور دل کو سرور بخشتا ہے۔
اِس پُرانے ماہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکہون ہی تک پہنچ سکتی
ہے۔ مگر اِس نئے مہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکہتے ہی دیدۂ
حواس باطنی کی آنکہین کہُلجاتی ہین۔ دماغ روشن ہوجاتا ہے۔ اِسکی روشنی
کی نسبت کبہی یہہ خیال ہو نہین سکتا کہ خدانخواستہ یہہ ماند ہوگی یا اِسکے سامنے
کبہی کسیکو فروغ ہوگا۔
یہہ ہمارے اُستاد مقرب الخاقان اُستاذ السلطان دکن بلبل ہندوستان عالیجناب
نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کا بنایا ہوا مہتاب ہے۔ وہ داغ جسکی

استادی کے جہنڈے گڑے ہوئے ہین۔ وہ داغ جن کی کاملیت کے سکے بیٹھے ہوئے ہین۔ وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا لوہا اساتذہ حال مان چکے ہین وہ داغ جن کو دنیاے سخن کا خدا سمجھا جاتا ہے۔ جنکی زبان دانی۔ سحر بیانی معاملہ بندی۔ مضمون آفرینی۔ نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے اور جنکی خدا داد طبیعت سے وہ۔ شوخ۔ چلبلے۔ اور نئے نئے مضمون اشعار کا دلفریب جامہ پہنے ہوے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیاری کے ساتہہ دیکھنے والے دل پکڑ کر بیٹھہ گئے۔ معاملہ کی باتون کا ایک دلکش ادا کے ساتہہ ہو بہو نقشہ کہینچ دینا۔ اور محاورات کا بلا تصنع اس خوبصورتی کے ساتہہ باندہ جانا۔ یہہ سب باتین کہین آپ نے اور بہی کیسیکے کلام مین دیکھی ہین۔ سچ کہیئے گا آپکو خدا کی قسم۔ حضرت داغ کا یہہ تیسرا دیوان ہے۔ نہین وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابہی ابہی اُنکے پاس نازل ہوا ہے۔ اور اُنکے ذریعہ سے ساری دنیا مین پہیلے گا۔

اِسکے پیارے پیارے جادو بہرے الفاظ۔ اور دل مین چُبہتے ہوئے فقرے کلیجے مین چٹکیان لیتے ہوے جملے۔ اِسکی شستہ زبان اُردوے مُعلّی کی جان ہے۔ اِسکے ہر مصرع کی نکیلی ادائین مژگان یار سے تیز۔ اور ہر شعر کے تیور ابروے دلدار سے زیادہ دل آویز ہین۔ سُبحان اللہ سبحان اللہ بس نسیم بس کہانتک آفتاب کو گز سے ناپے گا۔ اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہین - انکی تعریف کا دعوی کرنا چھوٹا منہہ بڑی بات کا مصداق بنّا ہے - زمانہ مین وہ کون ہے جو انکی شاعری پر ایمان لاے ہوے نہین ہے - خدا میرے شفیق استاد کو سب شاگردون کے سر پر تا دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثم آمین -

تقریظ از نتیجۂ ناثر عدیم المثال روح و روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہسوانی

حمد و ثنا بر اسم حکیمی زیباست کہ بذاتِ خود در جملہ صفات از مثل و مثال مبراست - انسان را مظہر مظہر خویش ساخت و بخلعت گرانبہاے اشرف المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جداگانہ بخشید و لفظ را مجاورِ درگاہِ معنی گردانید چون شاہدِ سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبق گلگشت خرامی داد و کلاہ چار ترکی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر سرش نہاد - تا کہ ہر خیال بوضع خویش بزم معاملہ آرائد و بشایستگی و بایستگی تکلم نماید ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش تواناست ناظم بے عدیل است و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعۂ برجستہ اش برق عالم افروز و مستزادِ او ذو ذنبِ عقل سوز مطلع درخشش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعتِ مدورش گنبدِ گردان بنات النعش یک قطعۂ مختصر از قصیدہ کہکشان است

وصنعت تحتانی و فوقانی او زمین و آسمان ست ۔ اگر نثر مسجع او را کواکب
برنگارند به یکدست و به یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند ۔ غزل متلون
الاوضاع خلقت معنی پیچیده دارد که کس حاصل مطلب او را نگاشت و نه نگاشت
رباعی اسطقسات چار اطراف از اختراعش و فرد روح افراد عالم از ابداعش
مخمس حواس خمسه کرشمهٔ قدرت بالغهٔ او و مربع عناصر اربع جلوهٔ صنعت کاملهٔ او
مثلث موالید ثلثه و مسدس شش جهت یک نکته از کتاب حکمتش و هر چه
صفحهٔ عالم نوشتند و نویسند گواه الوهیتش سبع او هفت دوزخ و ثمنش هشت
بهشت ست معشر او عقول عشره نام دارد ۔ و تسعهٔ او که فلک نهم ست
چگونه کسے حالش در احصار انحصار آرد از هیبت جلالش قلم در دست کاتب
چون انگشت ششم بیکار و دوات از فرط حیرت دهن کشاده و سکته در کنار
جل شانه و عم نواله ازانجا که خداوند عز اسمه پیغمبر ما را که ختم الانبیا است
به ثنائے مکرم ستود و پیغمبر علیه السلام اصحاب کبار را به محمدت بزرگ
اعزاز فرمود اصحاب بمناقب ثاقب آل اظهار دل بستند و بندهٔ کمال
اخلاص و اختصاص نشستند بندهٔ ناچیز بالتخصیص همچو منِ بے علم چه کانات
دارد که در نعت و منقبت و محمدت حرفی از لفظے برنگارد مگر اینکه بدعای شیرین
صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم تر زبان شود و مقبول بارگاه ایزد سبحان
و موردِ رحمت ممدوح انس و جان کلک کوتاه و عمر ناظرین و سامعین دراز باد

و درازی بر طرز دیگر کرشمه سنج پرداز که سومین دیوان اوج سپهر نکته دانی موج
بحرِ خوش بیانی مصباح کاشانهٔ فصاحت مفتاح خزینهٔ بلاغت سیاح دامای سلاست
و سیّاح صحرای متانت مستجاب دعای کلام نمکین و خدا داد دولت مذاق شیرین
نازک خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع بزم سخنوری صاحب
طبع سلیم و سلیقهٔ مستقیم دانای حسن و قبح صحیح و سقیم درة التاج سخنوران
زمانه طرهٔ دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب نواب مرزا خان
صاحب **داغ** که در اقران اعظم ست و در امثال مقدم نثرش رونق بازار
نثر شکسته و شعرش در نظم بر روی شعری بسته غزلش مرتع غزالان معنی
پنداشتن مضمون زبون ست و بیت او را بیت العروس انگاشتن ناموزون
زمین سخنش از آسمان چهارم باج میخواهد و پیش المعانی نقاطش مهر چون ماه
شب پانزده مے کاهد شور ملاحت لیلی شیفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
نباتی شکر فریفتهٔ ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فنا در جوش و رنگینی
خاطرش هزاران باغ خلد در آغوش کلام بلاغت نظامش بسا دلپذیر ست و
مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بدلفریبی
مجنون عشاق شیفتهٔ کلام شیرین قدم همت برگماشت خاطرم حیران ست و
طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سرایم - و از عهدهٔ تحسینش بچه
حیله برآیم بوصفش گلزار نیارم که در آن خار ست اگر پرستان نگارم البته

متاع پروازست هر صفحه‌اش بر روی مخطط خوبان حرف می‌زند و هر جدولش بر زلف
نکویان خطی کشد بین السطور چون فرق معشوقان طناز دلستان و هر مضمون شوخ
بسان چلیپای محبوب آفتِ جان خریطهٔ جواهر بر نگارم یا سبد گلهای تر ذخیرهٔ
معانی نویسم یا معدن خوش بیانی رفیق تنهائی عبارت ازین ست باقی
افسانه چنان و چنین ای آه چه میگویم و چه بی راه می پویم عجب انسانم
نمیدانم که این بزم سیه چردگان هندی نژادست که از دستِ شان پیش پا
هر واحد فتنهٔ محشر در فریاد آری دیوان بزم ست و معشوق اُردو اشعارند
که بشیوهٔ دلبری زنجیر پای انظار زند هر مصرع رشک قامت محبوبان و هر بیت
غیرت ابروی خوبان هر مطلع مرهم سینهٔ مجروح و هر مقطع سبب راحتِ روح
هر تشبیه صورت نمای تصویر سایه دار و هر کنایه ساقی شیشه در کنار هر اشاره
از چشمک خوش نگاهان باج خواه نشست و برخاست هر لفظ سبحان الله و واه واه
هر ترکیب چون موزونی اعضای معشوقانِ نازک اندام دلفریب و هر ادا مثل غمزهٔ
دلبران شوخ و شنگ غارتگرِ شکیب واقعی این دیوان عجیب ست اگر راست
پرسی غریب ست جوش فکر مضامین آفرین بر آنست که تار گفتار منقطع نگردد
و مشکی قلم جفت کرده قدم از راه خویش بنگردد تا که از چار سو شعشعهٔ شاباش
و تحسین و لمعهٔ احسنت و آفرین بر سرم تابد و ذره‌ام توانائی مهرِ نیمروز یابد
لیکن ع ما در چه خیالیم و فلک در چه خیال ست حکم دل حزین ست خیر اندرین ست

زیاده ازین مخروش و خود را بدست کور فهمان مفروش مبادا سخن راست را دروغ انگارند و امر واقعی را بر مبالغه محمول سازند و روی گریه آلود کس خنده بلب دوزد و جان ناتوان از آتش غم سوزد ای واے چه کنم و چه سازم بقول حضرت قبلهٔ تسلیم مغفور مرحوم ؎ کار با دل فتاده است مرا ٭ سخت مشکل فتاده است مرا ناچار بسخن خیر یاد مے گویم و طرف کوچهٔ خاموشی مے پویم بار دیگر حرف نمکین مے گویم و داد مزه دارے جویم اگر کسے دست خریداری این آبا در ایستن ابا کشد من و ایمان من که تلخکامی حسرت او را کشد قاضی الحاجات مجیب الدعوات این طفل نوبپا آمده را بالعمر طبعی رسانا د و پدر عالی قدرش را از حوادث زمانه محفوظ داراد بحرمته محمد و آله الامجاد صلی اللہ علیه و آله و اصحابه وسلم کثیر کثیرا

تاریخ چهاپی دیوان مهتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تهجی

قطعهٔ تاریخ از نتائج فکر بلند جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آه تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکهنوی

شوخی ہے خداداد خیالات اچھوتے ٭ مضمون نرالے ہین مزا اور ہی کچھ ہے
تاریخ کا انعام ملے آہ کو اے داغ ٭ دیوان نہین نام خدا اور ہی کچھ ہے

سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہے عجب محبوب بانکا داغ کا دلکش کلام — حسن ہین آن آنکھہ مین جادو نگہہ مین شرم ہے
شوخ مصرع چلبلے الفاظ بول اُٹھتے ہین آہ — سُتّو مین دیوان اک معشوق گرما گرم ہے
سنہ ۱۳۱۱ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر اضعف العباد محمد ابو الحمید آزاد تخلص وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ سرکار نظام حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہٗ کمترین تلمیذان بلبل ہندوستان سر آمد شاعران استاد السلطان دکن جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہ العالی

میرے استاد کا جواب نہین — فخر ہندوستان ہے کیا کہنا
ماہتاب سپہر علم و ہنر — آفتاب جہان ہے کیا کہنا
رشک سحبان و غیرت حسّان — سرور شاعران ہے کیا کہنا
اُسپہ قربان ہے بلاغت آج — اُسپہ صدقے زبان ہے کیا کہنا
زود گو شوخ طبع عالی فکر — خوش زبان خوش بیان ہے کیا کہنا
نطق کہتا ہے ہم بھی کہتے ہین — بے نظیر زمان ہے کیا کہنا
ختم اُسپر ہوئی سخن گوئی — نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا
اُس سے سرسبز ہے ریاض سخن — اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا
ملک در ملک جا بجا چرچا — داستان داستان ہے کیا کہنا
ہوگیا طبع تیرا دیوان — یہہ نیا ارمغان ہے کیا کہنا
ہین نئے سب سے اس چمن کے پھول — یہہ نیا گلستان ہے کیا کہنا

کہدے آزاد مصرع تاریخ	داغ معجز بیان ہے کیا کہنا ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیری نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص مینائی لکھنوی استاد نواب خلد آشیان

شایع از ملک دکن شد سخن تازۂ داغ	گویا ماہ ز اقلیم سخن طالع شد
مصرع سالش امیر آمدہ از ہاتف غیب	ماہتابے نوے از طرف دکن طالع شد ۱۳۱۰ھ

ایضاً

ہر شعر فکر شاعر نازک دماغ سے	نکلا ہے جیسے پھول نکلتا ہے باغ سے
تاریخ اگر نکالنی ہو نام سے امیر	شاعر نکالیں جو صلے مہتاب داغ سے تخرجہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال جناب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

فلک سے ہیں اترے ہوئے شعر سارے	اثر آسمان سخن کا ہے دیوان
یہہ مصرع بہی ہالے کی صورت رہیگا	قمر آسمان سخن کا ہے دیوان ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر شیرین گفتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

ہے یہہ مہتاب داغ کی شہرت
کہ زمیں سے ہے آسمان تک شور

مصرع سال اشک نے یہہ کہا
شاعر اب ہیں یاسی قمر کی چکور

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر گہربار جناب سید محمد حسن صاحب احقر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

شکر ایزد را کہ داغ نامور
یافت از دیوان سوم چون فراغ

بوی گلہای مضامینش رسید
طبلۂ عطار شد مہر یک دماغ

اے زہے رنگینی فکر نفیس
خجلت و غیرت دہ گلہای باغ

بادۂ الفت دلم را کرد پر
از زمانہ بود خالی این ایاغ

این کتاب بے مثال و بے نظیر
ہست بزم شعر را روشن چراغ

سال طبعش احقر از ہاتف شنید
نونہال زندگی دیوان داغ

سنہ ۱۳۰۹ھ

ولہ

واہ کیا دیوان چھپا استاد کا
دیکھکر جسکو ہوا دل باغ باغ

ہے سر انصاف سے یہہ سال طبع
حسن بزم نور ہے مہتاب داغ

۱۸۹۲ع

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر وقاد جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب رضوی الم تخلص ڈاکٹر بریگیڈ گولکنڈہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا داغ صاحب کا دیوان سوم
زہے شکر خلاق کون و مکان کا

یہہ نقشہ حسینوں کے انداز کا ہے — سراپا ہے گویا یہہ نازِ بتان کا
دل و جان سے عاشق ہے اسکا زمانہ — یہہ محبوب معشوق ہے اک جہان کا
آلم نے کہی اسکی تاریخ ہجری — یہہ دیوان ہے داغ معجز بیان کا
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

سال ہجری کا جو دہیان آیا آلم — ہاتف غیبی نے مجھسے یون کہا
مہملہ کے زبر سے لیجیے عدد — تخرجہ بھی اسمین کیجیے ایک کا
اور منقوطہ کے زیر و بینہ — لیکے دیجیے دونون کو باہم ملا
مصرع تاریخ پڑہیے اسطرح — تیسرا دیوان ہے یہہ استاد کا
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

چھپ چکا استاد کا دیوان جب — عیسوی تاریخ آلم نے یون کہی
بینات و زبر مین دیکھو عدد — گلشن بیخارہ ہے دیوانِ داغ
سنہ ۱۸۹۲ع

ایضاً

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ — ہے سب اسمین مدحتِ حسن صبیح
طبع کی تاریخ آلم سمت مین کہہ — فکر داغ آسمان قدرِ فصیح
۱۹۴۹ سمت

ایضاً

تیسرا دیوان آلم استاد کا — آجکل مطبع مین زیرِ طبع ہے
معجمہ بین سال فصلی کر رقم — نقد فکرِ داغ سینو طبع ہے
۱۳۰۲ ف

ولہ

شاہ اقلیم سخن استاد شاہ | داغ عالی قدر فخر روزگار
شاعر شیرین زبان نازک خیال | بلبل ہندوستان صاحب وقار
تیسرا دیوان ہے اعجاز طبع | انتخاب و بے مثال و پر بہار
محو تہا مین فکر مین تاریخ کی | یہہ ندا ہاتف کی آئی ایکبار
سال فصلی یون ہی نکلے ای الم | گر سے کر کہاہے یادگار روزگار

سنہ ۱۳۰۲ف

ولہ

دیوان استادم استاد شہریارم | باصد بہار عالم گردید طبع وللہ
خطے چو بر قلم زد کلک الم رقم زد | تاریخ نغز و خوبی در صنعت دوگانہ
صد لیت سال ہجری مغلوبیت فصلی | در سیزدہ صد و دہ مطبوع گشت امہ

سنہ ۱۳۱۰ھ ۱۳۰۲ف

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب شیخ محمد لطف الدین صاحب اوج تخلص
جہنواروی ضلع مظفرپور تلمیذ جناب نیر بنارسی

گلزار پر بہار ہے دیوان داغ کا | ہے ہر جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار
دیوان چھپ گیا تو سر انبساط سے | تاریخ اوج تم یہہ کہو نغمہ ہزار

سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق
تخلص تلمیذ جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ

دیوان تیسرا بھی ہوا طبع داغ کا
تاریخ عیسوی یہہ کہی اشتیاق نے

رنگ اور ہی نکلنے لگی اردو زبان آ
مہتاب داغ سے ہو منور جہان آ
۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمائی شاعر نازک خیال سخنور بیمثال جناب مولوی محمد یعقوب صاحب صدیقی جونپوری انیق تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

ما چہ گوییم صفات داغ را
این کہ دیوان سوم ترتیب داد
از پئے تاریخ طبعش این انیق
از سر طور رقم کلیم اللہ گفت

تارایتنا مثلہ تحت السما
فی سماء الحسن کالنجم الضیا
ذکرنا سار الی عرش العلا
قل لہ تاریخ ۔ کالشمس الضحی
۱۳۰۹ھ

ولہ

اذا الفا للداغ دیوانہ
لتاریخہ العیسوی یا انیق

بابہ فی الفصاحت کفرس الفریع
فقل ۔ بان ہذا کلام بلیغ
۱۸۹۲ء

ولہ

صنف الاستاد دیوان الفصیح
قال منی ہاتف تاریخہ

سر سکا فی البدعۃ لا البطل
یا انیق ارقم ۔ ہو مرغوب کل
۱۳۰۹ھ

ولہ

کسے دید دیوان مہتاب داغ
فقال ان ہذا شیئی عجاب

زہے آسمان فصاحت ببین — بچرخ بلاغت خجے ماہتاب
بیاد بہ بین منکر فضل داغ — بگو راست ز انصاف و بر متاب
کرامت فکر رسا اینچنین — بہر لفظ رمز لیست شعر انتخاب
پئے سال طبعش انیق حزین — تجسس نمودم بصد اضطراب
بسوی سن عیسوی شد خیال — کہ ناگاہ روح نظامی شتاب
ز روے جوابم ندا کرد و گو — گہرہاے روشن تر از آفتاب
۱۸۹۳ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد چو انیق — گشت مطبوع شاعران زمن
پئے تاریخ عیسوی ہاتف — سخنے بے نظیر گفت بمن
۱۸۹۴ء

ایضاً

طبع گشتہ کلام استادم — بین چہ زیبا عروس الانکار
باہزار آرزو و شوق انیق — گفت ہر کس کلام داغ بیار
۱۳۰۹ھ

ایضاً

شدہ مہتاب داغ چون مطبوع — گشت طبع سخنوران مائل
دل ز من گفت سال طبع انیق — گو چہ طرفہ سخنور کامل
۱۳۰۹ھ

ایضاً

مہتاب داغ را چو بدیدم بچشم غور — مہریست شنفت جہان متقال ازو

درمصرعے انیق و تاریخ شد عیان — چمن یادگار داغ ، چراغ کمال ازو
سنہ ۱۳۰۹ — سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

ناگہان آئی صدا سے آفرین ہر سمت سے — طبع جستم ہو گیا دیوان استاد شفیق
مصرعہ واحد میں دو تاریخ یوں دل نے کہی — نظم روح افزو ، مسطور زبان انیق
سنہ ۱۳۰۹ — سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

دیوان تیسرا یہی ہوا طبع کیا خوب ہے — طرز سخن میں کچھ عجب انداز داغ ہے
شکر سے کہدو لے سر انصاف سے ذرا — آ دیکھ یہ نمونہ اعجاز داغ ہے
سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

کیا ہی دیوان پر بہار ہے یہ — جسکے ہر شعر میں ہے لطف نیا
ہے سزاوار انیق اگر اسکو — کہیے گلدستۂ بہار افزا
کسی دیوان میں ہر یہ لطف زبان — کوئی اہل سخن بتائے ذرا
دیکھ کر یہ کلام سحر آگین — لکھیے تاریخ طبع دل نے کہا
سر اعلان سے کہا میں نے — داغ سینہ پہ حاسدوں کے ہوا
سنہ ۱۳۰۹

من نتائج افکار مولانا رامپوری گنشی رکن میرزا محمد عبدالرحمن خوشنویس مطبع رکاب سلطان خلد اللہ ملکہ و اقبالہ ایمان تخلص

حضرت داغ کا چھپا دیوان
چھپ گیا اندنون بشوکت و جاہ
سال تاریخ اسکی لکھ ایمان
کیا ہے اشعار مین فصاحت داد

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فکر فلک پیما شاعر نازک خیال ظہور نظیری جناب مستطاب صاحبزادہ امیر مرتضی خان صاحب بہادر بسمل تخلص از خاندان نواب صاحب بہادر والی رامپور خلد اللہ ملکہ

لو چھپا دیوان والا نیرا
نظم رنگین جان نشین دلخواہ داغ
زیر پائے طبع ہے عرش سخن
چرخ سے اعلی ہے پایگاہ داغ
ہاتف ربی لسان حق بیان
ملہم غیبی دل آگاہ داغ
دیتے ہین انکو حسین جانون مین جا
عاشقون کے ہے دلونمین راہ داغ
باغ باغ اُنسے ہے گلزار دکن
کیا ہی آرا ہے جلوہ گاہ داغ
بلبل ہندوستان رنگین سخن
کیون نہو دلمین گلو نکلے راہ داغ
شاعری نے اُنسے پایا ہے فروغ
فخر استادونکا عز و جاہ داغ
ہے عروج اختر بخت کمال
قدر فرماہے شہ جمجاہ داغ
تو ہی اے بسمل سنین طبع صاف
نظم کر کیا اوج پر ہے ماہ داغ

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر بی نظیر جناب منشی محمد ممتاز احمد صاحب شبیر تخلص خلف رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب مینائی

غضب تیز ہے توسن فکر داغ
اشارے ہیں یہہ اشہب طبع کے

لکھی ہین نے تاریخ دیوان شبیر
ترارے ہین یہہ اشہب طبع کے

سنہ ۱۳۱۰ ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بیمثل نازک تلاش جناب میر محمد علی صاحب حیدرآبادی بخشی تخلص تلمیذ جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک مرحوم و میر عباس حسین صاحب شہید

دکن سے روم تک شہرت ہے جنکی
جناب داغ کا ہمسر کہان ہے

اب انکا تیسرا دیوان چھپا ہے
کہ جنکی خاص دہلی کی زبان ہے

یہہ کہدو مصرع تاریخ بخشی
کلام شاعر شیرین بیان ہے

سنہ ۱۳۱۰ ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین گفتار جناب محمد باقر صاحب لوی برق تخلص ساکن ملک میسور از احسن ڈسٹرکٹ

طبع شد چون کلام حضرت داغ
آنکہ استاد بادشاہ دکن

ملہم از برق مصرع تاریخ
گفت ــ مہتاب آسمان سخن

سنہ ۱۳۱۰ ھ

تاریخ نتیجہ فکر امیر نامدار رکن خیل سخنوران دکن جناب راجہ گردہاری پرشاد صاحب بہادر باقی تخلص

چون طبع کلام داغ صاحب گردید	هر نکته بشد داغ دل لاله باغ
تاریخ رقم کرد عجائب باقی	دیوان سومی مبسوط داغ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان داغ طبع گردید	هر سطرش هست سنبل باغ
هاتف تاریخ او ز باقی	گفت کحل الجواهر داغ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان سومی آن حضرت داغ	شد طبع و پسند هند و دکن را مرغوب
چون دید کلام پر بهار استاد	محبوب علی شاه دام اقباله پسندید بس خوب
گلدستهٔ باغ عشق دیدم غزلش	کس رنگ سخن نیست بااین اسلوب
تاریخ طبع خوش رقم زد باقی	دیوان سومی داغ محبوب ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چون طبع شد کلام جناب شفیق داغ	باقی سنش بگفت کلام دقیق داغ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان داغ در زبان اردو	شد طبع که هست بس فصیح و املح

تاریخ طبع اور قم زد باقی — دیوان داغ دہلوی افصح ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش بیان جناب ابو البرکات سید محمد مبارک حسین صاحب سہرامی برق تخلص

چہپا ہے برق وہ دیوان پر معانی داغ
کہ عندلیب بہی ہین محو خوش بیانی داغ

لکہوں یہہ سال مسیحی مین مصرع تاریخ
بہار جان مسیحی ہے گل فشانی داغ

۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بی نظیر جناب خاقان حسین صاحب توقیر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا چہپا دیوان
کیا کہوں کیا ہوئی مجہے فرحت

مجہکو یہہ روز خوش نصیب ہوا
اب بہی نازاں نہو مری قسمت

انکے دشمن جلا کرین یارب
رنج سے ایکدم نہو راحت

سر اعدا کو کاٹ کر لکہوں
مادۂ تابان گلشن بہجت

۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہست دیوان جناب استاد
گنج معنی گہر معدن شوق

سال طبعش چو جستم توقیر
گفت ہاتف سحر گلشن شوق

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد مرتضی علی صاحب ثابت تخلص رامپوری

ہیں جو ہمارے ایسے استاد کے مضامیں ... افسردہ دل بھی اس سے اک باغ باغ ہوگا
ثابت نے سال اسکا لکھا ہی خوب دیکھو ... زیب سپہر مطبع مہتاب داغ ہوگا
سنہ ۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نازک خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

کیا داغ کا دیوان ہی مہتاب کی صورت ... سبحانک اللہ تعالے و تبارک
ہاتف نے جلال آج کہا طبع کا یہ سال ... شاہنشہ اردوے معلی یہ مبارک
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

ولہ

کیا چمن فیض ہے مہتاب داغ ... رشک سے گل کھائے ہر اک باغ نے
طبع کی تاریخ ہے یہ اے جلال ... چاند کو لوہا نہ کیا داغ نے
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب مولوی محمد مبین صاحب جلیس تخلص مچھلی شہری

حضرت داغ کا چھپا دیوان ... ماہ پارہ ہے مہر آگین ہے
دلکش اک ایک مصرع موزوں ... ہر غزل کا مزاج رنگین ہے
دیکھکر لطف بندش مضمون ... روح ذوق آج محو تحسین ہے
آب و تاب سخن کا کیا کہنا ... سلک گوہر ہے نظم پروین ہے
تازہ تازہ شگفتہ فکر کے پھول ... صاف گلدستۂ ریاحین ہے

لفظ لفظ اُسکے ہیں سر بسر زیبا	بہر حسنِ کلام تزئین ہے
مصرع سال طبع کہدو جلیلؔ	جلوۂ شاہد مضامین ہے
	سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان رشکِ چمن	ز فکر مصفاے داغ چنین
نوشتم پئے سال طبعش جلیلؔ	بہارِ مضامین و صبحِ امید
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر جمیل جناب حافظ محمد جلیل حسن صاحب جلیلؔ تخلص
مانک پوری تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیرؔ مینائی لکھنوی

وصف مہتاب داغ کیا ہو جلیلؔ	مہر کو حاجتِ چراغ نہیں
مطلع نو ہے یہہ مصرع سال	کیا نیا چاند ہے کہ داغ نہیں
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش بیان جناب حکیم حافظ معشوق علی صاحب جوہرؔ تخلص
وکیل محکمہ اول ریاست بھوپال تلمیذ جناب نثار احمد صاحب تائبؔ

کیون نہ دیوان داغ ہو مرغوب	شعر ان دل پسند لفظ سلیس
بے سرِ انتشار جوہرؔ نے	کہدیا ہے کلام داغ نفیس
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر رنگین خیال جناب محمد عبد الحمید صاحب متین تخلص وطن کلکتہ

حضرت داغ کا چھپا اب وہ کلام بے مثال — جس سے بلند ہو گئی شوکت و شان ریختہ
نام سے اُنکے ہے نشان اُردوے خاص ہند کا — ذات پہ اُنکے کرتی ہے ناز زبان ریختہ
اُنکو روا ہے گر کہون ماہ سپہر اوج فیض — اُنکو بجا ہے گر کہون مہر جہان ریختہ
اُنکے سحاب فکر سے تازہ ہے گلشن سخن — اُنکے بہار طبع سے شاد روان ریختہ
شعر متین کو دون مثال گہر جو خلد سے — مصرع نغز کو لکھون سرو روان ریختہ
اُنکا بیان جان فزا اُنکا کلام روح بخش — قوت روح ریختہ راحت جان ریختہ
کہہ گئے باتون باتون مین نکتے فنون شعر کے — کھول دیئے جہان پہ راز نہان ریختہ
نکتہ وران ہند کو دعوت چشم و گوش ہے — دیکھئے شان ریختہ سنئے زبان ریختہ
فکر مین انطباع تہی کہ حمید ناگہان — ہاتف غیب نے کہا کہہ دل و جان ریختہ
۱۳۰۹ھ

ولہ

حضرت داغ کا چھپا جو کلام — دل مین آیا لکھون کوئی تاریخ
فکر تہی اے حمید نکتہ سرا — کہ ملے کوئی اچھی سی تاریخ
ہاتف غیب نے کہا ناگاہ — درہم داغ دہلوی تاریخ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر لبیب جناب سید علی حسن صاحب متخلص لکہنوی

ہے عجب بندش عجب حسن کلام — ہین گل مضمون کہ تختہ باغ کا
دیکھکر شعر لین یہہ کہتے ہین حبیب — واقعی دیوان ہے اچھا داغ کا
۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نازک خیال معانی بند جناب حافظ محمد ممتاز علی صاحب سر رشتہ دار محکمۂ منصفی و فوجداری مراد آباد ریاست بھوپال حافظ تخلص

بطریق جمع

مین نے جب چاہا لکھون ازروے جمع — سال طبع اس گلشنِ اشعار کا
وارد خاطر ہوے الفاظِ ذیل — خوش بیانی حسن معنی چھپا

۹۷۹ ۲۸۸ ۴۳

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً بطریق تفریق

چھپا دیوان ثالث داغ کا ہے الّتجا حق سے — حسد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دہودے
سنِ فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے — سیاہی داغ سے لاف عدو اشعار سے کہودے

سنہ ۱۳۱۰ ہندی

ایضاً بطریق ضرب

مژدہ باد اے بلبلان سیر گلزار سخن — حالیا از سنگ مطبع گلشن اردو دمید
سال طبعش گر ز روے ضرب خواہی حافظا — اوج را برفال زن تا سال نو آید پدید

×۱۰ =۱۳۱ سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چھپ رہا ہے داغ کا دیوان ثالث کون داغ — ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعروں مین بلند
ہر الف ہے دشمنون کے حق مین اسکا تیر آہ — چشم بد کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے سپند

چشم مہرویان ہے چشمک زن ہر اسکا عین و صاد		دلربائی کے لئے ہر لام خوشخط ہے کمند
ذہن میں آئے دو مصراع شگفتہ جب ہوئی		طالب تاریخ نو حافظ کی طبع ارجمند
بلبل ہندوستان کا گلستان بیخزان	بیت	طوطی ہندوستان کا بوستان دلپسند
۱۸۹۲ء		سنہ ۱۳۱۰ افضلی ہندی
یہہ جناب داغ کا دیوان ہے حیرت نما	الیضاً بیت	حرف سب جادو بہرے نازسے معانی معجزے
سنہ ۱۸۹۲ء		سنہ ۱۳۱۰ افضلی ہندی

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ سخن نازک خیال جناب محمد صفدر علیصاحب خیال تخلص تلمیذ جناب منشی محمد ... علیصاحب

یہہ جو ہریان ہیں یا معنے آبدار		کہ مصرع ہیں سارے پھڑکتے ہوئے
خیال آنکھیں روشن ہوئیں دیکھکر		ہیں سب شعر عمدہ چمکتے ہوئے
		سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر معنی بند نازک خیال جناب محمد مستجاب خان صاحب خلیق تخلص چھوا سالہ خاص علاقہ شہر حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا وہ حضرت استاد داغ کا دیوان		سخن سے جنکے زمانے میں ہے بہار سخن
انہیں کے نام سے سکہ ہے شعر کا جاری		انہیں کے نام سے آباد ہے دیار سخن
انہیں کی قدر سے اردو نے پائی ہے رونق		انہیں کی وجہہ سے چمکا ہے روزگار سخن
عجیب طرز فصاحت غریب دیوان ہے		نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہار سخن
یہی تو ہے سبت ہندی یہی مرقع چین		یہی عروس سخن ہے یہی نگار سخن

اسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام — اسی سخن کی بدولت بڑھا وقارِ سخن
اسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہیں — اسی زبان سے باقی ہے اعتبارِ سخن
اسی کلام سے پھر نشہ ہو گیا تازہ — اسی سخن سے ہوے مست بادہ خوارِ سخن
سخن زبان کی بغل میں کبھی فصاحت ہے — زبان کبھی ہے نزاکت سے ہمکنارِ سخن
کوئی بیان پہ قربان گفتگو پہ کوئی — کوئی زبان پہ صدقے کوئی نثارِ سخن
کوئی فریفتہ ترکیب پر ادا پہ کوئی — کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکارِ سخن
کہیں بیان کی فصاحت میں تازہ رنگینی — کہیں زبان کی لطافت میں ہے بہارِ سخن
جو پوچھی خلق سے مہتابِ داغ کی تاریخ — کہا یہ اُسنے ۔ کہ کھلا رنگ لالہ زارِ سخن
۱۳۱۰ھ

وله

آن وحید عصر یکتائے جہان — تاجِ فرقِ شاعران شاہِ سخن
خوش طبیعت خوش بیان رطب اللسان — بلبلِ ہندوستان فخرِ زمن
حضرت استاد داغ دہلوی — کرد چون دیوان مرتب در دکن
خلق ہاتف گفت سالِ طبعِ او — جلوہ صبحِ طرب مہرِ سخن
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بیعدیل جناب سید تقی شاہ صاحب حیدرآبادی حرم تخلص تلمیذ
جناب حافظ محمد میر شمس الدین صاحب مرحوم فیض تخلص

حضرت داغِ سخنور کا جو یہ دیوان ہے — نام مشہور جہان مہتابِ داغ اِسکا ہوا

اسکے چھپنے کی کہی تاریخ حزم نے عجیب | کیا ہی زیبا چھپ گیا دیوانِ سوم داغ کا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بیمثل جناب میر یٰسین علی صاحب دلؔ تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالے

چون مرتب شدست این دیوان | منہدم شد کمال اہل بساط
فکر تاریخ کردمش ای دلؔ | گلستان خیال اہل بساط
۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپ گیا ہے اندنون دیوان داغ نامدار | خار ہے دشمنون کو دوستو کا ہے یہ باغ
دل یہہ کہتا تہا کہ لکھون عیسوی تاریخ مین | غیب سے آئی صدا یہ ہے گلدستہ مہتاب داغ
۱۸۹۲ع

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر رنگین بیان جناب محمد عبد الحبیب صاحب دلؔ تخلص متوطن قصبہ ماہم ضلع روہتک

وہ ہوا مطبوع دیوان جدید | اہل دل کا جسپہ دل قربان ہوا
سال دل سے ہے عیان فی الید | طبع عمدہ داغ کا دیوان ہوا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور خوش بیان جناب منشی اقبال احمد خان صاحب رازؔ تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیرؔ مینائی لکھنوی

واہ یہہ دیوان ہے کیا رنگ مین ڈوبا ہوا | شعر جو اسمین ہے گویا ارغوان کا پھول ہے

باغ میں غنچہ چٹک کر کہتے ہیں تاریخ راز
بلبلِ ہندوستان کے گلستاں کا پھول ہے
سنہ ۱۳۱۰

ولہ

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰ھ

کہاں تب شاہدِ معنی کا جلوہ دیکھنے والے
وہ چشمِ دل سے دیکھیں اس سراپا ناز کا جلوہ
کہیں شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی
کہیں عاشق کے دل میں ہجر و سوز و ساز کا جلوہ
کہیں ہے بوستانِ عارضِ گلگوں کی نیرنگی
کہیں شمشاد و قد و نرگسِ طناز کا جلوہ
کہا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ
یہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
سنہ ۱۲۹۹ فصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجۂ شاعر خوش بیان جناب میر محمد علی خان صاحب تیغ متخلص
کپتان رسالہ گولکنڈہ حیدرآباد تلمیذ جناب مصنف ظلہ العالی

دام اقبالہم

مرتب گشت چون دیوانِ دوم شعرِ آصف
کہ مثلش نیست ہمچون بس برآمد کام مطلب شد
خیال ابرِ نا گہان آمد بگو اے تیغ تاریخش
بحمد اللہ جزاک اللہ سوم دیوان مرتب شد
سنہ ۱۳۱۰

ولہ

چھپا جبکہ استاد کا میرے دیوان
چلے مدعی خوش ہوئے دوست احباب
لکھی تیغ نے یوں بادلِ شاد تاریخ
یہ دیوان بھی داغ صاحب کا نایاب
سنہ ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ شاعرِ خوش فکر جناب فیض محمد خانصاحب ریحانی تخلص

چونکہ مطبوع شد بجان مطبوع
تازہ طباعی جنابِ داغ

طبع از طبع خود بسالش گفت
شدہ مطبوع ماہتابِ داغ
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکرِ فلک پیما شاعر بے عدیل سخنور یگانہ جناب میر اکبر علی صاحب زور حیدر آبادی ملازم دفتر خزانۂ عامرہ سرکار عالی

دنیا پہ ہوا داغ کا مہتاب نمایان
پورا بخدا تیسرا ارمان ہوا ہے

بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی
مطبوع جہان داغ کا دیوان ہوا ہے
۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزارِ داغ اول و بعد آفتابِ داغ
دیوان تیسرا ہی دل افروز چھپ گیا

مژدہ ہے عاشقون کو سن عیسوی کا زور
مہتابِ داغ و نامہ جگر سوز چھپ گیا
۱۸۹۲ع

ایضاً

کیا گلستان سخن کی ہے سہ چند ابکی بہار
جلوۂ داغ کا روشن ہے زمانے مین چراغ

عیسوی سال کہا زور نے مرغوب جہان
مژدہ زیبندہ چھپا تیسرا دیوان داغ
۱۸۹۲ع

ایضاً

تہا جسکا منتظر ہمہ تن چشم یک جہان
اے زور اب چھپے ہین وہ اشعارِ قلب سوز

تاریخ عیسوی کی ہے چوتہے فلک پہ دہوم
مہتاب داغ چھپ گیا دیوان دل فروز
۱۸۹۲ع

ایضاً رُباعی

دیوانِ سوم عجیب و نایابِ داغ — چھپتے ہی ہوا پسند احبابِ داغ
سن تو نے لکھا ہے عیسوی کا اے زورؔ — دلسوز ورق چھپا ہے مہتابِ داغ
۱۸۹۳ء

ایضاً

سرسبز رہے سدا گلستانِ داغ — مہتاب عیان ہوا بصد شانِ داغ
اے زورؔ یہہ ہے نوید تاریخ طبع — لالہ کا چمن ہے دیکھہ دیوانِ داغ
۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزار کی تہی چمک آفتاب کی — مہتاب داغ تیسرا جلوہ نما ہوا
تاریخ طبع زورؔ نے لکھی یہہ چھپا — دیوان داغ دل چمن لالہ چھپ گیا
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب سراج میر خان صاحب سحرؔ بہوپالی
منصب دار

چھپا نواب مرزا کا وہ دیوان — کہ جسپر لوٹ ہین دلہائے عالم
یہہ ہے دیوان کی جدول کہ یا ہے — کسی معشوق کا گیسوئے پرخم
انہوں کہے چلبلے مضمون ایسے — فدا ہونے کو جان موجود ہر دم
ہر اک مصرع مین ہے اندازِ شوخی — کہ تصویر پری ہے قدِ آدم
کہان پیدا ہین ایسے نکتہ پرداز — مقولہ ہے زباندانوں کا باہم
لکھو تاریخ اِسکی سحرؔ تم بہی — کلامِ داغ ہے محبوبِ عالم
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

دیوان داغ کیسا چھپا ہے شد و مد سے — صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور قلم کا

ہے زیر طبع حکم حاکم سے وہ دکن مین — دیکھے تو کوئی اسکو ہے لطف جام جم کا

تاریخ کے لئے تو کہدے سرور فورًا — عالم مین دیکھو ہمدم مہتاب داغ چمکا

۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر طبع وقاد افتخار الشعرا شاعر بے مثل و بی نظیر جناب حافظ خان محمد خان صاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بھوپال

نیرنگ کلام میرزا داغ — افسون گوئی نو پدید آمد

آئینہ جلوہ راز معنیست — سرمایۂ ذوق دید آمد

ہنگامہ فروش بی ثباتیست — در دانۂ بے ندید آمد

ہر بستگیم کشاد دل را — نعم البدل کلید آمد

خمیازہ کشان کجا کجا یید — خمخانہ کشش نبید آمد

شاگرد جناب ذوق مرحوم — میرزاست کہ بس رشید آمد

این پیر طریق شاعری را — ہر گوشہ دو صد مرید آمد

در معرفت سخن شناسی — ہمرتبۂ بایزید آمد

دارو بادا اے خود دم تیغ — صد دل چو دلم شہید آمد

گلزار وھم آفتاب ارشش — درلطف سخن فرید آمد
این جلوہ گرِ سوم بصد ناز — بازاے دلِ نااُمید آمد
گفتیم شہیر سالِ طبعش — نظم نادر پدید آمد
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

استاد کا جو دیوان چھپکر ہوا مرتب — تہا چار سو یہ شہرہ لٹتی ہے دولت نظم
تاریخ عیسوی کی اے شمس فکر کی جب — آئی ندا فلک سے باران رحمت نظم
۱۸۹۳ء

ایضاً

چھپ چکا جبکہ تیسرا دیوان — سب سے پایا جدا کلام داغ
فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو — کہ مرتب ہوا کلام داغ
شمس ہاتف نے دی فلک سے ندا — نسخۂ کیمیا کلام داغ
سنہ ۱۸۹۳ء

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شیرین زبان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میر منشی رسالۂ اردلی خاص بھوپال تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

بے بہا قطعات تاریخ
سنہ ۱۸۹۳ء

عنوان تاریخی

چہپا دیوان ثالث صاف و زیبا

سنہ ۱۳۰۱ ہجری

استاد کا ہے کلک گہربار مصور
کہینچا ہے ہر اک شعر مین معشوق کا انداز

الفاظ دل آویز ہین مضمون اچہوتے
یہہ ڈہنگ غضب کا ہے بلا کی ہے پرداز

مصرع ہے ہر اک روکش ابروے حسینان
نقطہ ہے ہر اک مردمک چشم فسون ساز

یون زیور خوبی سے مزین ہین مضامین
جسطرح کہ آراستہ ہو شاہد طناز

ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش
کچہہ رنگ ہے استاد کا کچہہ میر کا انداز

جادو بہرے اشعار پہڑکتے ہوے مصرع
دیوان کو کیونکر نہ کہین نسخۂ اعجاز

کچہہ ہجر کی باتین ہین تو کچہہ وصل کی گہاتین
عشاق کی منت کہین معشوق کی انداز

کی داغ سخن سنج نے کیا خوب زبان صاف
انپر ہوا انجام کیا میر نے آغاز

دعوے سخن جسکو ہو وہ ہمکو بتا دے
یہہ لطف یہہ شوخی یہہ زبان اور یہہ انداز

اس گلشن اردوے معلی کی کرین سیر
سعدی ہین کہ ہر اور کہان بلبل شیراز

حاسد بہی پہڑک جائین وہ تاریخ لکہون شوق
یہہ داغ کا دیوان ہے سویداے دل ناز

سنہ ۱۳۰۱ھ

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہہ داغ باصفا کا

۱۳۰۱ نوروز فارسی

عجب حضرت داغ کا ہے یہہ دیوان
دکھایا ہے عالم کو رنگ طبیعت

کہین عالم آشوبی عشق پرفن
کہین شورش انگیزی شوق وصلت

کہین ذکر خونریزی تیغ ابرو
کہین اشک افشانی چشم حسرت

کہین جلوہ حسن کی لن ترانی
کہین عشق بیباک و پرفن کی حالت

کہین شمع و پروانہ کی جانگدازی
کہین بلبل و گل کی رنگین حکایت

کہین لذت وصل و تکلیف ہجران
کہین حسرت دید و رشک رقابت

کہین ذوق کیفیت بادہ خواران
کہین نازش ساقی حور طلعت

کہین ناوک اندازی مست مژگان
کہین مہر انگیزی چشم الفت

کہین ناز و انداز مین جلوہ آرا
کہین سحر پرداز مہر و محبت

کہین چٹکیان دلمین لیتے ہین مضمون
کہین شوخیان ہین کہین ہین شرارت

کہین صاف لفظون سے شوکت ہے پیدا
کہین چست بندش سے پیدا نزاکت

یہہ دیوان اہل سخن نے جو دیکھا
کہا ہے خدا ساز حسن بلاغت

لکھی شوق نے اسکی تاریخ روشن
یہہ دیوان ہے جلوہ فرش فصاحت

۱۳۱۰

عنوان تاریخی

ہے نگارستان داغ باوفا

۱۸۹۲ء

گلستان مضمون ہے دیوان داغ
ہوا سیر سے اسکے تازہ دماغ

نہ پائینگے دنیا مین اُسکا نظیر — کرین جستجو یار لیکر چراغ

سنو شوق سے مصرع سال طبع — کہلا ہے معانی کا پاکیزہ باغ

سنہ ۱۳۰۱ نوروز فارسی

عنوان تاریخی

عروج جلوہ سے مہتاب داغ اسکے ہوا

سمت ۱۹۴۹

دیوان داغ کیون نہ بصارت فروز ہو — لکہا ہے خوشنویس نے روشن مداد سے

یہہ روشنی طبع کا مضمون مین ہے اثر — مہتاب داغ ہوگیا نور سواد سے

۱۸۹۲ء

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰

کہان ہین شاہد معنی کا جلوہ دیکہنے والے — وہ چشم دل سے دیکہین اس سراپا ناز کا جلوہ

کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی — کہین عاشق کے وصل و ہجر سوز و ساز کا جلوہ

کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیرنگی — کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ

کہلا ہے راز فصل سال کا حیرت نما غنچہ — یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ

۱۲۹۹ فصلی

ولہ

جب یہہ دیوان جہان معنی ہے — اسکی تاریخ ہو وہ مشفق من

نکلے ہر چیز سے زمانے کی — شوق سے سن لے یہہ شگرف سخن

۱۳۱۰

پہلے اُس چیز کے عدد لکھ لے	جس سے ہو مشکل مدعا روشن
پھر اسے ضرب کر تو بارہ[۱۲] سے	اور پانچ اُسمین جوڑ اسے پُر فن
بعد ازان اُسکو چھ پہ کر تقسیم	اور باقی کو اسے وحید زمن
دو سو باسٹھ[۲۶۲] مین ضرب دیجئے یک	حاصل ضرب ہوگا ہجری سن

تمثیل قاعدہ

مثلاً لفظ آب سے تاریخ نکالنی منظور ہے۔ اسکے تین[۳] ہین تین[۳] کو بارہ مین ضرب دیا چھتیس[۳۶] ہوے۔ اسپر پانچ بڑہائے۔ اکتالیس[۴۱] ہوے۔ اکتالیس[۴۱] کو چھ[۶] پر تقسیم کیا۔ چھ باکے[۶] گئے۔ پانچ[۵] بچے۔ پانچ کو دو سو باسٹھ[۲۶۲] مین ضرب کیا حاصل ضرب سنہ ۱۳۱۰ ہوا علی ہذا القیاس

و لہ در صنعت ترجمہ

از فضل کردگار درین موسم بہار	سر سبز شد چو گلشن راحت فزاے داغ
گفتہ سال شوق بیک مصرع بلند	باغ گزین و نغز جا دو دواے داغ
	سنہ ۱۳۱۰ ابجدی سنہ ۱۳۱۰ فارسی سنہ ۱۳۱۰ ابجدی

تصریح صنعت

ب دو ۱۰	ا یک ۳۰	غ ہزار ۲۴۲	ک بست ۴۶۲	ز ہفت ۴۸۵	ی دہ ۹	ن پنجاہ ۶۱	۰	[illegible]
ن پنجاہ ۶۱	غ ہزار ۲۵۲	م چہل ۴۸	د پنج ۵۵	ج ۶۵	ا یک ۳۰	ر چہار ۲۰۹	ش شش ۶۰۰	[illegible]
ر چہار ۲۰۹	ش شش ۶۰۰	ا یک ۳۰	ی دہ ۹	د چہار ۲۰۹	ا یک ۳۰	غ ہزار ۲۱۳	۰	[illegible]

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر رنگین بیان جناب میرزا محمد مشرف یار خان صاحب شرفؔ از عمائد جاورہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا — مخزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے اسے
غنچۂ دل کے لئے اسکی ورق گردانی — جنبش باد سحر ہے کوئی کیا جانے اسے
کسی بیمار محبت کی کہانی ہے یہ — قصۂ درد جگر ہے کوئی کیا جانے اسے
لو سنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ — ہمکو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے اسے
سن ترتیب شرفؔ تم ہی لکھو کیوں نہ لکھو — سرمۂ صفت نظر ہے کوئی کیا جانے اسے
سنہ ۱۸۹۱ء

ولہ

خوشا مطبوع شد دیوان استاد — سخن سنجان مبارکباد سالش
ندا کرد از سر تحقیق ہاتف — بگو دلکش شرفؔ از نظم دلکش
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جلیل جناب ابو الجمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شگفتہ بھگوانپوری ضلع مظفرپور تلمیذ جناب نیّر بنارسی

بیشک ہے کلام داغ خوشگر — مجموعۂ لاجواب نادر
ہاتف نے کہا یہ شگفتہؔ سے — تاریخ ہے انتخاب نادر
۱۳۰۹ھ

ولہ

اک دھوم مچی اہل سخن میں ہر سو — جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
میں نے بھی کہا شیفتہ بہر تاریخ — اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
۱۳۰۹ھ

ولہ

چو کلام حضرت داغ ما کہ یکے ز اہل سخن ورا — بخطاب طوطی ہند خواند و کیش شکر ہزار گفت
زبرای زینت ناظرین شد طبع شیفتہ خزین — پی سال طبع دلم ــ زہے سخن ہمیشہ بہار گفت
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند جناب مولوی ایوب خاں صاحب دہلوی صبا تلمیذ جناب منیر شکوہ آبادی

جسنے دیکھا کلام حضرت داغ — دل سے اُسنے بہت پسند کیا
بہر ہجرت سے لکھا صابر نے — کیا کلام نفیس داغ چھپا
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر سحر نگین بیان جناب محمد عبد الرحیم صاحب صبا خلف حاجی قاضی محمد پناہ صاحب سالہ دار سرکار رامپور شاگرد جناب مصنف مد ظلہ العالی

چھپا کیا ہی دیوان استاد واہ — ہر اک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے
یہہ معشوق کی جان عاشق کا دل — ہر اک زندہ دل کا یہہ محبوب ہے
تجھے اسقدر فکر تاریخ کیوں — صبا کہہ بھی دے کیا ہی مرغوب ہے
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد عبد الحق صاحب صفا قادری شہیدی رام پوری

ہوئے حضرت داغ جو رونق افزا ۔۔۔ تو کیا جلوہ آرا بہارِ دکن ہے
ہوئے سیکڑوں چشمۂ فیض جاری ۔۔۔ یہہ بحرِ طبیعت بھی کیا موج زن ہے
چھپا آج دیوانِ بیمثل اُنکا ۔۔۔ جو مہتاب داغ آفتابِ زمن ہے
ہوا اوج آرا وہ بختِ ہمایون ۔۔۔ کہ اب قدر دان شہریارِ دکن ہے
ہر اک شعر سے موجزن ہین بہارین ۔۔۔ یہہ دیوان رنگین وہ رشکِ چمن ہے
صفا مین نے تاریخ پُر نور لکھی ۔۔۔ یہہ مہتاب اوجِ سمائے سخن ہے

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال نزہت افزای ریاض سخن جناب محمد صابر حسین صاحب صبا نائب محکمۂ نیابت وزارت دیوانی و فوجداری ریاست بھوپال

ز انوار سخن شد چشم مشتاق جہان روشن ۔۔۔ فروغ نظم داغ است این کہ نور ماہتاب است این
بشو خیہاے معنی پیکر الفاظ سحر آگین ۔۔۔ سراپا جلوۂ نیرنگی حسن شباب است این
بیا موسیٰ تماشا کن اگر چشم ہوس داری ۔۔۔ چو سوز و طور را آن شمع حسن بے نقاب است این
بچیند چشم نظارہ بہار دامن گلچین ۔۔۔ ز گلہاے مضامین و کش گلشن کتاب است این
ببین از دیدۂ مست سخن کیفیت شوخی ۔۔۔ بلفظ اندر کجا معنی ست در ساغر شراب است این
نگاہ شوق محو دید چشم خویش را گوید ۔۔۔ پئے ہر شعر معنی خیز صاد انتخاب است این
بشوقِ دیدن و ذوقِ شنیدن مژدہ باد ایدل ۔۔۔ کہ چشم و گوش مشتاق سخن را فتح باب است این
سخن با طرزِ دل آویز خود ہر دل عزیز آمد ۔۔۔ ہمہ نازش فروش شوق طبع شیخ و شاب است این

شد از سرمایۂ حسن قبول آرایشِ معنی
کلام ست این کہ تاثیرِ دعاے مستجاب ست این

بتکرارای صبا تاریخ را قند مکرر کن
کلامِ لاجوابست این کلامِ لاجوابست این

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکرِ انیق شاعرِ خوش گو سخن سنجِ معانی بند جناب صبر صاحب لکھنوی

شیفتہ ہوں دل سے میں نازِ کلامِ داغ کا
ذکر ہے ہر بار اندازِ کلامِ داغ کا

ترک دیوانِ غالب و میر و ظفر کے ہو گئے
خلق میں شہرہ ہے آغازِ کلامِ داغ کا

سن کے جی اُٹھتے ہیں لاکھوں سال کے کشتے ہوا
وصف آدمی ہے یہہ اعجازِ کلامِ داغ کا

جب سنی یہہ دھوم چھپا ماہتابِ داغ ہے
دم لگا بھرنے میں دلسازِ کلامِ داغ کا

بلبلِ دل سے ملا یہہ مصرعِ تاریخ صبر
واہ کیا کہنا وہ اندازِ کلامِ داغ کا

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکرِ ارجمند جناب سید محمد امراؤ علی صاحب صبر تخلص بھوپالی

داغ نے ایسی دکھائی ہے بہارِ باغِ نظم
نقطہ نقطہ صفحۂ دیوان کا ہے رشکِ چمن

ذکر جنت میں بہارِ نظم کا پہونچے اگر
دل میں رضوان کے ہویدا شوقِ گلزارِ سخن

ماہتابِ داغ کی تاریخ لکھو صبر گر
کہدو تم اب خوب چمکا نیّرِ فکرِ کہن

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ سخن بی نظیر جناب منشی مسعود احمد صاحب ضمیر خلف و تلمیذ

جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

نور مہتاب داغ سے چمکا	اور اہل سخن ہیں نام داغ
سچے دل سے ضمیر کہتا ہے	لایق ناز ہے کلام داغ
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند محمد نعیم الحق صاحب ضو تخلص شیخپوری
شاگرد جناب امیر و جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا دیوان اس استاد کا ضو	کہ جو استاد استاد زمان ہے
نہ کیونکر دل ہو اس دیوان میں تسخیر	مصنف اسکا اک جادو بیان ہے
سر دیوان ہے فصل سال پایا	خیال بلبل ہندوستان ہے
	سنہ ف

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شوخ فکر رنگین بیان جناب نواب آ
میرزا بہاء الدین خان صاحب نبیرۂ نواب ضیاء الدین خانصاحب بہادر
مرحوم رئیس لوہارو طالب تخلص اسسٹنٹ ٹھگی ڈکیتی سنٹرل انڈیا

بٹھا دیا نہ خدا کے کرم سے آخر کار	دکن میں داغ نے سکہ زبان اردو کا
قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑھ کر	حریف کوئی مقابل نہ اسکے ٹھیر سکا
شہ دکن کے لئے زیب تھا ہی استاد	کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملک معنی کا
دکن کے شاہ نے دی اسکو دولت و حشمت	خدا نے علم کی دی اسکو نعمت عظمیٰ
کلام اسکا ہے مرغوب شہریار دکن	کلام اسکا ہے مقبول بارگاہ خدا

کلام اسکا ہر اک خاص و عام کو دل سے
پسند آیا ہے آتا رہیگا آگے کا

نیا ہے رنگ نئی طرز ہے نئی بندش
نیا ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا

دیا ہے حکم کہ جلد چھپ کے مشتہر ہو کلام
تمام ہند میں مہتاب داغ کا چمکا

ہے اس کلام میں وہ تازگی مضامین کی
چمن ہو جیسے لطافت سے باغ باغ کھلا

اسی کلام پہ عاشق مزاج ہیں مفتون
ہے اس کلام میں انداز دلربائی کا

اسی کلام سے رونق زبان اردو کی
اسی کلام پہ اہل زبان ہیں دل سے فدا

ہے اس کلام کی خوبی بیان سے باہر
کہ اس کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہنچا

طلب یہ ہاتف غیبی نے دی ندا مجھکو
لکھ اس کلام کی تاریخ نظم بیش بہا
۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع آسمان پیوند شاعر خوش فکر دہلی نظیر جناب ظہیر الدین صاحب دہلوی ظہیر تخلص شاگرد استاد ذوق

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید
کہ تابان ہوا ماہ تابان داغ

بہار مضامین رنگین نہ پوچھ
شگفتہ ہیں سنبل و ریحان داغ

عجب حسن پر ہے ریاض سخن
عجب جوش پر ہے گلستان داغ

فصاحت کا دریا ہوا موجزن
نہ ہے بارش ابر فیضان داغ

بلاغت کی پوچھو تو کچھ حد نہیں
کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ

اگر نکتہ نکتہ ہے باب سخن
تو گنج معانی ہے دیوان داغ

ثنائے سخن میں ہے قاصر زبان | جہاں تک ہو تحسین ہے شایان داغ
زہے پایہ گاہ کلام بلیغ | زہے عظمت و شوکت و شان داغ
مجھے فکر تاریخ کی تھی ظہیر | ہوئی رہنمون طبع ذیشان داغ
سر افگندہ انجم ہیں افلاک پر | کہ طالع ہوا انجم دیوان داغ
۱۳۱۰ھ

تاریخ طبع دیوان استاد سلطان فن کن بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی نتیجۂ فکر محمد حبیب اللہ عشق شاگرد ممدوح مد ظلہ

از نسیم کلام حضرت داغ | غنچۂ دل برنگ گل بشگفت
سال طبعش سروش غیب از عشق | نغمۂ عندلیب دہلی گفت
۱۳۱۰ھ

ایضاً

شاہد دیوان سو میں داغ | صورت آفتاب عکس فگن
ملہم غیب سال طبعش عشق | گفت مہتاب آسمان سخن
۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز مارہروی شاگرد جناب مصنف ظلہ العالی

مرتب کنون گشتہ دیوان داغ | کہ ہر سطر او سلک دُر عدن
ازین نغمہ تازہ و ساز خوش | بوجد اندر آمد دل و جان من

نہ ہے شاعر و شعر را پایہ	با فلاک شعر شہ وہ دست زن
چنین گفت مصرع سالش عزیز	بہار معانی و روح سخن ١٣١٠

ایضاً

دیوان جناب حضرت داغ	جب طبع ہوا بزیب و زینت
تاریخ عزیز نے یہہ لکھا	گلدستۂ فرحت و فصاحت ١٨٩٢ء

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب جونپوری
فکر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

فکر مہتاب داغ مین ہے وہ حسن	کہ فلک کہہ اٹھا قمر قربان
کیا قمر مین ہین چار چاند لگے	مہ ابن ماہتاب پر قربان سنہ ١٣١٠

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خانصاحب فراق
شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

کلام داغ جادو ہے اثر مین	مگر جادو مین بات ایسی کہان ہے
نہ کیون ہر لفظ سے ٹپکے حلاوت	کلام شاعر شیرین بیان ہے

قطعہ تاریخ از فکر سخنور خوش بیان عذب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر
سررشتہ دار بخشیگری ریاست بھوپال

کلام نواب میرزا ہے یہہ نظم دلچسپ و دلربا ہے / زبان میں اور ہی مزا ہے بیان میں رنگ دوسرا ہے

مذاق شیرین ہے اس سخن میں شکر ہے گویا گھلی دہن میں / یہہ آج شہرہ ہے اہل فن میں کلام شیرین ہے بامزا ہے

سخن وہ یہہ منتخب ہے قادر سمجھتے اسکی ہیں قدر ماہر / یہہ خوبیوں سے ہے اسکی ظاہر جو اسمین مضمون ہی نیا ہے

خیال تاریخ دلمین گذرا تو سال ہجری زبان پہ آیا / فصیح زیبا ہے تازہ بندش بیان جادو بھرا ہوا ہے

سنہ ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نکتہ سنج جناب مولوی محمد قمر الدین خانصاحب شاہجہانپوری قمر و ملال تخلص منشی محکمۂ صدر عدالت صوبۂ شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب مصنف مد ظلہ العالی

حضرت نواب مرزا خان داغ / اوستاد نامی ہندوستان

کرد چون تصنیف دیوان سوم / شش جہت شد شہرتش اندر جہان

گشت روشن چشم مشتاقان ازو / تیرہ شد عالم بروے حاسدان

سال طبعش عیسوی گفتہ قمر / ماہتاب داغ ملک افروز جان

سنہ ۱۸۹۲ع

ایضاً تاریخ اردو

عجیب شیرین گلزار داغ ہے بیشک / غریب نور میں ہے آفتاب داغ بجا

مگر ہوا ہے جواب ماہتاب داغ طلوع / یہہ چاند ہی ہے سپہر سخنوری میں نیا

کہا ملال نے تاریخ طبع کا مصرع / جناب داغ کا دیوان لا عدیل چھپا

۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود خان صاحب محمود تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہ

مری آنکھ جھپکی تھی محمود اک شب — تو کیا دیکھتا ہون کہ اک انجمن ہے
نئے لوگ ہین اور نیا ساز و سامان — غرض بزم کی بزم گل پیرہن ہے
بلا کر یہہ اک شخص سے مین نے پوچھا — یہہ محفل کہ پھولا پھلا اک چمن ہے
سبب منعقد ہونے کا تو بتا تو — خوشی ایسی کیون زیر چرخ کہن ہے
کہا اُسنے اے بیخبر تو مُقتدر — مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے
اُس اُستاد کامل کا چھپتا ہے دیوان — کہ جو آجکل زیب بخش دکن ہے
کہا مین نے تاریخ کیا ہے تو بولا — کہ جلوہ نما ماہتاب سخن ہے
١٣٠٩

ایضاً

مجھے حیرت تھی کیا ہے ایسی شادی — کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج
ندا آئی کہ لکھہ محمود تاریخ — وہ شایع ہو گیا ماہتاب داغ آج
١٨٩٢ع

ایضاً

دیوان چھپ رہا ہے کہین پھول کھل رہے — کیا جوش پر ہے باغ دکن مین بہار داغ
ہین گلشن جہان مین شہ ذوق اس کلام کے — بلبل فدائے داغ ہین گل ہین نثار داغ

محمود کو خیال جو تاریخ کا ہوا — آئی صدائے غیب۔ کہو لالہ زار داغ
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

جب چھپا دیوان جناب داغ والا جاہ کا — دوستون کے دل ہوئے خوش دشمنون کے ہوش گم
مین نے بھی محمود سنکر لکھی یہہ تاریخ طبع — اب ہوا شایع مرے اُستاد کا دیوان سوم
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر گہربار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبداللہ خانصاحب مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صدر المہامی بھوپال

سبحان اللہ حضرت داغ — زانگونہ کلام خویش پیراست
کز دیدنِ او بصر کرانہ — احسنت زکام خلق برخاست
مقبل چو نمک فشاند در سال — معشوق ملیح جلوہ آراست
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

داغ کی روشن بیانی دیکھئے — داغ کہاہے اِس سے دل پر ماہ نے
وصفِ دیوان مین یہہ مقبل نے کہا — گل کہلائے داغ عالی جاہ نے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئنہ خانہ — مردم اسے کیون دیکھ کے رہجاتے ہین ششدر
یہہ بھی جو نہین ہے تو پری خانہ ہے بیشک — دِل دیکھنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر
کیا خوب یہہ مقبل نے لکھا سال الٰہی — معنی کا پرستان ہے یہہ دیوان منور
۱۳۰۱ف

ایضاً

یہہ تیسرا دیوان بہی لکہا داغ نے کیا خوب — پہولون سے مضامین کے سراپا ہے گلستان
پایا ہے سخن مین بجدا طرز جدا داد — اُردو کا بجا ہے جو کہین آپ کو سحبان
ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے موافق — پیدا ہے جو اک بات تو سو باتین ہین پنہان
حالیہ لکہا تو نے یہہ مقبل سن فصلی — اِک داغ ہے حاسد کے لئے جلوۂ دیوان

سنہ ۱۲۹۹ فصلی

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین مقال جناب برہان علی صاحب محمود تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چہپا تیسرا داغ صاحب کا دیوان — مضامین خوب اصطلاحات عمدہ
لکہا سال ہجری یہہ محمود نے بہی — ہوا طبع سب مخزن روزمرہ

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

جو دیوان چہپا میرے اُستاد کا — ہوا کیا ہی محمود دل باغ باغ
سرِ انس سے سال لکہہ عیسوی — ہوا طبع رنگین یہہ مہتاب داغ

سنہ ۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادر زادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ — شمس نورانی ہے یہہ ماہِ تمام

شاعری نازان ہے جس استاد پر | کون وہ استاد اس فن کا امام
واہ اے نواب مرزا خان داغ | مستند دنیا مین جنکا ہے کلام
انکا یہہ دیوان نامی چھپ گیا | جسکے آگے ماہ و اختر ہین غلام
ابتدا سے انتہا تک ایک ہے | سر سے پا تک روزمرہ ہے تمام
چاند اسے کہیے تو اسمین داغ ہے | اور یہہ بیداغ بالکل لاکلام
اسکو کیا سورج سے ہم تشبیہ دین | اسمین نور اور اسمین آتش ہر تمام
اب اسے کس چیز سے دیجے مثال | ہوتی رہتی ہے قلم کی روک تھام
حاسد و بدکار شک سے دل ہو کباب | دشمن اسکی آگ مین لوٹین مدام
اسکا سال طبع یون لکھو مرادؔ | سب کلام داغ ہے ماہ تمام
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

ہوا وہ مہتاب داغ تابان کہ جس سے روشن مہر و مہ ہین | فروغ سے اسکے جگمگایا سپہرہ جاہ و جلال اردو
مجھے ہوئی فکر اسکی جسدم کہ ختم سال کیا لکھون مین | پکارا ہاتف مراد لکھو کمال فضل و کمال اردو
۱۳۰۹

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال روح روان گلشن سخن
جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہسوانی

چھپا یہہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے

جو رنگ مضمونون مین داغ کا ہے بہار معنی مین تازگی ہے

بلند اشعار ہین سراسر زمین غزلون کی ہے فلک پر

ہر ایک نقطہ بنا ہے اختر سواد تحریر چاندنی ہے

بہری ہین کیا شوخیان بلا کی تڑپ ہے بندش ہین انتہا کی

یہہ فکر ہے داغ خوش نوا کی طبیعت ایسی کسے ملی ہے

یہہ حسن ترکیب ہے سراپا کھچا ہوا حور کا ہے نقشا

ہر ایک مصرع ہے قد پری کا یہہ سادہ پرکار شاعری ہے

ہے رو کش لالہ زار دیوان نہ کیون دکہائے بہار دیوان

نظر سے گذرے ہزار دیوان کچھہ اسکی پروا ذہی نہی ہے

اِسی پہ مرتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیست کا بہانہ

بیان مین ہے رنگ عاشقانہ سخن مین معشوقیت بہری ہے

لُبہا رہے ہین دلونکو مضمون بہرا ہے شعرون مین سحر و افسون

سخن پہ ہے چشم شوق مفتون نگاہ حرفون پہ جمگئی ہے

زبان کی تعریف مین کرون کیا ہوا ہے اشعار سُنکے سکتا

نہین ہے منہہ مین زبان گویا چپ ایسی کچھہ آج لگ گئی ہے

کہلا و نکہت گل مضامین سناؤ تاریخ نور آگین

کلام دلکش بیان رنگین یہہ معجزہ ہی ہے سحر ہی ہے

۱۳۰۱ء

ایضاً

کلامِ حضرت نواب مرزا | پسند خاطرِ پیر و جوان ہے
نہین دیوان داغِ نکتہ پرور | متاعِ حسن معنی کی دکان ہے
چھپے دلمین نہ کیونکر رنگِ مضمون | زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے
بھری ہے کوٹ کر شوخی سخن مین | جزاک اللہ کیا حسنِ بیان ہے
نہ پوچھو رفعتِ شانِ معانی | زمین شعر رشکِ آسمان ہے
ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین ہر شعر | سخن سے نور کا جلوہ عیان ہے
بیان مین ہے بہارِ حسنِ یوسف | ہجومِ شوق عالم کاروان ہے
پریخانہ کا ہے ہر بیت مین لطف | جو مصرع ہے قدِ حورِ جنان ہے
ہر اک برجستہ مصرع شوخیون سے | حریفِ مصرعِ برقِ طپان ہے
نہ کیونکر آبرو پائین مضامین | طبیعت جوشِ دریا سی روان ہے
لکھی برجستہ نکہت نے یہ تاریخ | کلامِ شاعرِ شیرین بیان ہے

سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ رنگین سخن عالی فکر جناب مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر تخلص رئیس شہر بنارس تلمیذ جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا | جسکو روح و جانِ آرایش کہو

فکر سالِ طبع اے نیرؔ جو ہو … ہے نگارستانِ آرائش کہو
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع بلند و فکر ارجمند جناب سید آل حسن صاحب نگہتؔ شاگرد جناب نسیمؔ بہرت پوری

واہ کیا عمدہ چھپا مہتابِ داغ … شانِ الفاظ و معانی دیکھنا
فرقِ حاسد کا نگر نگہتؔ لکھو … داغ کی معجز بیانی دیکھنا
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیریں زبان جناب محمد فخر الدین صاحب ناؔدم تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری

چھپا تیسرا جبکہ دیوانِ داغ … ہوئے دیکھ کر شاد اربابِ فن
پئے سالِ تاریخ ناؔدم شتاب … رقم زد مبارک عروسِ سخن
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا … جو سخن گوئی میں ہیں عالی مقام
سالِ ہجری طبع کا ناؔدم یہ لکھ … دُرِّ تاجِ شاعری ہے یہ کلام
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان تیسرا بھی چھپا خوب داغ کا … مشتاق جسکے دید کا سارا جہان ہے
ناز و ادا و عشوہ و سوز و گداز دل … سب کچھ ہے حسن و عشق کی گویا یہ جان ہے

انصاف سے جو دیکھیے ناؔدم تو واقعی
فصلی و عیسوی لکھے یہہ دونوں سال ہیں

آفت کی بندشیں ہیں بلا کا بیان ہے
مضمون سحر کے ہیں غضب کی زبان ہے
۱۲۹۹ف ۱۸۹۲ع

ایضاً

گشت دیوان سوم طبع چون با صد آب و تاب
بہر تاریخ سعی فکر دامنگیر شد
از گل مضمون رنگینش معطر شد دماغ
از دل و جان گفت ناؔدم سلک گوہر سفتہ داغ
۱۸۹۲ع

ایضاً

زہے فکر داغ ہمہ دان فن
بصد حسن صحت چو گردید طبع
پئے عیسوی سال ناؔدم شتاب
چہ زیبا دُرِ نظم نایاب سفت
بدلہا گل شادمانی شگفت
بملک سخن سکّہ داغ گفت
۱۸۹۲ع

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد ناؔدم
شد بد و طبع سال طبع کہ ہست
کہ از آن گشتہ روشنی بدماغ
فکر حاضر جناب مرزا داغ
۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر رستم بیان معرکۂ سخن منشی محمد عبد الرزاق صاحب نصرؔ باشندۂ ناگپور حال ملازم سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

چھپ کے مہتاب داغ کا چھپنا
بولے تاریخ اس کی سب کہہ دو

کون کہتا ہے تیسرا دیوان | باب ہے رحمت خدا کا یہہ
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال ماثر عدیم المثال ہمپایۂ طالب و کلیم جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شاگرد رشید جناب مصنف مدظلہ

تیسرا دیوان چھپا استاد کا | کیون نہون خوش دیکھکر اہل کمال
اور ہے ایسا کوئی جادو بیان | اور ہے ایسا کوئی نازک خیال
ہان یہی ہے تازگی بخش سخن | ہان یہی ہے رونق افزائے کمال
یہہ ہے اردوے معلی دیکھئے | دیکھئے کہتے ہین اسکو بولچال
عقل حیران ہے کہ اسکو کیا کہون | معجزہ ہے یہہ کہے سحر حلال
اسکے ہر مصرع کے تیور دیکھکر | سرنگون ہے بام گردون پر ہلال
دیکھکر ہر شعر کی بانکی ادا | کٹ گئے ہین دلمین کیا کیا خوش خصال
یہہ مضامین ہین بلندی کی شان | یہہ پری بندش ہے پاکیزہ خیال
ہان یہی میوہ غذائے روح ہے | گلشن تفریح کا یہہ ہے نہال
ہے یہی تو انجمن آرائے عشق | ہے یہی تو شمع بزم حال و قال
ہے اسی سے گرمیٔ بازار عشق | ہے اسی سے رونق حسن و جمال
بس اسیکا حسن ہے زاہد فریب | ہے اسی کے دام سے چھٹنا محال
تیسری تاریخ کی تھی مجھکو فکر | دل پکارا ہے عجب اتنا خیال

فرقِ اعدا کا تُکڑا لکھدے نسیم — بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
۱۸۹۲ء

ایضاً

چھپا ہے اُس شہِ اقلیمِ نظم کا دیوان — کہ جسنے عرش پہ پہونچا دیا سخن کا دماغ
نسیم لکھدیہ سن ختم و طبع کا مصرع — بیان دردِ دلِ داغ و دردنامۂ داغ
۱۳۱۰ھ — ۱۳۰۹ھ

ایضاً

مہتاب داغ مُلکِ دکن سے ہوا طالع — آئین کہ ہے یہ عاشق جانانۂ سخن
چلتا ہے دورِ بادۂ حسنِ کلام پھر — کھلتا ہے آج پھر درِ میخانۂ سخن
اٹھو عروسِ نظم کے جوبن کی پھر بہار — پھر دیکھو سیرِ حسن صنم خانۂ سخن
سرمہ ہے باصرہ کے لئے یہ مجموعۂ کلام — دعوت ہے سامعہ کی یہ افسانۂ سخن
پوچھیں جو خوشنما یہ مضمون سنین طبع — کہدے نسیم جلوۂ مستانۂ سخن
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال خوش تقریر شیریں مقال مولانا مولوی جناب ابوالجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صاحب لغانی رامپوری جواب مصنف ...

یہ کس گل خوشنما کا ہے عطر — کھل کے شگفتہ باغ کا
ہے سال و سوال او جواب ایک — مطبوع کلام داغ کا ہے
۱۳۱۰ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع وقاد شاعر بے عدیل جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب محدث فقیہ واحد تخلص

کلام داغ با اوجِ معانی — سرِ رفعت ز گردون بر کشیدہ
نگشتہ بے سبب این شہرتِ نظم — ہمہ مقبول ہست و ہم گزیدہ
بیکتائی نظیرِ خود ندارد — چنین مضمون کہ بشنیدہ کہ دیدہ
رقم زد کلکِ واحد سالِ تاریخ — بیان مطبوع و نغز و پاک چیدہ
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ طبعزاد شاعر خوش فکر نکتہ سنج جناب مہدی حسن صاحب المہدی پیشی عدالت منصفی فوجداری خاص ریاست بھوپال

عنوانِ تاریخی

دیوان ہے یہ شاعرِ گلشن طراز کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

کیا داغ کی کلکِ گہر افشان نے کیا لایا — کا منہ کے خیابانِ فصاحت کا گلستان
ہر لفظ گلِ تازہ ہے ہر نقطہ ہے غنچہ — ہے سرو ہر اک مصرعِ برجستہ و چسپان
چھپنے کا کہا مہدی نے مصراعِ شگفتہ — ہے بحرِ صفا میں دل آویز یہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوانِ تاریخی

داغ دل وہ ہے یہ حاسد کے لئے یہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰ھ

نہال کلک داغ خوش بیان نے — صف میں کے کہلائے باغ کیا کیا
سرِ اعدا اڑا کر وجد لکھ دو — دیئے ہیں حاسدو نکو داغ کیا کیا
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی
دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے
سنہ ۱۳۱۰ھ

لطفِ زبان ریختہ مخصوص داغ ہے — محمود کے لئے ہے نہ حامد کے واسطے
کیوں ہو نہ بار رشک سے اعدا کا سرنگوں — دیوان ایک داغ ہے حاسد کے واسطے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی
ہے مہِ کامل یہہ دیوان داغِ دالاجاہ کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

زبان ریختہ کے باغ کے ہیں — جناب داغ خوش آہنگ بلبل
صبا کا رشک سے کیوں دل نہ نکلے — کہلائے داغ نے اعجاز کے گل
سنہ ۱۳۱۰ف

قطعۂ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخنور بے نظیر جناب محمد وزیر صاحب

وزیر مالک مطبع رپن پیش اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ

میری آنکھہ تہی مائل خواب اک شب
تعلق سے آزاد تہا قلب پر غم

نہ لیتا تہا چٹکی کوئی شوخ دل مین
تہی اشک حسرت سے نہی چشم پرنم

غم دنیوی سے فراغت تہی حاصل
ہر اک گہر مین تہی شادمانی فراہم

مسرت کا ہنگامہ تہا شش جہت مین
مزاج زمانہ ہی تہا کچھہ نہ برہم

کہلے نظم کے گل زمین سخن مین
مضامین کے طائر مچاتے ہین اودھم

وہان سننے والون کا ہوتا ہے مجمع
جہان ہم سخن شعر کہتے ہین باہم

رسا ہوتی ہین مرحبا کی صدائین
تعلی کی لیتے ہین شاعر جو ہر دم

طبیعت کی جدت مین ہین شوخیان ہین
بدلا ہے رنگ آسمان لاکہہ ہر دم

عجب وقت تہا وہ سہانا سمان تہا
فلک پر سحر کی سفیدی تہی کم کم

غضب ہے مؤذن کی اللہ اکبر
شب وصل کے سونے والونکو ہے غم

عجب نور کا وقت ہے صبح صادق
بہت طبع انسان کی رہتی ہے خرم

کوئی کہہ رہا ہے بالحان عشرت
یہی قلب محزون سے فرحت ہے توام

کسی نے کہا دل مین خدشہ ہے ناحق
پہر ہر اک کو یہہ ہو وقت جشن جم

چہپا دہلوی داغ صاحب کا دیوان
دل خستگان جہان کا ہے مرہم

وزیر آگے کا تو نہین کہتا ہے ہاتف
الٰہی یہہ ہو نظم مقبول عالم
١٣٠٩

ایضاً

ہاتف کی ندا نے دی یہہ کانونکو خبر
ہے اوج پر اے وزیر اختر فکر
سچ کہتی ہے خلق اسکو مہتاب داغ
بے شبہہ ہے۔ محفل خیال شب مجبر
سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

ہے اُس سے شکل معنی نو صاف آشکار
آئینہ سے سوا ہے جو مشق صفائے داغ
خلق خدا مین نور ہے مہتاب داغ کا
دیکھے نگاہ اہل معانی ضیائے داغ
دیوان داغ ملک دکن مین چھپا وزیر
مشہور دہر کیون نہو ظل ہمائے داغ
تاریخ کی جو فکر ہوئی بولا یہہ سروش
ہے ذہن مین بسی ہوئی شیرین ادائے داغ
کچھہ غور کی ضرور نہین صاف صاف لکھہ
ناظم جہان نورد ہے فکر رسائے داغ
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

شاعر نامور کا دہلی کے
ہے یہہ مہتاب داغ لاثانی
اُسکے چھپنے کا ہے دکن مین شور
کاتب اُس نظم نو کا ہے بانی
اضطراب خرد سے مجھکو وزیر
طبع کی سال مین تھی حیرانی
مجھکو مضطر جو پایا ہاتف نے
بولا ہے فکر تیری دیوانی
یہہ خدائے سخن کا ہے دیوان
طلعت آفتاب نورانی
۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر رسا عذب البیان جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب رضا عجائم سہسوانی

کیا ہی رنگین صورت گل داغ نے دیوان لکھا	اسکو کہتے ہیں زبان خوش بیان عندلیب
بلبل دل بول اٹھا یون گلبن تاریخ پر	اب لکھئے اوراق گل پر داستان عندلیب

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

ولہ

مظہر لطف	نظم مرہم دل	مظہر قدس	ہم نوا در باغ
سنہ ۱۳۱۰	سنہ ۱۳۰۹	سنہ ۱۳۰۹	سنہ ۱۳۱۰
نغمۂ طور	داغ نامہ ہجر	نظم گلرنگ	درد نامۂ داغ
سنہ ۱۳۱۰	سنہ ۱۳۰۹	سنہ ۱۳۱۰	سنہ ۱۳۰۹

ولہ

این چہ دیوان نوشت مرزا خان	ہر غزل مطلعی ز لمعۂ صبح
تازہ تاریخ تحریر چہ گفتم	ریخت مہتاب داغ جلوۂ صبح

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

الحمد للہ والمنہ دیوان مہتاب داغ من تصنیف جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی بتاریخ ۳ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطبع عزیز دکن حیدرآباد مقام چھتہ باہتمام محمد عزیز الدین کے چھپا۔

صحت نامہ مہتاب داغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۳	مینہدی	مہندی	۵۰	۱۰	نامہ بری	نامہ بری	۷۵	۱۱	دوستکے	دوستکی
۶	۱۱	بد	بند	۵۳	۷	ملاقات ہو گیا	ملاقات ہی کیا	۷۷	۷	وہ دہی ہی تو	سبے تو ہی
۹	۳	اتینا	اتنا	״	״	بات ہو گیا	بات ہی کیا	۷۸	۹	عدر	عذر
۹	۹	ٹہر	ٹھہر	״	۸	اوقات ہو گیا	اوقات ہی کیا	۸۳	۳	پھرا ہون	پھرتا ہون
۹	۱۵	ڈھونڈیتا	ڈھونڈتا	۵۴	۶	بات ہو گیا	بات ہی کیا	۸۳	۵	جھگڑ ادہر	جھگڑا ادہر
״	״	مزا	مزہ	۵۵	۱	میرا	مرا	۹۷	۳	تیرے گذر	تیری رہگذر
۱۱	۱۴	لیگئی	لیگئی	״	۱۰	بیچھے	بچھی	۹۷	۱۰	توٹ	ٹوٹ
۱۲	۱۶	جسکا	جسکا	۵۷	۱۵	غشق	غش	۹۷	۱۷	روزبڈی	روز بہتی
۱۴	۱۲	اتہا	اٹھا	۵۸	۱	انکھیون	انکھیون	۱۰۲	۶	ہوگئے	ہوگئی
۲۲	۱۱	تم ہی	تمہین	״	۲	میرا	مرا	۱۰۳	۱۵	تلوارینگے	تلوار یہ سنکے
۳۰	۱۶	ناوگ	ناوک	״	۱۴	وستے	وست	۱۱۰	۱۰	ٹہیری	ٹہیرتی
۳۲	۱۷	خدا نہیں ملتا	نہین خدا ملتا	۶۰	۱۱	مزا	مزہ	״	״	[illegible]	[illegible]
۳۴	۱۳	نہ آسکا	آنہ سکا	״	״	رزور	رزور	۱۱۴	۸	[illegible] آدم	[illegible] آدم
۳۸	۱	إسباب	اس باب	۶۲	۳	پا	یا	۱۱۶	۷	نیند کی	نیند کے
۴۰	۱۳	میری	مری	״	۴	پیشتر	بیشتر	۱۳۱	۵	چہرہ گئے	چھٹ گئی
״	۱۵	میرے	میری	۶۷	۹	بدمزہ گی	بدمزگی	۱۳۲	۳	تسو لیشیا	تشویش
۴۱	۱	ہمسے نگیا	یہہ کام ہگیا	״	۱۰	غرض تھی	غرض ہے	۱۳۳	۶	مرکر	ہم نے مرکر
۴۳	۶	نماہ	نباہ	״	۱۷	ٹہنڈی سہیلے	ٹہنڈی سہیلے	۱۳۵	۱۳	لڑگئے	لڑگئی
۴۵	۱۳	سانون	ساون	۶۹	۴	آئینہ کیں ہین	آئینے کی ہین	۱۳۶	۲	بگڑگئے	بگڑگئی
۴۶	۳	نگہت	نکہت	۷۱	۶	دریانون	دربان	۱۳۸	۱۴	ٹھنڈے	ٹھنڈے
۴۸	۱۶	برپا	برپا	۷۲	۶	ہوئین	ہوئی	۱۳۹	۳	رسیاہی	رسیاہی گئی
۴۹	۱۴	ادب	ایسا	۷۳	۱۰	خداسکے	خداکی	۱۴۰	۱۲	ہنسی	ہنسنے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۴	۳	اُدہرادہر	اُدہر سے ہے	۱۸۱	۱۳	ٹھہرے	ٹھیرے	۲۳۶	۱۳	بچے	بچی
״	۱۱	مزا	مزہ	۱۸۲	۸	ٹھرا	ٹھیرا	۲۳۹	۱۷	دمفت	تومفت
״	۱۳	تیرے	ترے	۱۸۴	۵	مزا	مزہ	۲۴۰	۴	آدرمحشر	اور محشر
״	۱۲	سوال سیمیں	سوال سیم ہے	״	״	تیری	تیرے	۲۴۲	۹	خنجہر	خنجر
״	۱۴	دانہ	دلسے	۱۸۵	۱	ہماری	ہمارے	״	۱۲	بتے	بنے
״	۱۵	لگاہئین	لگائین	۱۸۶	۱۰	برسس	برس	۲۴۸	۲	آنکھ ڈال کے	آنکھیں ڈال کے
۱۴۸	۱۱	صیاد	رہزن	۱۹۳	۲	میری	میرے	۲۵۰	۱۵	اکیا ہر کونا	وہ کیا کہنا ہے
۱۵۲	۹	یہہ کہتی	کہتی	״	۷	مزا	مزہ	۲۵۱	۷	تیری	تری
۱۵۲	۱۷	ٹوٹ آئین	ٹوٹ آئی	۱۹۵	۱۲	سکئے	گئی	״	۹	کیا خوب کیا	کیا خوب جیسے
۱۵۷	۳	اگا	لگا	۲۰۰	۳	رکہکراص	رکہکراس	״	۱۴	ایک طرف	اک طرف
۱۵۹	۴	ٹہر ٹہر	ٹہہر ٹہہر	۲۰۲	۱۶	گئے	گئی	۲۵۴	۱	توک	نوک
۱۶۱	۳	بڑا مزا	بڑا مزہ	۲۰۴	۶	پنجا	بیجا	۲۵۶	۵	ہمین نہ	ہمیں سے ہمیں
۱۶۱	۴	ٹرا انقلاب	برا انقلاب	۲۰۸	۳	پُرائی	پرائی	۲۵۸	۱	میرے	مرے
۱۶۱	۵	لطف جو	لطف سے	״	۴	بَرائی	بُرائی	״	۹	میری	مری
۱۶۱	۱۲	مزا	مزہ	۲۰۹	۲	مزا	مزہ	۲۵۹	۱	میری	مری
۱۶۳	۱۰	کہین	کہیں	۲۱۱	۱۰	مزا	مزہ	۲۶۰	۸	میری	مری
۱۶۷	۹	چھپ لی	چھپ بیٹھی	۲۱۴	۱	ٹہر ٹہر	ٹھیر ٹھیر	۲۶۴	۱۰	نہ گئے	نہ گئی
۱۷۰	۱۲	سوال کہہ گئی	ان سے کہہ گئے	۲۲۷	۱۳	ڈہرتے	ڈرتے	״	۱۲	کیا گئے	کیا گئی
۱۷۱	۵	اُسکی	اُسکے	״	۱۴	راہ ہر بازار	راہ سے سر بہ	۲۶۵	۴	ہوتی ہی	ہوتی ہے
״	۷	پیچ وغم	پیچ وخم	۲۳۳	۳	خاموش ہے	خاموش ہیں	۲۶۷	۸	میرے	مرے
۱۷۹	۱۰	مزا	مزہ	۲۳۴	۸	ہوئین	ہوئی	۲۶۸	۱۰	کبھی کی گئے	کبھی سکے
۱۸۱	۹	بدمزدگی	بدمزگی	۲۳۶	۱۱	نگہت	نکہت	۲۶۹	۳	حسن ہی	حسن ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۹	۳	نیلی ہیلی	نیلی پیلی	۲۹۶	۵	خاں دیجا	خان دیجاہ	۳۳۲	۱۲	کنجفہ	گنجفہ
۲۷۵	۳	اور ایک پہیہ	ہرسوز اک	//	۸	ترا	تُرا	۳۳۴	۴	تیرے	ترے
//	۱۶	لیلئے	لیلی	۳۰۰	۵	این	زین	//	۱۴	ہوگئر	ہوگئی
۲۷۷	۹	ٹھن گئے	ٹھن گئی	۳۰۸	۶	فسانہ ہے مہر	فسوں ہے مہر	۳۳۵	۴	اندار	انداز
۲۷۸	۱	ہے گرچہ ایک	ہے گرچہ اک	۳۱۴	۳	•	سنہ ۱۳۰۹ھ	۳۳۶	۴	نکہت کل	نکہت گل
//	۴	اس کیجے ایسا	ابھی کیجے ایسا کام	۳۱۴	۸	حراغ	چراغ	//	۱۰	ماہم	باہم
//	۱۳	میرری	میری	//	۱۳	سال	مثال	۳۳۷	۴	جانجا	جابجا
//	۱۴	سمینا	سیمیا	۳۱۵	۵	•	سنہ ۱۳۱۰ھ	//	۱۳	علم علم	علم قلم
۲۸۱	۳	ہوگئر	ہوگئی	۳۱۷	۱۵	نگہت	نکہت	۳۴۰	۳	فعفور	فغفور
//	۵	منضر	خضر	۳۲۱	۱۳	نہین	بنین	۳۴۳	۵	ہوگئے	ہوگئی
//	۱۰	جو	چو	۳۲۳	۹	جاوئے جاوے	جاوے جاوے	//	۹	بڑہ گئے	بڑھ کے
۲۸۲	۷	پہچانا	پہنچانا	//	۱۱	چوکری	چوکڑی	۳۴۵	۵	جسکی	جس سے
۲۸۳	۱۶	غم و رنج	غم و رنج	//	۱۴	اشارے	اشارے	//	۸	لالہ گل	لالہ و گل
۲۸۴	۱۳	[illegible]	[illegible]	//	۱۶	زرہ	زندہ	//	۱۵	اُسکے	اُسکی
۲۸۵	۱۳	ہرگل	ہرلب	۳۲۴	۶	جھرمٹ کے	جھرمٹ کئے	//	۱۷	جفا ساز	جفا کار
۲۸۶	۳	تیری	ترے	۳۲۵	۱	شمع کی	شمع کے	۳۴۶	۱۳	جلوہ توشے	جلوہ نزے
//	۴	تیری	ترے	۳۲۶	۱	جوّاد	جواد	//	۱۴	یا بار الہ	یا بار الٰہ
۲۸۷	۱۳	مسعود مبارک	مسعود و مبارک	//	۷	فہم و فطن	فہم و فطن	۳۴۸	۱	تومینا	تو مینا
۲۹۱	۶	کہین	کہیں	۳۲۷	۱۳	جوشش	جوشن	۳۵۰	۱۳	تا مریخ	تا مریخ
//	۱۳	افرور	افروز	۳۲۸	۱۳	شرن	بیژن	//	۱۷	اسیرگی	تیرگی
۲۹۳	۵	نغز	نغز	//	۱۶	حسن	حسن	۳۵۳	۱۰	اقران	قران
۲۹۴	۱	قادر بخش	قادر بخش بہادر	۳۲۹	۱۷	ساقی کے	ساقی کی				

صحتنامہ تقریظات و تاریخہاے مہتاب داغ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	بہیخود	بیخود
″	۵	دو	وہ
۵	۹	بہی ہین	بہی ہین
″	۱۷	کین	کہین
۸	۱۷	ہرہفت	ہرہفت
۹	۵	آہ ہے	آہ رہے
۱۱	۱۶	کیان کے	کہان کے
۱۲	۳	افغانیان	افغانیان
″	۱۶	روزبیابہیں	روزنابہیں
۱۳	۱۷	جو	چو
۲۱	۴	والی	والے
″	۹	اولی العظم	اولی العزم
″	۱۴	بانکین	بانکی
۲۴	۲	ایسی	جیسی
۳۴	۷	نعمہ	نغمہ
″	۷	خور	خورد
۳۵	۱۷	جو	چو
۳۶	۳	نمائد	نماید
″	۶	شب	شب
۳۵	۱۵	مژکان	مژگان
۳۶	۶	نگہت	نکہت
″	۱۴	نمائد	نماید
۳۸	۷	اقران العظم	اقران معظم
۴۰	۵	خیریاد	خیرباد
″	۹	خوادث	حوادث
۴۱	۴	قطع	قطعہ
″	۹	قطع	قطعہ
″	۱۳	″	″
۴۳	۳	″	″
″	۱۳	″	″
۴۵	۸	استمام	اوستام
″	۹	نغر	نغز
۴۵	۱۱	قطع	قطعہ
″	۱۵	″	″
۴۶	۳	یعصوب	یعقوب
۴۹	۵	نظر	نظیر
۵۴	۷	امیر صاحب	امیر احمد صاحب
۵۵	۱	ہوگئی	ہوگئی
۵۷	۸	چہران	چہریان
۵۸	۴	فصاحب	فصاحت
۶۰	۱۱	کیڈٹر	کیڈڈ
۶۱	۹	گلزا	گلزار
۶۲	۸	کی تہی	کی دعا تہی
۶۷	۱۱	طنار	طناز
۷۲	۵	مبرظفر	میرظفر
۷۳	۱	داع	داغ
۷۴	۲	نئی طرز ہوئے	نئی طرز ہوئی
۷۷	۱۳	عجیب شیر	عجیب سیر
۷۸	۱۳	ماہتاب	مہتاب
۷۹	۴	دیوان سوم	دیوان سوم
۸۳	۱	مضمونون	مضمون
۸۴	۴	چہپا	چہپا
۸۵	۱۷	کے	کی
۹۰	۱۱	غصب	غضب
۹۳	۱۲	تخرجہ	تخرجہ

تمت بالخیر

اعلان

شیفتگان کلام و کشتگان سخن کو مژدہ ہو کہ میرے اُوستاد سرآمد شعراء جہان بلبل ہندوستان اُستاد السلطان دکن جناب نواب میرزا خان صاحب **داغ** دہلوی مدظلہ کا تیسرا دیوان مسمی بہ **مہتاب داغ** اس عاجز کے اہتمام سے مطبع عزیز دکن مین بصحت تمام عمدہ کاغذ پر خوشخط اُنتیس جزو مین طبع ہو کر اتمام کو پہونچا۔

اس دیوان فصاحت بیان مین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ۔ کے خلاف الفاظ مفصلہ ذیل ترک کیے گئے اور بجاے اُسکے دوسرے الفاظ قایم کیے گئے ہین۔

نقشہ الفاظ متروک شدہ وقائم شدہ مگر تلامذہ کو مجاز کیا گیا ہے کہ چاہین ترک کرین یا نکرین

الفاظ متروک شدہ	تمثیل الفاظ متروک شدہ	الفاظ جو [illegible] قائم کیے گئے	تمثیل الفاظ قائم شدہ
یان۔وان	مصرع نہین معلوم کہ اُنکی تئین قاصد حال کچھہ وُہ انکا	یہان وہان باظہار (ہا)	مصرع اس دل کا ٹھکانا نہ یہان ہے نہ وہان ہے
پر۔ بمعنی لیکن و مگر	مصرع بات کہنے مین پر نہین آتی	لیکن و مگر	مصرع قرار اس دل بیتاب کو مگر گیا
اور بروزن۔ آز	مصرع اور بات بنا تی کہ اُدہر کل ہے اِدہر آج	اور باظہار۔ واو	مصرع ہے حال طبیعت کا اِدہر اور اُدہر اور
مین۔ متکلم کا یا۔ دبی ہوی	مصرع مین کہو دل لگاؤن مین کہین غم اُٹھاؤن	مین باظہار۔ یا	مصرع ساقیا مین اگر دعا مانگون

یہہ دیوان گورنمنٹ سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ و گورنمنٹ انگریزی مین رجسٹری ہو گیا ہے

قیمت اِس حدیقۂ سخن کی پانچ روپیہ کلدار مقرر کیگئی ہے — اسکی قیمت پیشگی اسقدر پہونچ گئی ہے کہ نصف سے

بہی کم نسخے باقی رہ گئے ہین اور روز بروز کم ہوتے جاتے ہین جو صاحب خریدار ہون قیمت میرے پاس

خواہ جناب اُستاد مدظلہ کے پاس (محبوب گنج واقع بیرون بلدۂ حیدرآباد دکن) مین روانہ فرمائین اور اپنا پتا اور نشان

صاف خط مین تحریر کرین —

مہتاب داغ کے جس نسخہ پر جناب مصنف مدظلہ العالی کی مُہر نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائیگا اور خریدکنندہ مال مسروقہ

مسروقہ جانکر خریدنے والا متصور ہوگا حضرات خریداران مطلع رہین —

المشتہر

محمد ابو الحمید متخلص آزاد وکیل ہائیکورٹ مملکت آصفیہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ ساکن چہار مینار ڈیوڑہی نواب حسن الدین خان صاحب بخشی واقع حیدرآباد دکن

واسطے سند اس بات کے کہ یہہ کتاب مطبوع مطبع عزیز دکن حیدرآباد کی ہے —

مہر و دستخط مطبع و مہتمم مطبع کے ثبت کیئے گئے فقط محمد



اشتہار

شکر خالق لوح و قلم کا۔ اور احسان
ابنائے جنس عالی ہمم کا ہو نہیں سکتا
کہ جس کے فیض عامہ۔ اور اعانت تامہ سے یہ مطبع
روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ اور ہر قسم کا کام کتب عربیہ
فارسیہ اردو وغیرہ کا بخوش خطی و خوش معاملگی کارپردازان
مطبع کے اہتمام و سعی سے طبع ہو رہا ہے۔
پس جن حضرات کو ضرورت ہو اس مشتہر سے
معاملہ طے فرما سکتے ہیں۔

المشتہر

محمد عزیز الدین مالک و مہتمم
مطبع عزیزی دکن